کچھ عزاداری سے متعلق

تالیف

الحاج پروفیسر سید زین العابدین

و

کلام شعراء محفل منعقدہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ

مطابق ۳۰ر اپریل ۱۹۹۶ء

بلا قیمت

علی پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر ۵۳۹۵ ۔ کراچی

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفٰی
وَسَلٰوۃٌ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ
وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۔

عزیزانِ گرامی مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر انھیں کمزور کرنے کی سازشیں بڑے ہی سائنٹفک طریقے پر ہمیشہ کی طرح آج بھی جاری ہیں۔ تقسیمِ ہند سے پہلے ہندو مسلم فسادات ہوتے تھے پھر مشترکہ جلسے ہوتے ہر مقرر یہ کہتا کہ انگریز لڑا رہا ہے میں کہتا کہ آج تک ہمارے دروازے تو کوئی انگریز یہ کہنے نہیں آیا کہ جاؤ ہندو سے لڑو۔ لوگ کہتے میاں ایسے حالات پیدا کر دیئے جاتے ہیں کہ خود ہی لڑائی کہنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ جاؤ لڑو پہلے مرحلے پر نفرت پھیلا کر دونوں کو آمادہ کیا جاتا ہے۔ تقریریں ہوتی ہیں۔ جلسے ہوتے ہیں ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے غلیظ زبان استعمال کی جاتی ہے۔ دوسرے مرحلے میں مثلاً یہ عام ٹیکنیک استعمال ہوتی۔ یہ ایک مندر ہے تھوڑے فاصلے پر ایک مسجد ہے رات کو کسی وقت مندر میں مورتی کے پاس گائے کا سر کاٹ کر رکھ دیا۔ اور مسجد میں سؤر کا سر۔ اب صبح جو پنڈت جی پوجا پاٹ کے لیے گھنٹی سنکھ بجانے آتے تو دیکھا گئو ماتا کا سر۔ انھیں کی زبان میں ہرے رام رام۔ ہے بھگوان یہ گئو ماتا کا سر جرور ملیچھوں (مسلمانوں) کا کام ہے۔ اُدھر مسجد میں ملا صاحب اذان دینے کے لیے گئے دیکھا کہ محراب کے قریب منبر پر سؤر کا سر۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ یہ ہندو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے مسجد ناپاک کر دیا۔ یہ اذان دینا بھول گئے وہ گھنٹی بجانا بھولا خبر پھیلی جو سنتا ہے دوڑا چلا آ رہا ہے۔ دونوں ہی طرف آدمی اکٹھا ہونا شروع ہو گئے۔ ہوتے ہوتے نعرے بازی شروع ہو گئی۔ پھر دونوں ہی ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگے۔ آمنا سامنا ہوا اور پتھراؤ شروع۔ ایسے واقعات اکثر ہوتے رہتے تھے۔ پاکستان میں بھی مخالفین

پاکستان نے یہی طریقہ کار پہلے قادیانیوں کے خلاف اختیار کیا اور اب شیعہ سنی مسئلہ کھڑا کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ تقاریر ہوتیں۔ رفتہ رفتہ زبان غلیظ سے غلیظ تر ہوتی جاتی۔ نفرت پھیلانے کا پروپیگنڈا ہوتا۔ فضا تیار کی جاتی پھر آگے اقدام۔ مجھے یاد ہے پہلے سال ۱۹۹۶ء بقرعید کے خطبے میں جناب تقی عثمانی صاحب نے عیدگاہ میدان ناظم آباد میں فرمایا تھا "آپ سب لوگ آگاہ رہیں۔ یہ شیعہ سنی جھگڑا نہیں ہے۔ ہمارے مدرسے پر فائرنگ کی گئی۔ گاڑی کا نمبر نوٹ ہے۔ اس کا پیچھا کیا گیا۔ اسی گاڑی نے آگے جا کر امام بارگاہ پر فائرنگ کی۔" اس بات کو ہزاروں نے سنا۔ اس کا کتنا اچھا اثر ہوا۔ اللہ انھیں اور ان جیسے دوسرے کوشاں لوگوں کو جزائے خیر دے۔ تو میرے بھائی ابتدا نفرت پھیلانے کے لئے پروپیگنڈے سے ہوتی ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ جہاں کہیں جس کار نرسے بھی نفرت پھیلانے کی کوششیں ہو رہی ہوں حتی المقدور سدِ باب کیا جائے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم اپنی بساط بھر کوششیں کرتے ہی رہتے ہیں کہ غلط فہمیاں دور ہوں۔ جب ایک دوسرے کے دلائل سنیں گے تب تو غلط فہمی دور ہو گی۔ علم تعزیہ و دیگر سامان عزا پر جارحانہ انداز میں اعتراض۔ تمسخر۔ تاکہ جذبات مشتعل ہوں۔ ہم نے اس کے سدِ باب کے لئے کتابچہ "کچھ سامان عزا سے متعلق" تالیف کیا اور تقسیم کیا۔ دوسرا کتابچہ۔ زنجیر۔ قمہ۔ آگ پر ماتم کے بارے میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے چند عنوانات کے تحت کچھ عرض کرنے کی کوشش کی ہے۔ خدا کرے کتاب سے حالات کی بہتری میں مدد ملے۔ اللہ اپنی رحمت سے اس حقیر سعی کو قبول فرمائے۔ خدا کرے یہ کتاب اتحاد و اتفاق پیدا کرنے میں ممد ثابت ہو۔ اگر آپ کو کسی کی بات ناپسند ہو۔ آپکے خیال میں غلط ہے اس کو کم از کم اللہ ہی پہ چھوڑ دیجئے قیامت روز خود ہی جزا سزا جو ہونا ہو گا ہو جائیگی۔ کیا ہم رضائے الٰہی کیلئے فیصلہ قیامت پر بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ خدا حافظ

۳ ۔ ۱۹۹۷ء — سید زین العابدین

صحف آسمانی میں ذکر شہادت حسینؑ علیہ السلام

مقام شہادت انجیل - یرمیاہ - ب ۴۶ - آیت ۱۰ - ص ۴۷۷ -
" شمالی سرزمین میں فرات کے کنارے ایک ذبیحہ ہے "

اردو ترجمہ والی کتاب جس کا اوپر حوالہ دیا گیا۔ سیاق و سباق سے اشکال کا امکان ہے۔ اس لئے ایک پرانے نسخے کی عبارت ملاحظہ ہو۔ (الغرض تقریباً ہر ایڈیشن میں کچھ نہ کچھ بائبل میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے) - یرمیاہ یعنی Jeremias chapter 46 - No 10 - "for there is a sacrifice of the Lord God - of hosts in the north country by the river Euphrates -" The holy Bible - The catholic Bible Translated From the latin Vulgate and diligently compared with the Hebrew, greek and other editions Printed in U S A 1941 -

انگریزی میں لفظ sacrifice یعنی قربانی - اب ترجمہ یہ ہوا کہ شمالی سرزمین میں فرات کے کنارے ایک قربانی مقرر ہے - (فرات کے کنارے جو عظیم قربانی امام حسینؑ نے دی اس کی مثال کوئی اور ہے ہی نہیں) قرآن نے کہا وفدیناہ بذبح عظیم - ہم نے اس قربانی کو ذبح عظیم سے بدل دیا - وہ قربانی جو فرات کے کنارے ہوئی اور جس کی طرف انجیل و قرآن نے نشاندہی کی - وہ واقعات کربلا بالخصوص شہادت امام حسین علیہ السلام ہیں۔

سال شہادت آپ نے مقام شہادت حضرت امام حسینؑ انجیل سے ملاحظہ فرمایا - فرات کے کنارے قربانی مقرر ہے - اب ذرا سال شہادت انجیل - دانی - ایل ب ۱۲ - آیت ۷ تا ۱۱ - سے ملاحظہ ہو

" اے دانی ایل تو اپنی راہ لے کیونکہ یہ باتیں آخری وقت

تک بندوبست ٹھہر رہے گی ۵۔ اور بہت لوگ پاک
کیے جائیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہ سمجھے گا
پھر دانشور سمجھیں گے۔ ۵۔ اور جب وقت سے دائمی
قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اجاڑنے والی
مکروہ چیز نصب کی جائے گی ایک ہزار دو سو نوے (۱۲۹۰) دن ہوں گے۔"

اب یہ کاوش جناب سید حسین صاحب کی ہے جسے ہم ان کی کتاب اسلام اور اس کے رہنما بائبل کی روشنی میں حصہ اول۔ ص ۱۳۱ تا ۱۳۶ سے مختصراً پیش کر رہے ہیں۔ متذکرہ بالا عبارت کے مطابق دائمی قربانی کے موقوف ہونے کے ۱۲۹۰ دن بعد بھی کوئی غیر معمولی واقعہ ہونے کو تھا۔

دائمی قربانی — اس سے مراد وہ قربانی ہے جو انبیاء بنی اسرائیل کی شریعت کے مطابق بیت المقدس میں دی جاتی تھی اور واقعہ اسیری بابل کے بعد موقوف ہوئی۔ اسیری بابل کا واقعہ یہ ہے کہ ۶۰۱ ق۔م شاہ بابل بخت نصر نے بیت المقدس کو مسمار کیا اور بنی اسرائیلیوں کو جو اس شہر میں آباد تھے اپنے ساتھ بابل لے گیا اس کے بعد سے وہ دائمی قربانی موقوف ہوئی۔ اس کے معنی یہ ہوئے "۶۰۱ ق م۔ کے ۱۲۹۰ دن کے بعد وہ غیر معمولی واقعہ ہونے کو تھا۔ یعنی ۶۰۱ ق م۔ — ۱۲۹۰۔ یعنی ۶۹۰ء میں وہ واقعہ رونما ہونا چاہیئے لیکن ایسا نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ۳۲۴ء تک تو کلیسا نے سنین قمری رائج رکھا۔ لہذا وہاں تک تو حساب درست رہا۔ اس سال قسطنطین نے سنین شمسی رائج کرنا چاہی جس کی تعمیل ۳۵۰ء سے قبل نہ ہو سکی۔ جب کہ مذکورہ پیشین گوئی پوری ہونے میں صرف ۳۴۰ دن تھے اس میں سے ۳ فیصد (سنین شمسی و قمری کا فرق) یعنی تقریباً دس سال کم کر دیئے تو گویا وہ واقعہ بجائے ۶۹۰ء کے دس سال قبل۔ یعنی ۶۸۰ء کے اردگرد ہونا چاہیئے اور (گبن ص ۴۷۶ تباہی و زوال روم کے مطابق واقعہ کربلا ۶۸۰ء میں ہوا۔"

یومِ شہادت سید حسین صاحب نے مذکورہ کتاب میں اور طریقوں سے
بھی حساب کیا ہے جسے دلچسپی ہو ان سے رجوع کرسکتا ہے۔
بائبل سے مقام شہادت۔ سال شہادت کے بعد اب ملاحظہ ہو یوم شہادت۔

عاشورا توریت۔ کتاب احبار۔ باب ۱۶۔ آیت ۲۹۔ اردو
ترجمہ ص۔ ۱۱۰۔

"اور تمہارے لئے ایک دائمی قانون ہو کہ ساتویں مہینے کی دسویں
تاریخ کو تم اپنی جانوں کو دکھ دینا۔ اور اُس دن خواہ
وہ دیسی ہو یا پردیسی جو تمہارے بیچ بودوباش رکھتا
ہو کسی طرح کا کام نہ کرے"

مزید۔ اسی احبار۔ باب ۲۳۔ آیت ۲۶ ہے "خداوند نے موسیٰ سے
کہا ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو کفارہ کا دن ہے...... اس دن تم
کسی طرح کا کام نہ کرنا"۔

گویا ساتویں مہینے کا دسواں دن کفارے کا دن ہے۔ کفارہ دیا جائیگا یعنی قربانی
دی جائیگی اور اُس دن کوئی کام نہ کرنا۔ اب دیکھیں یہودیوں کا ساتواں مہینہ
کون سا ہے اس کے لئے بھی ہم سید حسین صاحب کی کتاب اسلام اور اُس کے
رہنما حصہ اول بائبل کی روشنی میں سے رجوع کرتے ہیں۔ صفحات ۱۲۶ تا ۱۲۹۔
یہودیوں کے بارہ مہینوں کی ترتیب یوں ہے۔

1. Tisri 2. Hesvan - 3. Kisley 4. Tebet
5. Sebat. 6. Adar. 7. (Vedar) (یہ لوند کا مہینہ ہے)
Nisan. 8. Yiar. 9. Sivan. 10. Tamuz
11 Ab. 12. Elul. سید سلیمان ندوی صاحب کے مطابق یہود نے بحکم
موسیٰ سال آغاز نیسان سے کرنے لگے۔ حکم جناب موسیٰ سے مہینوں کا
سلسلہ یوں ہوا۔

1- Nisan. 2 Yiar. 3- Sivan. 4. Tamuz
5- Ab. 6 Elul 7. Tisri ۔ یہود ساتویں مہینے کے
دسویں دن روزہ رکھتے ہیں۔ اسی لئے اس کو عاشورا بھی کہتے ہیں۔

"بس معلوم ہوا کہ یہ قربانی عبرانی حساب سے ساتویں مہینے (ماہ تسرین) کی دسویں تاریخ یا عربی حساب سے عاشورا محرم کو ہونے والی تھی۔" اور بھی اشارے ہیں۔ مثلاً نیا عہد نامہ مکاشفہ ب ۵۔ آیت ۶ ص ۲۴۶ "میں نے ان بزرگوں کے بیچ میں گویا ذبح کیا ہوا ایک برہ کھڑا دیکھا۔"
زبور۔ نمبر ۳۶ سلیمان کا مزمور۔ آیت ۱۳ ص ۵۶۸ "وہ فدیہ دیکر انکی جان کو ظلم اور جبر سے چھڑائیگا۔"
قرآن وفدیناہ بذبح عظیم ۔ ہم نے اوپر مقام شہادت کے ذیل میں سورہ صافات کی آیت نمبر ۱۰۷ کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بارے میں مختصراً عرض ہے۔
ذبح عظیم سے مراد۔ شہادت یوم عاشورہ کربلا ہے۔ ایک سند پیش خدمت ہے۔
معارج النبوۃ۔ رکن اول۔ قدیم نسخہ نولکشور پریس ص ۳۴۳۔ (فارسی) اردو ترجمہ۔ ص ۳۴۶۔ " روضۃ الصفا میں منہاج الطالبین کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ذبح نہ کر سکے (اور دنبہ ذبح ہوا) تو آپؑ نے رب تعالیٰ سے وجہ معلوم کی تو رب کریم نے فرمایا۔ صلب جناب اسماعیل میں نور محمدیؐ ہے اس کی وجہ سے حضرت اسماعیل کی حفاظت کی ہے یہ سنکر حضرت ابراہیمؑ نے درخواست کی کہ مرتبہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلع فرمایا جائے تو رب تعالیٰ نے انکی نظروں سے حجابات اٹھوا دیئے اور انھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت آل اور اصحاب کے مراتب کو دیکھا۔ بتایا گیا یہ سب حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔ ان فرزندوں میں حضرت امام حسینؑ کی شہادت کیوجہ سے انکے منازل ومقاصد کو دیکھا تو عرض کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں ایسے مرتبے رکھنے والے ہیں فرمایا یہ بھی اسی کی اولاد سے ہے۔ یہ رسول خدا کی بیٹی کے بیٹے ہیں جن کا نام حسینؑ ہے۔ جناب ابراہیمؑ نے فرمایا مرتبے میں انھیں اسماعیلؑ سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں رب کریم نے فرمایا انکو اسماعیلؑ کے فدیے کے طور پر قبول کیا۔"
علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎ اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر ۔ معنی ذبح عظیم آمد پسر۔

اتنے مضمون کی کتابت کے بعد توریت کا ایک حوالہ اور مل گیا اس کو بھی درج کیے دیتے ہیں۔

حضرت علی اصغرؑ کی کیفیت! توریت توحرجزقی ایل۔ باب ۱۸۔ آیت ۴؟ ہمارے پاس جو نسخہ ہے اس کے ص ۷۶۷ پر ہے۔

"شیر خوار کی زبان پیاس کے مارے تالو سے جا لگی" کونسا شیر خوار تھا۔ وہی جو بمصداق فدیناہ بذبح عظیم۔ باپ کے ہاتھوں پر شہید ہوا۔ قرآن کریم سے آیت وفدیناہ بذبح عظیم۔ معہ سند (کتب اہل سنت سے) آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ تفسیر قرآن جناب امداد حسین صاحب سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۱ سے استفادہ کرتے ہوئے۔ چند چیزیں پیش خدمت ہیں۔ میں پھر واضح کردوں کہ میں عالم دین نہیں ہوں چہ جائیکہ مفسر وغیرہ۔ میں بھائی کچھ بھی نہیں ہوں۔ لیجئے پہلے آیت سنیئے۔

سورۃ توبہ۔ آیت ۱۱۱

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ

بے شک اللہ نے مومنین میں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس (قیمت) پر خرید لیا ہے

الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ فِي التَّوْرَاةِ

کہ ان کے لیے جنت ہو۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑیں گے پس وہ قتل کریں گے اور قتل کیے جائیں گے

وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ..... وَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔

اس پر سچا وعدہ توریت قرآن، اور انجیل میں موجود ہے۔ (الخ) (ترجمہ امداد حسین قبلہ)

وہ حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ نے کل مومنین سے سودا نہیں کیا ہے بلکہ مومنین کے ایک قلیل گروہ (من المومنین یعنی مومنین میں سے کچھ سے) سودا کیا اور ان کی پہچان یہ بتائی ہے کہ پہلے وہ مخالفین کو (فی سبیل اللہ) قتل کرتے ہیں پھر یہ سب کے سب خود قتل ہو جاتے ہیں۔ یہ حالت سوائے کربلا کے کسی اور اسلامی جنگ میں نہیں ہوئی ..... جنگ میں جو بھی شریک ہوا قتل ہو گیا سوائے امام

زین العابدین کہ وہ بیمار تھے شریک جہاد (قتال) نہ ہوئے۔"

اس آیہ کریمہ کا انطباق واقعہ کربلا پر ہوتا ہے ۔ قرآن کریم کی آیات معجزہ ہیں۔ ان کا ظاہر بھی اعجاز ہے باطن بھی اعجاز۔ کیا عجب کہ اس آیت میں واقعہ کربلا کی طرف ہی اشارہ ہو (واللہ اعلم بالصواب)

نوٹ:۔ ہم نے مولانا امداد حسین صاحب کے حاشیہ کی عبارت صرف بقدر ضرورت ہی درج کی ہے۔ سورۃ بقرآیت ۲۰۷ و من الناس ۔۔۔۔ الخ اور ہے۔ کربلا کے میدان میں امام عالی مقام کی طرف سے ضحاکؓ مشرقی بھی شریک ہوئے۔ ان کے مقتل کو ڈاکٹر مجتبیٰ حسین کاموسوی اعلی اللہ مقامہٗ نے تدوین کیا تھا ضحاکؓ نے شرکت کے وقت شرط رکھی تھی کہ میں اُس وقت تک آپ کا ساتھ دوں گا جب تک میں سمجھوں گا کہ میرا ساتھ دینا آپ کے لیے مفید ہے لہٰذا وہ معاہدے کے مطابق آخر میں اجازت لے کر چلے گئے تھے۔ اور بھی آیتیں ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں سر دست یہی کافی ہوں گی۔ انشاء اللہ۔ جناب پروفیسر عبداللطیف انصاری صاحب اعلی اللہ مقامہٗ نے ایک پوری کتاب واقعات کربلا قرآن کی زبانی تالیف کیا ہے ہر شخص استفادہ کر سکتا ہے۔

منافرت پھیلانے کے لیے کچھ احادیث بھی بیان کی جاتی ہیں۔ حالانکہ شیعہ و سنی دونوں ہی نے انھیں وضعی قرار دیا ہے۔ کچھ کا ذکر اگلے باب میں آپ کو ملے گا۔

عاشورہ سے متعلق وضعی احادیث

کتاب علل الشرائع ۔ شیخ صدوق، م ۳۸۱ھ ۔ باب ۱۶۲ ۔ اردو ترجمہ کراچی ۔ ص ۱۶۲ ۔ ۱۶۳ ۔

"محمد بن علی بن بشار قزوینی رضی اللہ عنہ ۔ ابو الفرج مظفر بن احمد قزوینی محمد بن جعفر کوفی اسدی ۔ سہل بن زیاد سلیمان بن عبداللہ خزاز کوفی ۔ عبداللہ بن فضل ہاشمی ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام"

حدیث طویل ہے ۔ صرف متعلقہ عبارت: "عبداللہ بن فضل ہاشمی کا بیان ہے کہ میں نے (امام جعفر صادقؑ) سے عرض کیا فرزند رسولؐ پھر لوگ یوم عاشورہ کو یوم برکت کیسے کہنے لگے میرے اس سوال پر فرزند رسولؐ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا جب لوگ امام حسینؑ کو قتل کر چکے تو لوگ یزید کا تقرب حاصل کرنے کے لئے شام پہنچے اور ان کے لئے وضعی خود ساختہ روایت سنا کر انعام و اکرام حاصل کرنے لگے اور منجملہ ان وضعی اور خودساختہ روایات کے ایک روایت اس دن (یعنی عاشورہ) کے متعلق یہ بھی پیش کی کہ یہ دن عید اور برکت کا دن ہے ..... ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان اللہ فیصلہ کرے گا۔" کتاب موضوعات کبیر ۔ ملا علی قاری حنفی ۔ مترجم مولانا حبیب الرحمٰن کاندھلوی ۔ کراچی ۔ حدیث نمبر ۵۲۷ صفحہ ۳۰۴ ۔

عاشورہ کو ۔ اعیال پر خرچ کرنا ۔

"من وسع علی عیالہ فی یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلھا ۔ قال زرکشی لا یثبت ۔ انما ھو من کلام محمد بن المنتشر ۔	جو عاشورہ کے روز اپنے گھر والوں پر وسعت کرے (یعنی فراخدلی سے خرچ کرے) اللہ اس پر سال بھر وسعت کرتا ہے ۔ زرکشی کہتے ہیں ۔

یہ ثابت نہیں (یعنی رسولؐ کا کلام نہیں) بلکہ محمد بن المنتشر کا کلام ہے ۔
پھر اس کے دیگر اسناد پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شیخ ابن حجر کو مختصر کرکے

تعقیبات علی الموضوعات میں جمع کر دیا ہے۔"

عاشور کو سرمہ لگانا حدیث نمبر ۱۲۶۳ ص ۴۶۸ موضوعات کبیر۔ ملا علی قاری

"من اکتحل یوم عاشوراء بالاثمد لم ترمد عیناه ابداً رواه الحاکم وغیره عن ابن عباس به مرفوعاً وقال الحاکم انه منکر وقال السخاوی بل هو موضوع اورده ابن الجوزی فی الموضوعات قال الحاکم والاکتحال یوم عاشوراء لم یرد عن النبی ﷺ فیه اثر وهو بدعة ابتدعها قتلة الحسین"

جو عاشورہ کے روز اثمد کا سرمہ لگائے گا تو اس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہ آئیں گی۔ اسے حاکم وغیرہ نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ منکر ہے سخاوی کہتے ہیں بلکہ موضوع ہے۔ اسے ابن جوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ عاشورہ کے روز سرمہ لگانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی روایت مروی نہیں یہ بدعت ہے قاتلان حسین کی ایجاد ہے

کتاب موضوعات کبیر ملا علی قاری ص ۴۸۵ - پر ہے۔

عاشورہ کا روزہ

"من ذلک حدیث من صام یوم عاشوراء کتب الله له عبادة ستین سنة ... باطل"

ایسے ہی روایت جو عاشورہ کے روز۔ روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ سال کی عبادت لکھتا ہے یہ باطل ہے۔

آپ نے موضوعات کبیر کی عبارت ملاحظہ فرمائی۔ اب جناب عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب ما ثبت بالسنة - تالیف ۹۹۹ھ سے اقتباسات بھی ملاحظہ ہوں

ہم اختصار کے پیش نظر عربی کی عبارت چھوڑتے ہیں اور کتاب مذکور کے اردو ترجمہ "مومن کے ماہ و سال" مترجم اقبال الدین احمد - پر اکتفا کرتے ہیں۔ صفحے بھی مومن کے ماہ و سال ہی کے درج کر رہے ہیں ص۲ - زیر عنوان موضوع احادیث ہیں۔

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ عاشورا کے دن سرمہ لگانے سے سال بھر آنکھیں نہیں آتیں (یعنی دکھتی نہیں) عاشورا کے دن نہانے سے سال بھر بیماری نہیں آتی - عاشورہ کے دن اپنے بال بچوں پر فراخی کرنے والے کو اللہ سال بھر وسعت و فراخی دیتا ہے۔

اور اسی طرح کی اور باتیں کہ اس دن کی نماز افضل و برتر ہے۔ یا اس دن حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت نوح کی کشتی اسی دن کوہ جودی پر ٹھہری۔ اسی دن حضرت ابراہیم کو آتش نمرود سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت اسماعیل کے ذبح کے وقت آسمان سے دنبہ آکر فدیہ بنا۔ یا اسی دن حضرت یعقوب کے پاس حضرت یوسف لوٹ کر آئے۔ یہ تمام تر احادیث موضوع اور خود ساختہ ہیں۔

بال بچوں پر دل کھول کر خرچ کرنے سے سال بھر تک فراخی کی حدیث اس کے بعض راوی ثقہ نہیں ہیں۔

اور ص ۲۲ پر ہے "نیز امام ابن قیم نے صراحت سے تحریر کیا ہے کہ عاشورا کے دن سرمہ لگانا۔ تیل اور خوشبو لگانے کی روایات در اصل جھوٹوں کی وضع کردہ ہیں" اور ص ۲۵ پر ۱۸۔ وضعی احادیث درج کی ہیں کہ یہ سب موضوع و خود ساختہ ہیں وہ فہرست یہ ہے۔

۱۔ "یہ حدیث کہ جس نے عاشورا کا روزہ رکھا اس کے لئے اللہ نے ساٹھ سال کی عبادت لکھ دی جس میں نماز روزے بھی ہیں۔

۲۔ جس نے عاشورا کا روزہ رکھا اسے اللہ نے دس ہزار فرشتوں کی عبادت کا ثواب دیا۔

۳۔ " " " " " " " ہزار حاجیوں اور عمرہ کرنیوالوں کا ثواب دیا۔

۴۔ عاشورا کا روزہ رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ دس ہزار شہیدوں کا ثواب دیتا ہے۔

۵۔ " " " " سات آسمانوں کا ثواب عنایت کرتا ہے۔

۶۔ عشرہ محرم کے دن جس شخص نے بھوکے کو کھانا کھلایا تو گویا اس نے امت محمدیہ کے تمام فقیروں کو کھانا کھلا کر شکم سیر کیا۔

۷۔ جس نے عاشورا کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ تو اس کے ہر بال کے عوض ہاتھ پھیرنے والے کو جنت میں بلند مراتب دیئے جائیں گے۔

۸۔ عاشورا کے دن اللہ نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کیا۔

۹۔ اللہ نے عاشورا کے روز لوح و قلم پیدا کئے۔

۱۰۔ عاشورا کے روز اللہ نے جبرئیل، فرشتوں، آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کو پیدا کیا۔

۱۱۔ عاشورا کے دن اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو نارِ نمرود سے نجات دی۔

۱۲۔ " " یہی اللہ نے ذبح کی صورت میں حضرت اسماعیل کا فدیہ دیا۔

۱۳۔ " " یہی فرعون کو اللہ نے دریائے نیل میں غرق کیا۔

۱۴۔ " " روز اللہ نے حضرت ادریسؑ کو رفیع الدرجات بنایا۔

۱۵۔ " " " " " آدم کی توبہ قبول کی۔

۱۶۔ " " " " داؤد کی بھول چوک معاف کی۔

۱۷۔ " " یہی اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا۔

۱۸ " " یہی قیامت برپا ہوگی۔

یہ تمام مذکورہ بالا احادیث موضوع اور خود ساختہ ہیں''

عاشورہ سے متعلق احادیث جنھیں امام اہلِ سنت علامہ ابن جوزی نے موضوع قرار دیا ہے انھیں ہم کتاب ماثبت بالسنۃ (اردو ترجمہ مومن کے ماہ وسال) سے پیش کرتے ہیں۔ کتاب مذکور میں نمبر درج نہیں ہیں۔ نمبر ہماری طرف سے سہولت کی خاطر ہے۔

۱۔ ''اے لوگو دسویں محرم کے دن روزہ رکھو اور اس روز اپنے بال بچوں و متعلقین کو خوب کھلاؤ پلاؤ کیونکہ جس نے اپنے مال و زر کے ذریعے عاشورا کے دن اپنے متعلقین پر کشادگی کی تو اس پر اللہ تعالیٰ سال بھر تک کشادگی کرتا ہے۔

۲۔ عاشورا کے دن روزہ رکھو کیونکہ یہی وہ دن ہے جس میں اللہ نے حضرت آدم کی توبہ قبول کی۔

۳۔ عاشورہ ہی وہ دن ہے جس میں اللہ نے حضرت ادریسؑ کو بلند درجات عنایت کئے اسی دن اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو آتشِ نمرود سے نجات دی۔

۴۔ یہی وہ دن ہے جس میں اللہ نے حضرت نوحؑ کو کشتی پر سے اتارا۔

۵۔ عاشورا ہی وہ دن ہے جس میں اللہ نے حضرت موسیٰ پر توراۃ نازل فرمایا۔

۶۔ اسی روز اللہ نے حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے کے بجائے دنبہ فدیہ دیا۔

۷۔ اسی دن اللہ نے حضرت یوسفؑ کو جیل سے چھٹکارا دلایا۔

۸۔ اسی دن اللہ نے حضرت یعقوبؑ کو ان کی بینائی واپس دی۔

۹۔ اسی دن اللہ نے حضرت ایوبؑ سے بلائیں دور کیں۔

۱۰۔ یہی وہ دن ہے جس میں اللہ نے حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔

۱۱۔ اسی دن اللہ نے دریا کو چیر کر بنی اسرائیل کے لئے راستہ بنایا۔

۱۲۔ اسی دن اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف کئے۔

۱۳۔ اسی دن حضرت موسیٰ نے دریائے نیل عبور کیا۔

۱۴۔ یہی وہ دن ہے جس میں حضرت یونس کی قوم کو توبہ کرنے کی توفیق ہوئی۔

۱۵۔ جس نے عاشورا کا روزہ رکھا اس کے چالیس سال کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔

۱۶۔ سب سے پہلا دن عاشورا کا ہے جس میں اللہ نے یوم عاشورا پیدا کیا۔

۱۷۔ عاشورا کا دن پہلا وہ دن ہے جس میں اللہ نے آسمان سے مینہ برسایا۔

۱۸۔ جس نے عاشورا کا روزہ رکھا تو گویا اس نے پورے زمانے روزہ رکھا۔

۱۹۔ دسویں محرم ہی وہ دن ہے جس میں تمام انبیاء اور حضرت موسیٰ نے روزہ رکھا۔

۲۰۔ جس نے دسویں محرم کو شب بیداری کی تو گویا اس نے ساتوں آسمانی مخلوق کے مماثل عبادت کی۔

۲۱۔ جس نے عاشورا کے روز ۴ رکعت نماز اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ الحمد ایک مرتبہ۔ سورۃ اخلاص ۵۰ مرتبہ تلاوت کی تو اللہ نے اس کے ماضی و مستقبل کے پچاس پچاس سال گناہ معاف کر دیئے اور ملاء اعلیٰ میں اس کے لئے ایک ہزار نوری منبر بنا دیئے۔

۲۲۔ عاشورا کے روز جس نے ایک گھونٹ شربت پلایا تو گویا اس نے ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔

۲۳۔ عاشورا کے دن جس نے اہل بیتؑ کے مسکینوں کو پیٹ بھر کھانا کھلایا تو وہ پل صراط پر سے بجلی کی چمک کی طرح گذر جائے گا۔

۲۴۔ عاشورا کے دن جس نے کچھ خیرات کی تو گویا سال بھر اس نے کسی سائل کو اپنے سے دور نہیں کیا۔

۲۵۔ عاشورا کے دن جس نے غسل کیا تو وہ مرض موت کے سوا کبھی بیمار نہ ہوگا۔

۲۶۔ " " " سرمہ لگایا تو پورے سال اُس کی آنکھیں نہیں آئیں گی۔

۲۷۔ عاشورا کے دن جس نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو گویا اُس نے دنیا جہان کے تمام یتیموں کے ساتھ بھلائی کی۔

۲۸۔ جس نے عاشورا کے روز کسی کی عیادت کی تو گویا اُس نے تمام اولاد آدمؑ کے مریضوں کی عیادت کی۔

مذکورہ بالا احادیث کو ابنِ جوزی نے موضوعات میں لکھا ہے۔ اور آخر میں تحریر کیا ہے کہ ان احادیث کے بیان کرنے والے راویوں کے نام درست ہیں اور یہ راوی بہ ذاتِ خود ثقہ ہیں۔ ان حالات کے پیشِ نظر یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ بعض متاخرین نے خود ساختہ احادیث مرتب کر کے ان ثقہ راویوں کی اسناد سے منسوب کر دی ہیں۔

مترجم مولانا اقبال الدین احمد نے نوٹ دیا ہے۔

"حاکم اور ابنِ جوزی جیسے محدثین کی رائے بالکل درست اور یقینی ہے کہ مذکورہ بالا روایات قطعاً غلط اس لئے ہیں کہ خود ساختہ ہیں۔"

اور صواعق محرقہ ابن حجر مکی۔ اردو ص ۶۱۳ - ۶۱۴ پر ہے :۔

"اور اہلبیتؑ سے تعصب رکھنے والے خوارج اور مقابلہ کرنے والے جاہلوں کی بدعتوں سے بھی بچنا چاہیئے..... فاسد بدعت اور شر کو اختیار کر کے انتہائی درجے کی خوشی و مسرت کا اظہار کرنا اور اُسے عید بنا ڈالنا اور اظہار زینت کے لئے خضاب اور سرمہ لگانا۔ نئے کپڑے پہننا۔ ڈھیروں روپیہ خرچ کرنا۔ کھانے اور دانے بنانا یہ سب باتیں عادات خوارج سے ہیں اور اُن کے اعتقاد میں یہ باتیں سُنّت اور عادت میں شامل ہیں جبکہ سُنّت یہ ہے کہ ان سب باتوں کو ترک کر دیا جائے۔ کیونکہ ان میں کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے۔ اور نہ ہی کوئی اثر صحیح ہے جس کی طرف رجوع کیا جا سکے۔

واضح رہے کہ کتاب صواعق محرقہ یعنی جلا دینے والی بجلی شیعوں کے خلاف لکھی گئی۔ ان تمام باتوں کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ خوشی کا اظہار۔ زینت وغیرہ خود علماء اہل سنت کے نزدیک درست وجائز نہیں اور کیسے ہو سکتا ہے کہ رسولؐ کا گھر اجڑ جائے اور امت اسکی خوشی منائے۔

اب کتاب "اسوۂ حسین علیہ السلام" از مولانا محمد داؤد غزنوی۔ ص ۲۴۔ ۲۵ سے کچھ اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

ص ۲۴۔ " اور جھوٹی احادیث کے وضع کرنے تک نوبت پہونچی۔ ایک فریق نے دوسرے کی جانب اس قدر غلو سے کام لیا کہ محرم کے ابتدائی دس دن اور بالخصوص یوم عاشورا کو عید کا دن سمجھا اس دن اچھا لباس پہننا۔ عطریات کو استعمال کرنا انواع اقسام کے لذیذ کھانے پکانا اہلبیتؑ کی مذمت کرنا (معاذ اللہ) اور اس دن جشن مسرت منانا باعث ثواب سمجھا اور اس کے لئے جھوٹی روایات وضع کیں۔" اور ص ۲۵ پر ہے "دوسرا فریق جس نے عاشورا کے دن کو مسرت اور شادمانی کا دن سمجھا اور اہلبیتؑ کے ساتھ عداوت اور دشمنی کا اظہار کیا۔ اس نے بھی بہت سی موضوع روایات گھڑیں جو زیادہ تر حجاج کے زمانے میں وضع کی گئیں اور اسی نے ان جھوٹی روایات کی تشہیر کی مثلاً جو شخص عاشورا کے دن آنکھوں میں سرمہ لگائے اس سال اس کی آنکھیں نہ دکھیں گی، اور جس نے اس دن غسل کیا اس سال وہ مطلق بیمار نہ ہوگا اور جس شخص نے اس دن اپنے اہل و عیال پر کھانے پینے اور لباس میں فراخی کی اللہ اس پر سارا سال فراخی کریگا۔ یہ سب موضوع روایات ہیں۔ .... امام احمد فرماتے ہیں اس مضمون کی صحیح کیا حسن روایت بھی ثابت نہیں۔" بخاری۔ ج۔ ۲۔ ص ۲۲۴، کے مطابق فرضیت روزہ ماہ رمضان کے بعد عاشورہ کا روزہ ختم ہو گیا۔ خدا کرے کہ اتحاد بین المسلمین کی فضا قائم ہو۔ ہم سب کو گمراہ کرنے والوں، فساد پھیلانے والوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

یزید اور افواج یزیدی کا مذہب

آجکل اس موضوع کو اچھالا جا رہا ہے جس کا مقصد سوائے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔ بہر حال چند جملے سماعت فرمائیے، ایک طرف سے اس کا پروپیگنڈا ہے کہ کوفہ شیعان علیؑ کا مرکز تھا۔ لہٰذا قاتلان حسینؑ خود شیعۂ علیؑ تھے۔ اس کے جواب میں مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً۔

۱۔ قاتلان حسینؑ کی گرفتاری تالیف علامہ سید محمد رضی زنگی پوری مرحوم اعلی اللہ مقامہ۔

۲۔ قاتلان حسینؑ کا مذہب۔ علامہ سید علی نقی عرف نقن صاحب مرحوم: علی اللہ مقامہ۔

۳۔ مذہب اشقیائے کربلا علامہ سید محمد حسنین سابقی مد ظلہ العالی۔

۴۔ کفر یزید مولفہ۔ صاحبزادہ سید افتخار الحسن۔

مجھ سے اگر کوئی پوچھے کہ قاتلان حسینؑ کا مذہب کیا تھا تو میں کہوں گا درہم و دینار۔ ان کا مذہب حصول زر و جاہ پرستی تھا اور بس۔ میں اس رائے میں منفرد نہیں ہوں۔ ایک سند بھی ملاحظہ فرمائیں۔

تاریخ طبری ج۔۴۔ اردو۔ کراچی۔ باب ۱۰۔ ص ۲۲۵ پر ہے عمر بن عبدالعزیز مخزومی کا بیان ہے کہ اہل عراق کے خط جب حسینؑ کے پاس آئے ہیں اور انھوں نے عراق کی طرف روانہ ہونے کا تہیہ کر لیا تو میں ان کے پاس گیا ...... میں نے کہا ..... آپ اس شہر میں جاتے ہیں جس میں عہدہ دار و امراء ہیں۔ ان کے پاس خزانہ ہے۔ لوگ درہم و دینار کے غلام ہیں۔

وہ شیعہ تھے چند چیزیں پیش خدمت ہیں۔ (۱) یہ تاثر کہ کوفے میں سب شیعان علی رہتے تھے۔ غلط ہے ثبوت ملاحظہ ہو۔

تاریخ طبری۔ ج۔۲۔ اردو۔ کراچی عنوان سجاح کا قبول اسلام۔ ص ۹۳۔

"معاویہ نے یہ عمل اختیار کیا کہ کوفے میں حضرت علیؑ کے جو غالی شیعہ تھے اُن کو اُن کے مکانوں سے بے دخل کر کے اُن کی جگہ اہل شام کے بصرے کے اور جزیرے کے غالی طرفداروں کو آباد کیا۔" "چوں اشقیائے شام و عراق بگفتہ یزید... امام ہمام در کربلا شہید کرد" تحفہ اثنا عشری۔ شاہ عبدالعزیز محدثؒ

کیا اب بھی کہا جاسکتا ہے کہ کوفے میں سب شیعان علیؑ تھے ممکن ہے کبھی رہے ہوں۔ لیکن ان کو نکال کر معاویہ نے اپنے غالی طرفداروں کو آباد کر دیا تھا۔

۲- واقعہ کربلا میں مباہلہ۔ اللہ کا وعدہ ہے حق کو باطل سے ہمیشہ کے لئے بغیر نہیں چھوڑے گا۔

کتاب نور العین تالیف علامہ شیخ محمد اردو ترجمہ ابصار العین فی انصار الحسین کراچی ص ۱۱۵۔

"ابو مخنف نے عفیف بن زہیر بن ابی الاخنس سے روایت کی ہے کہ یزید بن معقل جو قبیلہ بنی عمیرہ بن ربیعہ سے تھا لشکر ابن سعد سے نکلا اور بریر کو پکار کر اس نے کہا اے بریر دیکھو خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ بریر نے کہا خدا نے میرے ساتھ تو ہر طرح کی اچھائی کی تیرے ساتھ البتہ برائی کی اس نے کہا اے بریر تم غلط کہتے ہو اور پہلے تو تم جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اے بریر تم کو وہ دن یاد ہے جب میں تمہارے ہمراہ کوچہ بنی ودوان میں چل رہا تھا تم نے کہا تھا عثمان ایسے ویسے ہیں۔ اور معاویہ ضال و مضل ہے اور علی ابن ابی طالب امام برحق ہیں۔ بریر نے کہا بے شک میری یہی رائے ہے یہی عقیدہ ہے۔ یزید بن معقل نے جواب دیا اے بریر تم گمراہی پر ہو۔ بریر نے کہا اچھا ہم اور تم مباہلہ کریں ایک دوسرے کو بددعا کر کے لڑنا شروع کریں جو حق پر ہوگا وہ قتل نہ ہوگا جو باطل پر ہوگا وہ مقابل کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ بس یہ کہہ کر بریر اور یزید دونوں میدان میں نکل آئے اور دونوں نے آسمان کی طرف ایک دوسرے کے لئے بددعا کے لئے اور قتل کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دونوں طرف سے تلوار کے وار چلنے لگے یزید نے بریر پر وار کیا جس سے بریر پر کچھ نہ ہوا پھر بریر نے یزید بن معقل پر تلوار لگائی جو خود کو کاٹتی ہوئی دماغ تک اتر آئی اور وہ زمین پر گرا اور بریر کی تلوار اس کے سر میں پیوست تھی ہلا ہلا کر بریر نے اسے نکالا اور یہ رجز پڑھتے تھے۔

انا بریر وابی خضیر۔ وکل خیر فلہ بریر۔ تلوار اس کے سر سے نکال کر پھر بریر نے لشکر پر حملہ کیا"..... الخ مزید ملاحظہ ہو۔

تاریخ طبری ج۔ ۴۔ اردو۔ ص ۲۲۸ زیر عنوان یزید بن معقل اور بریر کا مباہلہ۔ یزید بن معقل نے لشکر یزید سے نکل کر اپنے مذہب کا خود اعلان کیا۔

۳۔ جناب زہیر بن قین اور عزرہ کی گفتگو بھی سن لیجئے۔

تاریخ طبری ج۔ ۴۔ اردو کراچی ص ۲۲۶ عنوان زہیر بن قین اور عزرہ کی گفتگو۔

"زبیر نے کہا ...... اے عزرہ خدا کے واسطے ان نفوس ذکیہ کے قتل میں ان لوگوں کے ساتھ تو شریک نہ ہو جو اس ضلالت کے بانی ہیں عزرہ نے کہا اے زبیر اہل بیتؑ کے شیعوں میں سے ہم تجھ کو نہیں جانتے تھے تو عثمان والوں میں تھا زبیر نے کہا کیا اس مقام پر دیکھ کر بھی کیا تو نہیں سمجھتا کہ میں انھیں لوگوں میں سے ہوں۔"

تاریخ طبری۔ اردو کراچی۔ ج۔ ۴۔ ص ۲۵۵ پر ہے کہ عزرہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے آپ کو خط لکھے تھے۔"

اب واضح ہو گیا کہ چٹھی لکھنے والوں میں بھی کون لوگ تھے۔

صفحہ ۲۸

۴۔ دو رجز بھی ملاحظہ ہوں۔ تاریخ طبری۔ ج۔ ۴۔ زیر عنوان مزاحم بن حریث کا خاتمہ اردو۔ کراچی۔

"نافع بن ہلال اس دن جدال و قتال میں مصروف تھے اور کہتے جاتے تھے۔ انا الجملی انا علیؑ دین علیؑ اور مزاحم بن حریث ان کی طرف یہ کہتا ہوا بڑھا۔ انا علی دین عثمان۔

نافع نے کہا انت علیٰ دین شیطان۔ اور حملہ کرتے ہی اسے قتل کر دیا۔

سردست ہم انھیں چند چیزوں پر اکتفا کر رہے ہیں۔ رجز اور مکالمے سب خود ہی واضح ہیں ہمیں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں اس قسم کے موضوعات کو چھیڑنے کا مقصد سوائے اس کے کہ مسلمانوں کے جذبات بھڑکا کر انھیں لڑوایا جائے اور کچھ نہیں ہے ہم اپنے موقف کو پھر دہراتے ہیں کہ قاتلان حسینؑ کا مذہب دین و ایمان درہم و دینار تھا وہ سنی نہ تھے۔ میرے بھائی وہ سنی تھے نہ شیعہ تھے۔ وہ سنی کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ محبت اہل بیتؑ اہل سنت کے لئے لازم ایمان ہے دیکھو فتاویٰ عزیزیہ اردو کراچی صفحہ ۲۲۵ پر ہے۔

"اہلبیت کی محبت فرائض ایمان سے ہے نہ کہ لوازم سنت"

اور اسی کتاب کے ص ۳۰۸ پر بھی یہی جملہ درج ہے۔ تکرار خود اہمیت کی مظہر ہے۔ قاتلین حسین تھے کہ درجہ انسانیت سے بھی گر چکے تھے۔ وہ انسانی شکل میں درندے تھے۔ دنیا میں کہیں چھ ماہ کے بچے کو نشانہ بنا کر قتل ہوتے دیکھا ہے لیکن ان میں حرملہ جیسا تیر انداز بھی تھا جس نے ششماہے علی اصغرؑ کو باپ کے ہاتھوں پر شہید کیا۔ سردار لشکر عمر سعد کو ملک رے کا لالچ تھا۔ جب اس نے امام عالی مقام کے مقابلے پر جانے سے گریز کیا تو ابن زیاد نے کہا ملک رے پر تقرری سے متعلق نامہ واپس کر دے بالآخر عمر سعد نے امام کے خلاف جنگ کو ترجیح دی اور جب حاکم کے سامنے سر حسینؑ پیش کیا تو پیش کرنے والے نے کہا میری رکابوں کو سونے سے بھر دے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ

ہمارے موقف کے ثبوت کے لیے سر دست یہی کافی ہیں کہ ان کا مذہب دنیا طلبی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اگر کچھ اسلامی حمیت باقی ہو تو کتابچہ انسانیت اور درندگی کا کھلا ہوا مقابلہ تالیف بابو جابیر پرشاد سری واستو ایڈوکیٹ وسابق وزیر حکومت یو پی۔ انڈیا۔ پڑھ لیں۔ ایک اور جا شے نے طنز یہ کہا۔ علم تلک ہے یہ خون ناحق کا دھبہ نہیں۔ کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا۔ واقعہ کربلا کے بعد یزید اور اس کی فوج کا دوسرا کارنامہ۔ تاراجی مدینہ منورہ۔ جو تاریخ میں واقعہ حرہ کے نام سے مشہور ہے۔

واقعہ حرہ واقعہ حرہ آپ کو ہر تاریخ میں مل جائے گا۔ اس سے قبل بھی میں واقعہ حرہ کی تفصیلات جناب عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب جذب القلوب کے حوالے سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکا۔

آج صواعق محرقہ ابن حجر مکی اردو ص ۷۳۲ - ۶ بی ص ۲۲۱ کی عبارت پیش خدمت ہے۔

"واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ (جناب) عبداللہ بن حنظلہ ابن الغسیل (ملائکہ) کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہو گیا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے وہ شخص (یعنی یزید ابن معاویہ) لڑکوں کی ماؤں۔ بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا۔ شراب پیتا اور نماز کا تارک تھا۔۔۔ جب اسے پتہ چلا کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت چھوڑ دی اور بغاوت کی ہے تو اس نے ان کی طرف ایک عظیم الشان لشکر روانہ کیا اور اسے اہل مدینہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔"

البدایہ والنہایہ ابن کثیر دمشقی ج ۸۔ اردو ص ۱۱۳۹ پر ہے۔ "اور یزید نے (سردار لشکر) مسلم بن عقبہ سے کہا لوگوں کو تین بار دعوت دو، اگر وہ اطاعت کی طرف رجوع کریں تو ان کی بات قبول کرنا اور ان سے باز رہنا بصورت دیگر اللہ سے مدد طلب کرنا اور ان سے جنگ کرنا اور جب تو ان پر غالب آجائے تو تین روز تک مدینہ کو (فوج) پر مباح کر دینا۔" ابن حجر مکی صواعق محرقہ اردو ۷۳۲ پر لکھتے ہیں۔

"کون بتائے واقعہ حرہ کیا ہے۔ اس کا ذکر حسن بن قرۃ نے کیا ہے وہ کہتا ہے خدا کی قسم اس واقعہ میں ایک آدمی بھی نہیں بچا۔ بہت سے صحابہ اور دوسرے لوگ (تابعین وغیرہ) مارے گئے۔"

اور ابن کثیر دمشقی کی البدایہ والنہایہ ج ۸ ۔ اردو ص ۱۱۸۱ پر ہے۔

"پھر اہل مدینہ نے شکست کھائی اور فریقین کے بہت سے سادات و اعیان قتل ہوئے ...... پھر مسلم بن عقبہ نے جسے سلف مسرف بن عقبہ کہتے ہیں۔ اللہ اس بڑے اور جاہل شخص کا بھلا نہ کرے۔ یزید کے حکم کے مطابق مدینہ کو تین دن کے لئے مباح کر دیا۔ اللہ یزید کو اس کی نیک جزا نہ دے اور اس نے بہت سے اموال کو اور قراء کو قتل کیا اور مدینہ کے بہت سے اموال کو لوٹ لیا"۔ اور البدایہ والنہایہ ج ۸ ۔ ص ۱۱۳۳ پر ہے۔

"ان ایام میں خاوند کے بغیر ایک ہزار عورتوں کو حمل ہو گیا۔ المدائنی نے بحوالہ ابی قرہ بیان کیا ہے ہشام بن حسان نے بیان کیا کہ معرکہ حرہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے خاوند کے بغیر بچوں کو جنم دیا۔" اب انصاف کیجئے یزید اور اس کی فوج کا مقصد کیا تھا۔ جبکہ حدیث مشہور ہے کہ جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا۔ یہاں ڈرانا کیا قتل عام ہوا۔ عورتوں کے ساتھ بالجبر منہ کالا کیا گیا۔ اللہ اسے خوف زدہ کرے گا۔

اور بخاری شریف میں ہے جو اہل مدینہ سے جنگ کریگا وہ یوں پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔

تاریخ الخلفاء۔ امام اہلسنت حافظ جلال الدین سیوطی ۔ ۶۔ طبع دہلی ۱۳۰۵ھ

باب یزید بن معاویہ۔ عربی ۱۳۶ ۔ اردو ص ۲۱۲ پر ہے۔ سنہ ۶۳ھ میں یزید نے "ایک بہت بڑا لشکر (مدینہ) کی طرف روانہ کیا اور قتال کا حکم دیا...... واقعہ حرہ جانتے ہو کیا تھا۔ اس کی کیفیت حسن اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے کوئی شخص ایسا نہیں بچا تھا جو اس لشکر سے تباہ نہ کیا گیا ہو۔ ہزاروں صحابہ شہید ہوئے مدینہ لوٹا گیا۔ ہزاروں لڑکیوں کی کم بخت لشکریوں نے بکارت زائل کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائیگا خداوند تعالیٰ اس کو ڈرائیگا۔ اور اس کے اوپر اللہ کی فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہوگی (مسلم شریف)

اہل مدینہ کی خلع کا سبب یہ ہوا کہ یزید گناہوں میں بہت منہمک ہو گیا تھا چنانچہ واقدی نے

عبداللہؓ بن حنظلہ غسیل (ملائیکہ) سے روایت کی ہے کہ واللہ ہم نے یزید
پر اس وقت تک خروج نہیں کیا جب تک ہمیں یہ خوف نہ ہوا کہ آسمان سے
اب پتھر برسیں گے۔ مرد نکاح کرتے تھے ماؤں۔ اولاد۔ بیٹیوں اور بہنوں سے
اور اعلانیہ شراب پیتے تھے اور نماز ترک کرتے تھے۔"

تاریخ ابو الفداء۔ اردو ترجمہ ۳۰۸ پر ہے۔

• یزید نے لشکر ہمراہ مسلم بن عقبہ کے روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ اہل
مدینہ سے جب فتح ہو جائے اس وقت لشکر میں عام حکم دینا کہ تین روز تک
قتل عام ہو اور جو مال جس کے ہاتھ آئے لشکری آدمی لوٹ لیں۔ اور بعد
تین روز کے اس طرح سے اقرار کروانا کہ ہم غلام اور تابعدار یزید کے ہیں۔
یہ اقرار کروا کے بیعت کروانا۔ اور مدینہ سے فراغت پا کر مکہ کو جانا۔"

واقعہ حرہ ۲۷ ذی الحجہ ۶۳ھ کو ہوا۔

ام المسلمین حضرت ام سلمیٰ کے نواسے کا حال

اخبار الطوال ابو حنیفہ دینوری اردو ص ۴۵۸
پر ہے۔ "چوتھا دن آیا تو مسلم بن عقبہ نے دربار
لگایا اور اہلِ مدینہ کو بیعت کے لئے بلوایا۔ سب سے پہلے جو بزرگ آئے وہ یزید
بن عبداللہ بن ربیعہ تھے۔ جو حضرت ام سلمیٰ زوج رسول اللہ کے نواسے تھے۔ مسلم نے ان سے
کہا میری بیعت کرو۔ جواب دیا۔ میں کتاب الٰہی و سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم کی بنا پر تمہاری بیعت کروں گا۔ اس پر مسلم نے کہا نہیں۔ بلکہ بیعت کرو اس اقرار کے
ساتھ کہ تم امیر المومنین کی چراگاہ ہو۔ وہ تمہارے اموال و اولاد کے ساتھ میں جو چاہیں کریں۔
انھیں حق حاصل ہے۔ یزید بن عبداللہ نے اس شرط پر بیعت کرنے سے انکار کر دیا لہٰذا مسلم نے
ان کی گردن کٹوا دی۔"

صحابی رسولؐ حضرت ابو سعید خدریؓ کے ساتھ سلوک

اخبار الطوال ابو حنیفہ دینوری اردو
ص ۴۶۲ پر ہے۔ "ابو ھارون عبدی کا
بیان ہے کہ میں نے ابو سعید خدری کو دیکھا۔

تھا اس وقت ان کی ریش سفید تھی۔ ریش کے دونوں پہلو غائب تھے درمیانی حصہ باقی تھا چنانچہ میں نے پوچھا اے ابوسعید یہ آپ کی داڑھی کا کیا عالم ہے۔ بولے یہ کارنامہ یوم حرہ کو ظالم شامیوں نے سرانجام دیا تھا۔ وہ میرے گھر میں گھس آئے اور جو کچھ وہاں تھا لوٹ لیا وہ پیالہ بھی اڑا لیا جس میں پانی پیتا تھا۔ جب وہ چلے گئے تو دس نفر اور آگئے میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ انھوں نے گھر کی تلاشی لی وہاں کچھ نہ پایا لہٰذا رنجیدہ ہوئے اور مصلے پر سے اٹھا کے زمین پر دے مارا پھر ان میں سے ہر شخص نے بڑھ کر میری داڑھی نوچنی شروع کردی۔ جہاں سے تمھیں اڑی ہوئی نظر آتی ہے وہاں سے کچھ گئی...... خدا کے سامنے اسی طرح پیش ہوں گا۔''

حضرت عثمان کے صاحبزادے کے ساتھ سلوک

اخبار الطوال۔ ابو حنیفہ دینوری صفحہ اردو۔ پر ہے :۔ ''ازاں بعد۔ عمرو بن عثمان پیش ہوئے ان سے مسلم نے کہا تو ہے خبیث بن طیب جب اہل شام فتحمند ہوں تو تو کہتا ہے میں عثمان بن عفان کا فرزند ہوں اور جب اہل حجاز کو کامیابی حاصل ہو تو کہتا ہے میں بھی تم میں سے ہوں۔ تم ہی میں سے ہوں اور پھر تو اتہام طرازی کرکے امیرالمومنین کے خلاف دلوں میں نفرت بٹھاتا ہے۔ مونڈ دو داڑھی اور مونچھ ان کی۔ چنانچہ ان کی داڑھی مونچھ نوچ ڈالی گئی ایک بال بھی باقی نہ رہنے دیا۔''

امام زین العابدینؑ نے بیعت نہیں کی

تاریخ مسعودی حصہ سوم۔ اردو ص ۱۰۰ پر ہے : ''اور لوگوں نے علی بن حسینؑ سجاد کو قبر کی پناہ لئے دعا کرتے دیکھا۔ انھیں مسرف (مسلم بن عقبہ سردار لشکر یزید) کے پاس لایا گیا۔ وہ ان پر سخت ناراض تھا اور اس نے آپ سے اور آپ کے آباء سے بیزاری کا اظہار کیا اور جب اس نے دیکھا آپ قریب آگئے ہیں تو وہ کانپنے لگا۔ اور آپ کی خاطر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور آپ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور کہنے لگا مجھ سے اپنی ضروریات کے متعلق کچھ کہئے مگر آپ نے اس سے کوئی سوال نہ کیا۔ ہاں جن لوگوں کو وہ تلوار سے قتل کرنا چاہتا

تھا ان کی سفارش کی پھر آپ واپس چلے گئے۔ .... ص ۱۰۱ پر ہے۔ مسلم بن عقبہ سے کہا گیا ہم نے تجھے اس نوجوان اور اس کے اسلاف کو سب وشتم کرتے دیکھا ہے اور جب وہ تیرے پاس آیا تو تو نے اس کی عزت افزائی کی، ہے اس نے جواب دیا یہ میری مرضی سے نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے رعب سے میرا دل بھر گیا تھا"
اور ص ۱۰۰ پر ہی ہے کہ حضرت سجادؑ سے دریافت کیا گیا کہ ہم نے اس وقت آپ کے دونوں لب ہلتے دیکھا اس وقت آپ کیا کہہ رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا اس وقت میں یہ دعا پڑھ رہا تھا۔ یزید نے قتل حسین علیہ السلام کے بعد مدینہ منورہ کا جو حشر کیا اس کی کچھ جھلکیاں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اس نے حکومت کی خاطر صرف انھیں واقعات پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے مکہ معظمہ پر حملہ کا پروگرام بنایا۔

یزید اور اس کی افواج کا تیسرا کارنامہ

تاراجی خانہ کعبہ | البدایہ والنہایہ ابن کثیر دمشقی ج ۸۔ ص ۱۳۹ پر ہے۔

"اور یزید نے (واقعہ کربلا کے نمایاں کردار) عبداللہ بن زیاد کو لکھا کہ وہ حضرت ابن زبیر کی طرف جا کر مکہ میں ان کا محاصرہ کرے اس نے انکار کیا اور کہا خدا کی قسم میں ایک فاجر (یعنی یزید) کے لئے ان دو چیزوں کو کبھی اکٹھا نہیں کروں گا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کروں اور بیت الحرام سے جنگ کروں" یہ نہیں ہو سکتا۔

سنہ ۶۴ھ۔ ابن زیاد کے کورے جواب کے بعد یزید نے مسلم بن عقبہ کو حکم دیا کہ عبداللہ ابن زبیر کا مکہ میں محاصرہ کرے۔ مسلم بن عقبہ نے روح بن زنباع کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور مکہ کی طرف جنگ کرنے روانہ ہوا۔ جب ہرشا کی گھاٹی میں پہونچا۔ البدایہ والنہایہ۔ ابن کثیر دمشقی اردو ص ۱۱۵۰ کے مطابق۔ اس نے "امرائے فوج کو پیغام بھیج کر اکٹھا کیا اور کہا کہ امیرالمومنین نے مجھے وصیت کی ہے کہ اگر مجھے موت کا حادثہ پیش آجائے تو میں حصین بن نمیر السکونی کو تم پر نائب

مقرر کردوں ...... پھر وہ مر گیا اور مسلک میں دفن کیا گیا۔" حصین ابن نمیر مکہ کے باہر اترا اور حضرت ابن زبیر۔ اہل مکہ اور اپنے ساتھ جمع ہونے والوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں آئے اور انھوں نے شدید جنگ کی پورے ماہ صفر میں باہم جنگ کی ..... واقدی کا بیان ہے۔" اس کا گوپھن پھٹی ہوئی جھاگ دار چیز کی مانند ہے جس سے اس مسجد کی دیواروں پر سنگباری کی جاتی تھی۔" (البدایہ والنہایہ اردو ص ۱۱۵)

اور عمرو بن حوطة السدوسی کہتا ہے۔

تونے ام فروہ (منجنیق کا نام) کی کارروائی کو کیسے پایا اس نے انھیں صفا اور مروہ کے درمیان پکڑ لیا۔ ہفتہ کے روز دیواریں جل گئیں۔ خانہ کعبہ کے ایک پردے کو آگ لگ گئی جو اس کی لکڑیوں اور چھتوں تک پہونچ گئی۔ حضرت اسماعیل کی جگہ جو دنبہ ذبح ہوا تھا اس کے سینگ اور دیگر تبرکات خانہ کعبہ جل گئے۔ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ اور اخبار الطوال ابوحنیفہ دینوری اردو ص ۱۸۲ پر ہے

" بہر حال اب حصین ابن نمیر نے لشکر کی کمان سنبھال لی اور کوچ کرتا ہوا مکے میں جا اترا۔ ابن زبیرؓ اپنے رفقاء سمیت مسجد حرام میں قلعہ بند ہو چکے تھے۔ لہٰذا حصین بن نمیر نے کوہ ابوقبیس پر منجنیقیں نصب کرادیں اور مسجد حرام میں سنگباری کردی۔"

تاریخ ابوالفداء اردو ترجمہ ص ۳۰۹ پر ہے۔

" پھر حصین مکہ پر گیا اور عبداللہ بن زبیر کو چالیس روز تک محصور کئے رہا یہاں تک کہ اس کو خبر ملی کہ یزید ابن معاویہ مر گیا ...... مگر بیت الحرام پر گوپھنوں سے پتھر پھینک چکا تھا۔"

تاریخ الخلفاء امام اہل سنت جلال الدین سیوطی اردو ترجمہ ص ۲۱۳ پر ہے۔

" جب یہ لشکر مکہ معظمہ میں آیا تو حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا۔ ابن زبیر نے بھی ان سے مقابلہ کیا چونکہ آپ محاصرہ میں تھے اس لئے آپ پر منجنیق سے پتھر برسائے گئے۔ جن کے شراروں سے کعبہ شریف کا پردہ اور اس کی چھت اور اس

دنبہ کے سینگ جو حضرت اسماعیل کے فدیہ کے لیے بھیجا گیا تھا اور جس کے سینگ اب تک خانہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھے سب جل گئے اور یہ واقعہ صفر ۶۴ھ کا ہے۔"

یزید نے تین سال حکومت کی پہلے سال نواسۂ رسولؐ سید شباب اہل الجنۃ حضرت امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو بھوکا پیاسا شہید کیا۔ دوسرے سال واقعہ حرہ ہوا۔ جس میں صحابہ کرام قتل ہوئے۔ ان کی داڑھیاں نوچی گئیں۔ ان کو غلامی پر بیعت کے لیے مجبور کیا گیا۔ ان کے اموال کو لوٹا گیا۔ اور سب سے بڑھ کر صحابہ زادیوں کے ساتھ بالجبر بدکاری کی گئی۔ تیسرے سال خانہ کعبہ میں آگ لگائی گئی۔ دیواریں شہید ہوئیں۔ اب جس کے حکم سے یہ سب کچھ ہوا۔ اور جن لوگوں نے یہ سب کیا ان کے مذہب کے بارے میں کیا کہا جائے۔ اگر ان کو مسلمان تسلیم کیا جائے تو اسلام کی رسوائی ہوتی ہے۔ آج کی دنیا انسانی حقوق کی بات کرتی ہے۔ وہ تو آدمی تسلیم کرنے میں تامل کریگی۔

رفیق رضوی صاحب نے کہا۔

رموز شاہ کھلیں گے ابھی ابھی کیا ہے ۔۔۔ ابھی تو صرف زمانہ پھرا ہے سوئے حسینؑ
اگر یزید کو تسلیم آدمی کیجئے ۔۔۔ تو پھر بتانا پڑے گا کہ آدمی کیا ہے

کوئی انسان جس کے علم میں یہ سب کارنامے آجائیں گے وہ یزید کی مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جس میں جتنی انسانیت ہوگی اتنا ہی وہ ان افعال سے بیزاری کریگا۔

مرزا اسداللہ خان غالب نے کہا۔

یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمن دیں ۔۔۔ علیؑ سے جنگ کرے اور خطا کہیں اسکو
یزید کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ ۔۔۔ برا نہ مانئے گر ہم برا کہیں اسکو

پاکستان میں کچھ خارجی ناصبی پیدا ہو گئے ہیں۔ جو ان صفات کے حامل یزید کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ ایک طرف بہ ظاہر صحابہ کا دم بھرتے ہیں۔ اور دوسری طرف یزید کی مدح میں کتابیں بیچتے ہیں حالانکہ واقعہ حرہ پڑھنے کے بعد دونوں محبتیں (صحابہ سے بھی اور یزید سے بھی) ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ لیکن یہ سب سیاست ہے۔ جب مذہب برائے سیاست ہو گا تو یہی سب ہو گا۔ اب

ایسے حضرات جو بل اسمبلی میں لائیں گے۔ ظاہر ہے۔ یزیدیت یعنی درندگی ہی کے لئے تو راہ ہموار ہو گی۔ مساجد میں قتل کن لوگوں کے کارنامے ہیں۔ ہر شخص جو اخبارات پر نظر رکھتا ہے۔ سمجھ سکتا ہے۔ کسی قسم کا مغالطہ نہ دیا جا سکے۔

اس لئے ہم اپنے موقف کو پھر دہراتے ہیں کہ یزیدیوں کا مذہب صرف دنیا طلبی تھا اور بس "دینھم دینارھم" اور اس میں وہ اس حد تک بڑھ گئے تھے کہ گویا آنکھوں پر پٹی بندھ گئی تھی۔ تذکرہ خواص الامۃ اہل سنت کے اپنے وقت کے جید عالم جناب علامہ سبط ابن جوزی اردو ص ۲۵۰ کی ایک عبارت ملاحظہ ہو

"ایک جماعت نے میرے جد سے یزید کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا تم پوچھتے ہو اس شخص کے متعلق جو تین سال خلیفہ رہا پہلے سال اس نے حسینؑ کو شہید کیا دوسرے سال اس نے اہل مدینہ کو خوف و ہراس میں مبتلا کیا اور تیسرے سال خانہ کعبہ پر منجنیق سے پتھر مارے اور اسے منہدم کیا تو انھوں نے کہا ہم اس پر لعنت کرتے ہیں تو پھر انھوں نے کہا بس یزید پر لعنت ہو۔"

امام احمد بن حنبل بھی یزید پر لعنت کے قائل ہیں

ثبوت بھی ہم صواعق محرقہ ابن حجر مکی م ۹۷۴ھ سے پیش کریں گے۔ صواعق محرقہ یعنی جلا دینے والی بجلی۔ لکھی ہی شیعوں کے رد میں گئی ہے اردو ص ۳۳ سے عربی ص ۲۲۲ پر ہے۔ ہم اختصار کے پیش نظر صرف اردو ترجمے پر اکتفا کر رہے ہیں۔

"مجھ سے ایک سائل نے یزید بن معاویہ کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے کہا وہ جس حال میں ہے وہی اس کے لئے کافی ہے۔ اس نے کہا کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے میں نے جواب دیا۔ کہ متقی علماء نے بھی اس پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے جن میں احمد بن حنبل بھی شامل ہیں۔ انھوں نے بھی یزید کے بارے میں لعنت کا ذکر کیا ہے۔ پھر ابن جوزی نے قاضی ابو یعلی الفراء سے روایت کی ہے کہ اس نے اپنی کتاب المعتمد الاصول میں

صالح بن احمد بن حنبل کی طرف اسناد کر کے کہا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ کچھ لوگ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ ہم یزید کے دوست ہیں تو آپ نے فرمایا۔ اے بیٹے کیا کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا یزید سے دوستی رکھ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ وہ اس پر لعنت کیوں نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کس جگہ یزید پر لعنت کی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ نے اپنے اس قول میں یزید پر لعنت کی ہے فھل عسیتم ان تولیتم ..... ابصارھم۔ ممکن ہے کہ تم زمین پر حاکم بن کر فساد کرو اور رشتہ داریوں کو قطع کرو ایسے لوگوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور ان کے کانوں کو بہرہ اور آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔" ظاہر ہے آج کا سیاسی مولوی۔ جناب احمد بن حنبل جن کی فقہ پر حنبلی حضرات گامزن ہیں سے زیادہ علم دین تو نہیں رکھتا۔ ہم سمجھتے ہیں سر دست یہی کافی ہو گا انشاء اللہ العزیز۔ اہل سنت کے لئے یزید کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہی کافی ہے۔ خوارج کتنا ہی زور ماریں حق یہ ہے کہ آج کے دور میں جبکہ بین الاقوامی سطح پر انسداد بے رحمی حیوانات پر گفتگو ہو رہی ہے۔ کا نام یزید داخل دشنام ہو گیا۔ امیر شام معاویہ کے بارے میں شیعوں کو چھوڑیے اہل سنت میں تین مکاتیب فکر دور اول سے آج تک چلے آرہے ہیں۔

(۱) کچھ لوگ وہ ہیں جو امیر معاویہ کو بھی اچھا سمجھتے ہیں۔ ان میں اکثریت اُن کی ہے جو شاہان بنی اُمیہ کے پروپیگنڈے سے متاثر ہیں اور امیر معاویہ کی کوتاہیوں سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ (۲) کچھ وہ لوگ ہیں جو امیر معاویہ کو نہ اچھا کہتے ہیں نہ بُرا کہتے ہیں۔ اہل سنت میں اکثریت اسی گروہ سے تعلق رکھتی ہے۔ (۳) کچھ وہ ہیں جو امیر معاویہ کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اُن میں زیادہ تر لوگ پڑھے لکھے ہیں اور جن کی نظر احادیث و تاریخ پر ہے۔ ایسے لوگ خاص طور سے وہ ہیں جنھیں اسلام کا درد ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مسلمانوں کو جو کچھ نقصان پہنچا ہے ملوکیت کی وجہ سے اور ملوکیت کی ابتدا کرنے والے امیر شام معاویہ ہی ہیں۔ ایسے لوگ ہر دور میں رہے ہیں ان کی

فہرست خاصی طویل ہے۔ اجمالاً کچھ کا ذکر آگے آئے گا۔ اس سے قبل چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ سب سے پہلے مشہور متواتر متفق علیہ حدیث بخاری شریف ج ۲۔

۱۔ باغی گروہ کتاب الجہاد و سیر۔ باب ۹۲۔ حدیث نمبر ۱۷۰۔ مترجم ص ۲۰۸۔ اختصار کے پیش نظر صرف ترجمہ "ابراہیم بن موسیٰ۔ عبدالوہاب۔ خالد۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ جناب ابن عباسؓ نے ان سے اور علی بن عبداللہؓ سے کہا تم دونوں ابو سعید خدری کے پاس جاؤ اور ان سے ان کی حدیثیں سنو۔ چنانچہ ہم ان کے پاس گئے، اس وقت وہ اور ان کے بھائی اپنے ایک باغ میں تھے اور پانی کھینچ رہے تھے جب انھوں نے ہم کو دیکھا تو آئے اور بصورت احتبار بیٹھ گئے اور کہا کہ ہم تعمیر مسجد نبوی کے وقت ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے پاس سے گزرے اور ان کے سر سے غبار صاف کیا فرمایا ویح عمار تقتله الفئة الباغیة۔ عمار یدعوھم الی اللہ و یدعونہ الی النار۔ عمار کی بے کسی قابل افسوس ہے۔ ان کو ایک باغی جماعت قتل کریگی۔ یہ ان کو خدا کی طرف بلاتے ہوں گے۔ اور وہ ان کو دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے۔"

اس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ (۱) جناب عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی گروہ قتل کریگا (۲) جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس ہونے والے واقعہ پر افسوس تھا۔ (۳) جناب عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس باغی گروہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہوں گے اور (۴) وہ لوگ ان (جناب عمار) کو جہنم کی طرف بلاتے ہوں گے۔

اس حدیث کے متن کو اور راویوں نے بھی بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک راز دار رسول حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ابی جعفر محمد جریر طبری۔ م۔ ۳۱۰ھ۔ ج ۳۔ خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اردو ترجمہ نفیس اکیڈیمی کراچی۔ عنوان حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ کی شہادت ص ۳۴۴ پر ہے۔ "محمد ابن عباد ابن موسیٰ نے محمد بن فضیل اور مسلم الاعور کے حوالے سے حبہ بن جوین العرنی کا بیان نقل کیا ہے کہ میں اور ابو مسعود مدائن میں (حضرت) حذیفہ یمانؓ

کے پاس گئے ..... آپ ہم سے کوئی حدیث بیان فرمائیے۔ حضرت حذیفہ (رضی اللہ) نے فرمایا اُس وقت تم اس جماعت میں شامل ہونا جس میں سمیہ کا بیٹا عمار ہو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فرماتے سنا ہے کہ اسے ایک باغی جماعت قتل کریگی جو راہ حق سے ہٹی ہوئی ہوگی اور اس کا آخری رزق۔ پانی ملا دودھ ہوگا" اور اسی طبری کے ص ۲۸ ۳۲ پر روایت ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ عمرو بن العاص (جو امیر شام معاویہ کا دست راست تھا) کے بیٹے عبداللہ کی زبانی درج ہے ابو عبدالرحمٰن السلمی نے نقل کیا۔ وہ صفین کے میدان میں حضرت کے ساتھ تھے۔ وہ کہتے ہیں جب رات ہوئی تو میں نے یہ ارادہ کیا کہ دشمنوں میں جاؤں گا اور یہ معلوم کروں گا کہ ہماری طرح انھیں عمار کے قتل کا علم ہوا ہے یا نہیں۔ عبداللہ (بن عمرو عاص) نے ایک شخص کی لاش کو دیکھ کر اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ کیا تم نے آج اس شخص کو قتل کر دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ باپ نے پوچھا حضور نے کیا فرمایا تھا۔ عبداللہ نے کہا کیا تم ہمارے ساتھ نہ تھے جب ہم مسجد رسول بنا رہے تھے اور لوگ ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے اور عمار دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لائے۔ اس سے عمار پر غشی طاری ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے چہرے سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمایا اے سمیہ کے بیٹے افسوس ..... افسوس تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔" عمرو بن عاص نے یہ سنکر اپنے گھوڑے کا رخ موڑ لیا۔ اور معاویہ (بن ابوسفیان) نے پیچھے سے پکڑ کر کھینچا عمرو نے کہا کیا تم نے وہ حدیث نہیں سنی جو عبداللہ بیان کر رہا ہے۔ معاویہ نے سوال کیا۔ وہ کیا حدیث ہے عمرو بن العاص نے انھیں وہ حدیث سنائی۔ معاویہ نے جواب دیا تیرا تو بڑھاپے کی وجہ سے دماغ خراب ہو گیا ہے ..... کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے۔ بلکہ عمار کو اُس شخص نے قتل کیا ہے جو انھیں میدان میں لایا۔"

جب حضرت علی کو اس غلط تاویل کی اطلاع ملی تو فرمایا اگر یہی دلیل ہے تو پھر تو جناب حمزہ کو رسولِ خدا نے قتل کیا ہوگا۔ یعنی نہ وہ کہنا درست ہے نہ یہ کہنا درست ہے۔ اور ص ۳۴۷۔ یہ اشعار جزو درج ہے جو وہ صفین میں پڑھ رہے تھے۔ آخری شعر ہے۔

اليوم ألقى الاحبه محمداً و حزبه

جنگ صفین جو امیر شام معاویہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے درمیان ہوئی کے واقعات اور حضرت عمار کی شہادت آپ کو ہر مستند تاریخ میں مل جائیں گے۔ نتیجہ آپ خود نکال لیں۔ اور امیر شام معاویہ کے بارے میں رائے قائم کریں۔

۲۔ حضرت علی پر سب کرنا

۱۔ مشکوٰۃ شریف۔ تالیف ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب عمری۔ تالیف ۷۳۷ھ ج۔ ۳۔ اردو کراچی مترجم

ص ۷۲۷۔ باب فضائل علی۔ حدیث نمبر ۵۸۵۸۔ "عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم من سب علیا فقد سبنی (رواہ احمد)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمایا جس نے علی پر سب کیا اس نے مجھ پر سب کیا۔ اس کو روایت کیا احمد نے"

مستدرک حاکم م ۴۰۵ھ ص ۱۲۱ ج ۳

راوی جناب ام المومنین ام سلمہ۔ "یقول من سب علیاً فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ۔

راوی جناب ام المومنین ام سلمہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے علی پر سب کیا اس نے مجھ پر سب کیا اور جس نے مجھ پر سب کیا اس نے اللہ پر سب کیا"

۳۔ مناقب خوارزمی ص ۸۱۔ ۸۲۔ اختصار کے پیشِ نظر عربی عبارت کو چھوڑتے ہیں۔

"(جناب) سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت عبداللہ ابن عباس کی بینائی زائل ہو چکی تھی۔ ان کا گزر زم زم کے قریب سے ہوا جہاں شامیوں کا ایک گروہ حضرت علی کو گالیاں دے رہا تھا۔ جن کی دشنام طرازیوں کو جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ نے سُن لیا تو انھوں نے ابن جبیر سے کہا مجھے ان

لوگوں کے پاس لے چلو۔ وہ گئے اور شامیوں کے سامنے رک گئے پوچھا تم میں سے کون اللہ کو گالیاں دیتا ہے۔ سبحان اللہ۔ پوچھا تم میں سے کون رسول اللہ کو گالیاں دیتا ہے سبحان اللہ۔ ایسا نہیں ہے پھر سوال کیا تم میں سے کون علی ابن ابی طالبؑ کو گالیاں دیتا ہے۔ سب نے جواب دیا ایسی کچھ باتیں تو ہیں۔ پھر عبداللہ بن عباسؓ نے کہا: میں نے اپنے کانوں سے سنا اور دل کی گہرائیوں میں محفوظ کر لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے علیؑ کے بارے میں فرمایا۔ اے علی جس نے تمھیں گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے خدا کو گالی دی خدا اس کو جہنم میں اوندھے منھ جھونک دے گا"

ہم سمجھتے ہیں سر دست یہ تین روایتیں ہی کافی ہیں ہم نے لفظ سب جو عربی ہے کا اردو ترجمہ جان بوجھ کر نہیں کیا۔ جسے دلچسپی ہو اور کچھ نہیں المنجد ہی دیکھ لے۔

اب ان احادیث کے بعد امیر شام کا عمل کیا تھا۔ واقعات بہت سے ہیں لیکن صرف دو واقعات بطور شہادت پیش خدمت ہیں تو پہلے مسلم شریف کی عبارت ملاحظہ ہو۔ مسلم شریف۔ ج۔۳۔ باب ۲۲۴۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ مترجم کراچی۔ ص ۵۱۸ - ۵۱۹ - حدیث نمبر ۱۵۰۹ - حوالہ مکمل ہے اس لئے عربی عبارت کو نقل نہیں کر رہے ہیں۔ جو چاہے اپنی تسلی کر لے۔

" قتیبہ بن سعید۔ محمد بن عباد۔ حاتم بن اسمٰعیل۔ بکیر بن مسمار۔ عامر بن سعد بن ابی وقاص۔ اپنے والد سے قال امر معاویہ بن ابی سفیان۔ سعداً فقال ما منعک ان تسب ابا التراب۔ فرمایا کہ معاویہ بن ابوسفیان نے حکم دیا پھر کہا کہ ابوتراب کو سب کرنے سے کیا چیز تمھیں روکتی ہے۔ (یعنی تم ابوتراب پر سب کیوں نہیں کرتے) جناب سعد بولے کہ میں تین باتوں کی بنا پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نے فرمائی ہیں ان پر سب نہیں کرتا۔ اگر ان باتوں میں

ایک بھی مجھے حاصل ہو جائے تو میرے لئے سُرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری ہو۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم کو سُنا اور آپؐ نے کسی لڑائی پر جاتے ہوئے انھیں (یعنی علیؓ کو) مدینہ منوّرہ میں چھوڑا۔ تو حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارا درجہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام کا۔ عربی کے الفاظ ہیں۔ اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ لیکن میرے بعد کوئی نبیؐ نہیں۔ اور میں نے خیبر کے دن سُنا فرما رہے تھے کل میں عَلم ایسے مرد کو دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسولؐ بھی اُس سے محبت رکھتے ہیں۔ عربی کی عبارت ہے۔ یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ رجلاً یحب اللّٰہ ورسولہ و یحبہٗ اللّٰہ ورسولہ۔ یہ سُنکر ہم اس کے انتظار میں رہے۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس علیؓ بلاؤ۔ وہ آئے اور اُن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ آپؐ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور عَلم اُن کے حوالے کر دیا چنانچہ اللہ نے اُن کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی اور جب آیت ندع ابناء نا ابناء کم --- الخ نازل ہوئی تو آپؐ نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؑ حضرات حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل ہیں۔ عربی الفاظ ہیں دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم علیاً و فاطمہ و حسناً و حسیناً فقال اللّٰھم ھوءلا اھلی۔ مسلم شریف کی اس مشہور حدیث کو ہر دور کے محدثین نے بیان کیا ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوا۔

۱۔ کہ امیر شام معاویہ نے حضرت علیؓ پر سب کرنے کو کہا۔

۲۔ امیر معاویہ نے جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علیؓ پر سبّ نہ کرنے کی وجہ پوچھی۔ ۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے رسول کریمؐ کی تین احادیث جو علیؓ کی شان میں تھیں بیان کیں (ا) تمہاری منزلت میرے نزدیک ایسی ہے جیسے جناب ہارون کی حضرت موسیٰ سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(ii) خیبر میں فرمایا کل علم اس مرد کو دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اُس سے محبت رکھتے ہیں۔ اور پھر وہ علم علیؑ کو عطا ہوا۔ (iii) مباہلہ میں علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کے لئے فرمایا یہ میرے اہل ہیں۔ جناب معاویہ نے احنف کو حکم دیا علیؑ پر لعن کرے۔ اسکی جرات مندانہ تقریر

تاریخ ابو الفداء علامہ اسماعیل بن علی والیٔ حمات م۔ ۷۳۲ھ عنوان ۶۷ھ اردو ص ۲۲۱ - ۲۲۲ - "ابو بحر بن ضحاک بن قیس بن معاویہ بن حصین بن عبادہ نے ۶۷ھ میں وفات پائی۔ یہ ضحاک احنف کے نام سے مشہور تھا۔۔۔ بطور ملاقات دربار معاویہ میں حاضر ہوا۔ اسی اثناء میں ایک شخص اہل شام کا بھی محل میں آیا اور اُس نے خطبہ پڑھ کر سنایا۔ آخر خطبہ میں علی ابن ابی طالب پر لعنت کی۔ سب لوگوں نے اپنے سر جھکالے۔ لیکن احنف نے معاویہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔۔۔ یہ شخص تمام انبیاء کو لعنت کرنے کی اگر آپ کی مرضی پائے تو بے شک یہ نبیوں پر لعنت کرے گا۔ خدا سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ حضرت علیؑ کا پیچھا اب تو چھوڑ دو۔۔۔ قسم ہے خدا کی وہ شخص (علیؑ) مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا۔ معاویہ نے کہا اے احنف۔۔۔ میں قسم دیتا ہوں تجھ کو خدا کی تو بھی منبر پر چڑھ کر اگر ہماری خوشی چاہتا ہے تو علی ابن ابی طالب پر لعنت کر بخوشی کر یا بہ جبر کر۔۔۔ تب احنف نے کہا اے معاویہ میں انصاف کا کلمہ کہتا ہوں معاویہ نے کہا فرمایئے۔ احنف نے کہا حمد خدا کو لائق ہے اور درود ہو اوپر رسولؐ اس کے کے۔ اے لوگو معاویہ نے مجھ کو یہ کہا ہے کہ لعنت کر علیؑ پر سنو۔ علیؑ ابن ابی طالب اور معاویہ دونوں جھگڑے اور آپس میں لڑے۔ اور ہر ایک شخص نے ان دونوں میں سے یہ دعویٰ کیا کہ خلافت میرا حق ہے جب میں دعا کروں تم سب آمین کہنا۔ اب میں کہتا ہوں اے اللہ لعنت کر تو اس پر اور تیرے فرشتے اور لعنت کریں تیرے نبیؐ اور تمام تیری مخلوق اُس شخص پر جو ان دونوں میں باغی ہو۔ اور لعنت کر گروہ باغی کو۔ اور اے خدا بہت بہت لعنت کر۔ اُس پر آمین کہو اے سامعین۔ یہ کہہ کر معاویہ سے کہا کہیں تو یہ

کلمے کہا کرتا ہوں اگرچہ مارا ہی کیوں نہ جاؤں۔ اب مجھ سے اور کچھ پھر نہ کہلانا۔

امیر شام معاویہ کا حضرت پر معاذ اللہ لعن کرنا۔ اور عمال کو اس کے لیے حکم دینا اور حضرت ام المومنین ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا احتجاج دیکھنا ہو تو دیکھیے عقد الفرید ج۔۳۔ص ۱۲۷۔ اور تاریخ مسعودی۔ اردو ج۔۲۔ ص ۵۰ عنوان معاویہ کی عقلمندی پر ہے :-

"معاویہ کی اطاعت میں اس حد تک بڑھ گئے کہ انھوں نے حضرت علی پر لعن کرنے کو (معاذ اللہ) سنت بنا لیا۔ چھوٹے اسی لعنت پر پروان چڑھتے اور بڑے اسی پر مرتے رہے۔" یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ جس کے لئے مزید ثبوت فراہم کیا جائے۔ امیر شام نے یہ رسم جاری کی اور حالانکہ شرائط صلح امام میں یہ شرط تھی کہ اس سلسلہ قبیح کو ختم کیا جائے لیکن معاہدہ کی پرواہ نہ کرتے ہوں انھیں نے اس سلسلے کو جاری رکھا۔ اللہ جزائے خیر دے حضرت عمر ابن عبد العزیز کو جنہوں نے اس رسم بد کا خاتمہ کیا۔ بہرحال ہم نے حقائق کتب اہل سنت سے آپکے سامنے رکھ دیئے اور جو رائے آپ چاہیں قائم کر لیجئے۔ دو باتیں ہوئیں۔ اب تیسری چیز سنئیے :-

۳۔ حضرت عثمان کی مددنہ کی ! تاریخ یعقوبی ج۔۲۔ ص ۱۲۳۔ باب ایام عثمان بن عفان۔ ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اور حضرت عثمان رض نے (اپنے گورنر شام) معاویہ کو خط لکھا کہ جلد میری مدد کو آ۔ تو معاویہ صاحب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کا لشکر لے کر آئے۔ اور اہل لشکر کو کہا تم یہاں ٹھہرو میں امیر المومنین کے بارے میں صحیح معلومات کر کے آتا ہوں۔ پس وہ حضرت عثمان کے پاس آئے۔ انھوں نے مدد طلب کی اور کہا لا والله لکنک اردت ان اقتل فتقول انا ولی الثار۔ ارجع فجعل یاتناس فرجع فلم یعد الیہ حتی قتل۔ تیرا ارادہ ہے کہ میں قتل ہو جاؤں تو تو کہہ سکے کہ تو خون عثمان کا وارث ہے۔

اور ان جناب کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی۔

۱۴۔ معاویہ کا مدینہ پر لشکر کشی اور اہلِ مدینہ پر مظالم	تاریخ ابو الفدا ء تالیف امام اہل سنت والی حمات م ۷۳۲ھ اردو ترجمہ ص۲۶ واقعات ۳۸ھ

"اسی سال معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو لشکر دے کر حجاز بھیجا چنانچہ وہ مدینہ میں آیا اس جائے (حضرت) ابو ایوب انصاری حضرت علیؓ کی طرف سے عامل تھے وہ بھاگ کر حضرت علیؓ سے جا ملے۔ اور بسر نے مدینہ میں گھس کر خوب خونریزی کی اور زبردستی لوگوں سے بیعت معاویہ کی کرائی ہے"

مدینہ منورہ کے بارے میں احادیث واقعہ حرہ کے ذیل میں گزر چکی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر امیر شام معاویہ نے اہل مدینہ پر ظلم نہ کیا ہوتا تو شاید واقعہ حرہ وقوع پذیر نہ ہوتا۔

۱۵۔ حضرت عائشہ کا قتل امیر معاویہ کی ایما پر

امام حسنؑ سے صلح ۴۱ھ میں ہوئی۔ جناب عائشہ کا قتل ۵۸ھ میں ہوا جبکہ معاویہ ابن سفیان برسرِ اقتدار تھے۔ ان کی طرف سے مروان حاکم مدینہ تھا۔ اب جناب عائشہ کے قتل کا اجمالاً تذکرہ ملاحظہ ہو۔ تاریخ ابن خلدون۔ ج ۲۔ خلافت معاویہ و آل مروان ص ۷۶ - ۷۷۔

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
ام المومنین حضرت عائشہؓ	۵۸ھ	آپ کو مروان اور اس کے خاندان والوں نے شہید کیا تھا اس وجہ سے کہ اس کی مخالفت کرتی تھیں اس نے دعوت کے بہانے سے اپنے گھر بلایا اور پہلے ایک گڑھا عمیق کھود کر نیزے تلواریں چھریاں وغیرہ رکھی تھیں اوپر سے ایک فرش بچھادیا تھا۔ ام المومنین جب تشریف لائیں تو ان کو وہیں بٹھلایا۔ بیٹھنا تھا کہ نیچے گر پڑیں معمر اور کمزور تھیں ایسی چوٹ آئی کہ پھر اٹھ

جان بر نہ ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم کی محبوب ترین ازواج سے ہیں آپؐ پیار سے ان کو حمیرا فرمایا کرتے تھے۔"

میرا کہنا یہ ہے کہ جناب ام المومنین عائشہؓ کا قتل امیر شام معاویہ کی ایما پر ہوا اس لئے کہ جمل میں وہ معاویہ پر تنقید کیا کرتی تھیں۔ خاص طور حجر بن عدی کے قتل پر انھوں نے خاصا احتجاج کیا۔ امیر معاویہ نے مالک اشتر۔ امام حسن۔ وغیرہ کو راستے سے ہٹایا۔ اسی طرح جناب عائشہ سے بھی راستہ صاف کرلیا۔ مروان گورنر مدینہ ۵۴ھ تا ۵۸ھ رہا۔ وہ آلہ کار تھا ورنہ طرید رسول کی یہ مجال ہوتی کہ ان ام المومنین کی طرف نگاہ کرتا جو جمل کا کارزار گرم کر چکی ہوں۔ اس کے علاوہ جناب معاویہ نے اس قتل پر کوئی مواخذہ کیا؟ کوئی کارروائی کی؟ نہیں۔ کچھ اقدام نہ کرنا کسی کو سزا نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں امیر شام معاویہ کی مرضی شامل تھی۔ ام المومنین کے خون کا دھبہ دامن معاویہ پر بھی ہے۔ جس سے بظاہر کوئی برئیت ان کے لیے نہیں ہے۔

امیر شام معاویہ کی شان میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے

صواعق محرقہ ابن حجر مکی م ۹۷۴ھ (ع) ص ۲۱۸۔ اردو ص ۲۲۷ ملتان حاشیہ۔

"قال ابن راھویہ لا یصح عن النبی صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم۔ فی فضل معاویہ بن ابی سفیان۔

ابن راہویہ کہتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان کی فضیلت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم سے کوئی صحیح چیز ثابت نہیں۔"

مزید دیکھو (۱) موضوعات کبیر ملا علی قاری ص ۵۶۶ (۲) ابن جوزی نے معاویہ کی فضیلت کی احادیث کو واہیات قرار دیا ہے اخرجہ ابن الجوزی فی الواہیات۔ (میزان الاعتدال امام ذہبی باب اصبغ الشیبانی صفحہ ۹۳۲ نمبر ۹۹۱۔ ص ۱۲۶۔ مدارج النبوۃ عبدالحق محدث م ۱۰۵۲ھ اردو ج۔ ۲۔

امیرِ شام معاویہ کے بارے میں حضرت عمر کی رائے عرب کا کسریٰ

(۱) تاریخ طبری اردو۔ ج۔ ۴۔ ص ۱۶۷ واقعات ۶۰ھ عنوان امیر معاویہ کے متفرق حالات پر ہے۔ "حضرت عمر نے لوگوں سے کہا کہ قیصر و کسریٰ کے عیار اور پُر فن ہونے کا تم کیا ذکر کرتے ہو تمہارے یہاں بھی تو معاویہ موجود ہے"۔

(۲) البدایہ والنہایہ۔ ابن کثیر دمشقی ج۔ ۸۔ ص ۹۶۳۔ اردو کراچی پر ہے۔

"ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہشام بن محمد سے بحوالہ ابو عبدالرحمٰن مدنی مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر معاویہ کو دیکھتے تو فرماتے: یہ عرب کا کسریٰ ہے"۔

(۳) "میں نے ارادہ کیا کہ تجھے برہنہ پا بلاد حجاز تک پیادہ چلنے کا حکم دوں" قول حضرت عمر کی تفصیل البدایہ والنہایہ۔ ابن کثیر دمشقی۔ ج۔ ۸۔ اردو ص ۹۶۱۔ ۹۶۲ پر یوں ہے۔ " ابن ابی الدنیا۔ محمد بن قدامہ جوہری۔ عبدالعزیز بن یحییٰ نے اپنے ایک شیخ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت عمر بن الخطابؓ شام آئے تو امیر معاویہ ایک عظیم جلوس میں ان سے ملے۔ جب وہ حضرت عمر کے قریب آئے تو آپ (یعنی حضرت عمرؓ) نے ان (معاویہ) سے فرمایا تیرا یہ حال ہے اور اس کے باوجود مجھے یہ اطلاع ہے ضرورتمند لوگ تمہارے دروازے پر طویل عرصے تک کھڑے رہتے ہیں ... پھر بولے میں نے ارادہ کیا ہے کہ تجھے (یعنی معاویہ کو) برہنہ پا بلاد حجاز تک پیدل چلنے کا حکم دوں "... الخ

صحابی رسول حضرت قیس بن سعد بن عبادہ کا مکالمہ

البدایہ والنہایہ ابن دمشقی۔ ج۔ ۸۔ ص ۹۱۲ پر ہے۔ "امیر معاویہ نے حضرت سعد سے کہا: تو تو صرف یہود کے علماء میں سے ایک ہے۔

حضرت قیس نے کہا: اے معاویہ تو جاہلیت کے بتوں میں سے ایک بت ہے۔ تو اسلام میں بادل ناخواستہ داخل ہوا اور خوشی سے اس سے باہر نکل گیا "... الخ

امام ابو حنیفہ کا عقیدہ

حضرت ابو حنیفہ نے لوگوں سے پوچھا قال ابو حنیفہ أتدرون لم یبغضنا أہل ؛ کیا تم جانتے ہو کہ اہلِ شام ہم سے

الشام۔ قالوا لا۔ قال لما انا نعتقد ان لو حضرنا عسکر علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ لکنا نعین علیاً علی معاویۃ ونقاتل معاویۃ لاجل علی فلذالک لا یحبوننا۔
کتاب التمہید فی بیان التوحید منقول از کتاب مولیٰ اور معاویہ بابا خلیل احمد بنارسی اردو ص ۲۱۳ طبع انڈیا۔

کیوں بغض رکھتے ہیں۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارا اعتقاد ہے کہ اگر ہم حضور مولی علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں ہوتے تو ہم معاویہ کے مقابلے میں مولیٰ کی مدد کرتے اور مولی کیواسطے معاویہ سے جنگ کرتے یہی سبب ہے کہ اہل شام ہم سے دشمنی رکھتے ہیں۔

امام شافعی | تاریخ ابو الفداء۔ امام اہل سنت اسماعیل بن علی والئی حمات (شام) متوفی ۷۳۲ھ۔ واقعات ۳۵ھ اردو ص ۲۹۰۔

وروی عن شافعی انہ اسر الی الربیع انہ لا یقبل شہادۃ اربعۃ من الصحابۃ وہم معاویۃ وعمرو بن العاص والمغیرۃ وزیاد۔

حضرت امام شافعی سے روایت ہے کہ انھوں نے (اپنے شاگرد) ربیع کو بطور راز بتایا کہ چار صحابیوں کی گواہی قبول نہیں (۱) معاویہ بن ابو سفیان (۲) عمرو بن العاص (۳) مغیرہ بن شعبہ (۴) زیاد بن سمیہ کہاں تک عرض کروں مزید اکابرین کی رائے دیکھنا ہو تو ان کی تصانیف دیکھو۔

۱۔ سبط ابن جوزی۔ ان کی کتاب تذکرۃ خواص الامۃ۔

۲۔ امام نسائی صاحب سنن۔ ان کا واقعہ دیکھو ان کی کتاب خصائص نسائی۔

۳۔ سید علی ہمدانی شافعی۔ ان کی کتاب مودۃ القربیٰ۔

۴۔ شبلنجی۔ ان کی کتاب نور الابصار۔

۵۔ لال شہباز قلندر۔ ان کا کلام "حیدری ام قلندرم مستم۔ بندۂ مرتضیٰ علی ہستم۔"

۶۔ اہلحدیث کے مولوی وحید الزماں ان کی کتاب ہدیۃ المہدی۔ "ہوتی جنگ اگر اس زمانے میں درمیان ہمارے مولی علی اور معاویہ کے درمیان تو ہم ہوتے اپنے امام حضرت علی کے ساتھ"

۷۔ محمد بن عقیل ان کی کتاب نصائح کافیہ لمن یتولی المعاویہ۔

۸۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔ ان کی کتاب خلافت و ملوکیت۔

۹۔ صائم چشتی اور ان کی کتابیں۔ ایمان ابوطالب وغیرہ۔

۱۰۔ بابا خلیل احمد بنارسی ان کی کتاب مولیٰ اور معاویہ وغیرہ۔

ممکن ہے کوئی کہے کہ پھر امام حسنؑ نے صلح کیوں کی۔ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اگرچہ چاہتے تھے کہ امیر شام معاویہ کو برہنہ پا پیدل دمشق سے حجاز تک جانے کا حکم دیں جیسا کہ قول گزر چکا ہے لیکن انھوں نے مصلحتاً ان کی امارت کو برقرار رکھا۔ اسی طرح امام حسنؑ نے بھی صلح یعنی معاہدہ جنگ بندی کیا تاکہ بندگان خدا کا خون نہ بہے۔ اگر سارے اہل اسلام کے ماننے والے اعلانیہ یا حیلے بہانے سے زہر خورانی وغیرہ سے ختم ہو جاتے تو اسلام کہاں رہ جاتا۔ اس لئے اسلام کی بقاء کی خاطر معاہدہ جنگ بندی ہوا۔ اب ایسی تحریریں بھی آنے لگی ہیں کہ ایک دو جملے میں الفاظ صلح امام حسنؑ ہی رہتے ہیں۔ اور دو سطروں کے بعد بیعت لکھنے لگے کہ معاذ اللہ انھوں نے بیعت کر لی تھی۔ لیکن اللہ حق کو باطل سے ممیز کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ سر دست صرف تاریخ کامل ابن اثیر کی ایک مختصر عبارت پیش خدمت ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے بعد پھر بیعت کے متعلق کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

تاریخ کامل ابن اثیر۔ ج ۳۔ ص ۲۰۵ ذکر خروج الخوارج علی معاویہ

قد ذکرنا فیما تقدم اعتزال فروة بن نوفل الاشجعی فی خمسمائة من الخوارج وسیرهم الی شهرزور وترکوا قتال علی۔ والحسن فلما سلم الحسن الامر الی معاویة قالوا۔ قد جاء الان ما لا شک فیه فسیروا الی معاویة فجاهدوه فاقبلوا۔ وعلیهم فروة بن نوفل۔ حتی حلوا بالنخیلة۔ عند الکوفة وکان الحسن بن علی قد سار یرید المدینة فکتب الیه معاویة یدعوه الی قتال فروة فلحقه رسوله بالقادسیة او قریبا منها فلم یرجع۔ وکتب الی معاویة لو آثرت

ان اقاتل احدا من اهل القبلة لبدأت بقتالك فانی ترکتک لصلاح الامة وحقن دمائها۔"

مختصر یہ کہ بعد صلح امام حسنؑ فروہ بن نوفل خارجی نے پانچسو کے لشکر کے ساتھ معاویہ کے خلاف خروج کیا۔ امام حسنؑ مدینہ کو روانہ ہونے والے تھے۔ معاویہ نے امام علیہ السلام کو خط لکھا کہ آپ فروہ سے قتال کریں۔ تو آپؑ نے معاویہ کو خط لکھا کہ اگر میں کسی اہل قبلہ سے قتال کرتا تو سب سے پہلے تجھ سے قتال کرتا۔ اے معاویہ تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے ایک افسر کی حیثیت سے ایک خارجی کی سرکشی کو روکوں۔ میں نے تو تمھیں امت کی اصلاح اور اسے خونریزی سے بچانے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ ذکر امیر شام ضمناً آ گیا۔ وہ بھی اس لیے کہ اللہ کا وعدہ ہے حق کو باطل سے تمیز کئے بغیر نہ چھوڑے شاید اس معبود حقیقی کو اس گنہگار سے یہ کام لینا تھا۔ مقصد صرف یہ ہے کہ غلط فہمیاں جو پھیلائی جا رہی ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔ اتحاد بین المسلمین کو تقویت ملے۔ ہم نے صرف حقائق بیان کئے ہیں کہ قارئین کرام خود رائے قائم کریں۔ الحمدللہ کہ حوالے سب مکمل ہیں اور مستند کتب اہل سنت ہی کے دیئے گئے ہیں۔ اب یزید کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ اس نے سر حسینؑ دیکھ کر چند شعر پڑھے تھے ان میں سے ایک یہ تھا۔ ۶ "بنی ہاشم نے ملک و سلطنت کے لئے یہ کھیل کھیلا تھا نہ کوئی خبر آئی تھی نہ وحی" (تذکرہ خواص الامۃ امام اہل سنت سبط ابن جوزی ص ۱۴۶) کتمان حق کے سلسلے میں سورۂ بقرہ آیت ۱۵۹ ۔ ۱۶۰ ترجمہ اشرف علی تھانوی مرحوم۔ "جو لوگ اخفا کرتے ہیں۔ بعد اس کے کہ ہم ان کو کتاب (الہٰی توریت و انجیل) میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں ایسے لوگوں پر اللہ بھی لعنت فرماتا ہے۔ اور (دوسرے بہتیرے) لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں مگر جو لوگ توبہ کریں اور اصلاح کرلیں۔ الخ..... یہ واقعات کربلا کا ذکر توریت و انجیل وغیرہ سے ہم پیش کر چکے۔ اب جو کوئی اس ذکر کو چھپانے کی کوشش کرے آیت مذکور کو پڑھ کر خود فیصلہ کرے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ یزید اور اس افواج کا مذہب دنیا پرستی کے سوا کچھ نہ تھا۔

واقعات کربلا کا بیان کرنا اور سننا سُنتِ پیغمبرؐ و سیرتِ صحابہؓ ہے

روایت بی بی اُمّ الفضل	ملاحظہ ہو مستدرک حاکم ج۔۳۔ص ۱۷۶

(اخبرنا) ابو عبداللہ محمد بن علی الجوھری ببغداد۔ ثنا ابو الاحوص محمد بن الھیثم القاضی۔ ثنا محمد بن مصعب ثنا الاوزاعی عن ابی عمار شداد بن عبداللہ۔

عن ام الفضل بنت الحارث امرأۃ العباسؓ
رضی اللہ عنہا انہا دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فقالت یا رسول اللہ رأیت حلما منکرا اللیلۃ قال
ما ھو قالت رأیت کان قطعۃ من جسدک المبارک قطعت
ووضعت فی حجری فقال علیہ السلام رأیت خیرا تلد فاطمۃ
ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرک قالت ولدت فاطمۃ الحسین
فکان فی حجری فارضعتہ بلبن قثم فدخلت یوما علی النبی فوضعتہ
فی حجرہ ثم حانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ تھرقان
الدموع فقلت یا رسول اللہ بابی انت وامی مالک قال
اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا فقلت ھذا
قال نعم واتانی بتربۃ حمراء۔ (ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ)

صاحب مشکوٰۃ شریف جناب ولی الدین بن عبداللہ خطیب عمری نے (تالیف ۷۳۷ھ) اسی روایت کو بیہقی کے حوالے سے درج کیا ہے۔ عربی مستدرک کے حوالے سے اوپر درج ہے اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف ج۔۳۔ص ۲۸۵ سے ملاحظہ فرمایئے۔

۸۔ حضرت ام الفضل بنت حارث کہتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے رات خواب دیکھا ہے۔ فرمایا کیا ہے۔ عرض کیا وہ بہت سخت ناگوار خواب ہے۔ فرمایا وہ کیا ہے۔ انھوں نے عرض کیا میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے اور میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا تونے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ فاطمہ کے یہاں ایک لڑکا تولد ہوگا جو تیری گود میں رکھا جائیگا۔ چنانچہ حضرت فاطمہ کے یہاں حسین پیدا ہوئے۔ اور میری گود میں رکھے گئے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ایک روز میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئی اور حسین کو آپ کی گود میں دے دیا۔ پھر میں دوسری طرف دیکھنے لگی یک اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے عرض کیا اے خدا کے نبی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا ابھی ابھی جبرائیل میرے پاس آئے تھے انھوں نے مجھ کو بتایا کہ عنقریب تیری امت تیرے اس بیٹے کو قتل کردے گی۔ میں نے پوچھا اس بیٹے کو کہا ہاں اور میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لائے تھے جہاں قتل کیا جائیگا۔ اور وہ مٹی سرخ تھی۔

صفحہ ۱۲۰

اس روایت کی ایک راویہ جناب سیدہ بھی ہیں۔ (دیکھو ذبح عظیم ذوق بلگرامی)

اس روایت سے تین چیزیں ثابت ہوئیں۔

۱۔ معلوم ہوا خبر شہادت سنکر گریہ کرنا سنت رسول ہے۔

۲۔ جب جناب جبرئیل خبر شہادت حسین سرکار کو سنا رہے تھے تو حضرت کی حیثیت سامع کی تھی معلوم ہوا کہ خبر شہادت حسین سننا بھی سنت ہے۔

۳۔ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خبر کو بی بی ام الفضل سے بیان کی تو سرکار کی حیثیت ذکر شہادت بیان کروانے کی سی تھی معلوم ہوا ذکر شہادت بیان کرنا بھی سنت۔ اسی طرح کا ایک واقعہ بی بی ام المومنین حضرت ام سلمیٰ کا جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی کتاب سر الشہادتین ص ۳۔ بقایا

روایت بی بی ام المومنین ام سلمیٰ رضہ | معجم کبیر طبرانی کی عبارت ملاحظہ ہو۔ ۱۴۴

عن ابی امامة الباهلی قال
قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا تبکوا هذا الصبی
یعنی حسینا قال وکان یوم ام سلمة فنزل جبرئیل فدخل
رسول الله وقال لام سلمة لا تدعی احدا یدخل علی فجاء
الحسین فلما نظر الی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی
البیت اراد ان یدخل فاخذته ام سلمة واحتضنته وجعلت
تناغیه وتسکته فدخل حتی جلس فی حجر النبی فقال
جبرئیل للنبی ان امتک ستقتل ابنک هذا فتناول جبرئیل
تربة فقال بمکان کذا وکذا فخرج رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم قد احتضن حسینا کاسف البال مهموما فظنت
ام سلمة انه غضب من دخول الصبی فقالت یا نبی الله جعلت
الفداء لک انک قلت لنا لا تبکوا هذا الصبی وامرتنی ان لا
ادع احدا یدخل علیک فجاء فخلیت عنه فلم یرد علیها
جوابا فخرج الی الصحابة وهم جلوس فقال لهم ان
امتی یقتلون هذا وفی القوم ابوبکر وعمر قال رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم هذه تربة واراهم
ایاها (اخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی امامة الباهلی)

ص۱۲۲

(منقول از کتاب ذبح عظیم جناب اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی)

ابو امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے یعنی امام حسینؑ کو نہ رلایا کرو۔ اس روز جناب ام سلمیٰ کے گھر کی باری

تھی۔ آنحضرتؐ کے پاس جبرئیل نازل ہوئے۔ حضرتؐ گھر کی کوٹھڑی میں داخل ہو گئے اور ام سلمیٰ رضؓ سے فرمایا کہ میرے پاس کسی کو نہ آنے دینا۔ ناگہاں امام حسینؑ تشریف لائے اور حضرتؐ کو دیکھ کر کوٹھڑی میں گھسنے لگے۔ جناب سلمیٰؓ نے انھیں تھام کر اپنے گلے لگا لیا اور ان کو اندر آنے سے روکے رکھا اور ان کو رونے سے چپ کرانے لگیں۔ جب وہ زیادہ رونے لگے تو جناب ام سلمیٰؓ نے ان کو چھوڑ دیا اور وہ حضرتؐ کی گود میں جا کر بیٹھ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپؐ کی امت اس کو عنقریب قتل کرے گی اور ہاتھ بڑھا کر آپؐ کو تھوڑی سی مٹی دی اور کہا کہ یہ اسی مقام میں شہید کئے جائیں گے جہاں کی یہ مٹی ہے۔

پس آنحضرتؐ امام حسینؑ کو گود میں لئے غمگین برآمد ہوئے۔ جناب ام سلمیٰؓ نے خیال کیا کہ شاید آنحضرت امام حسینؑ کے اندر چلے جانے سے ناراض ہو گئے ہیں۔ وہ عرض کرنے لگیں۔ یا نبی اللہ! میں آپ کے قربان ہو جاؤں۔ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ اس لڑکے کو مت رلایا کرو۔ اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ کسی کو میرے پاس گھر میں نہ آنے دینا۔ جب امام حسینؑ تشریف لائے تو میں نے ان کو روکے رکھا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو کچھ جواب نہ دیا اور صحابہ کے پاس تشریف لائے۔ سب صحابہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ بہ تحقیق کہ میری امت اس کو قتل کریگی۔ صحابہ میں ابوبکر و عمر بھی موجود تھے۔ حضرتؐ نے ان کو دکھلا کر فرمایا۔ جہاں پر یہ شہید کئے جائیں گے۔ وہاں کی یہ مٹی ہے۔ حافظ ابو نعیم اس حدیث کو دوسرے طرق سے تحریر کیا ہے۔

عن ام سلمة قالت كان الحسن والحسين عليهم السلام يلعبان بين يدي النبي في بيتي فنزل جبرئيل فقال يا محمد ان امتك تقتل ابنك هذا من بعدك واومى الى الحسين فاتاه بتربة فشمها ثم قال ريح كرب وبلاء وقال يا ام سلمى اذا تحولت هذه التربة دما فاعلمي ان ابني قد قتل فجعلتها في قارورة

(منقول از کتاب ذبح عظیم جناب نور تقی بلگرامی ص ۱۲۳)

ام المومنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ میرے گھر میں کھیل رہے تھے پس جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہ تحقیق کہ آپ کی امت آپ کے اس بیٹے اشارہ امام حسینؑ کی طرف کیا کو قتل کر دے گی آپ کے بعد۔ اور آپؐ کو اس جگہ کی مٹی لاکر دکھائی آپؐ نے اسے سونگھ کر فرمایا اس سے تکلیف و رنج کی بو آتی ہے۔ اور آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا اے ام سلمیٰؓ جب تم اس مٹی کو دیکھو کہ خون ہو جائے تو بس سمجھ لینا کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا۔ بس میں نے وہ مٹی ایک شیشے میں رکھ لی۔
ان روایات سے ثابت ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف ذکر شہادت سنا بلکہ صحابہ کو بھی سنایا۔ معلوم ہوا ذکر شہادت حسینؑ کا سننا سیرت صحابہ بھی ہے اور سب نے حسینؑ کے مقام قتل کی مٹی دیکھی گویا زیارت قبر حسینؑ بھی نہ صرف سنت رسولؐ ہے بلکہ سیرت صحابہ کرام بھی ہے۔

رسولؐ کا حسینؑ کیلئے گریہ قبل واقعہ
ایک راوی حضرت علیؑ بھی ہیں

صواعق محرقہ۔ ابن حجر مکی۔ متوفی ۹۷۴ھ۔ ص ۱۹۳۔ اردو ص ۸۱۶۔

(واخرج) ابن سعد عن الشعبی قال مر علیؑ بکربلاء عند مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی قریۃ علی الفرات فوقف وسال عن اسم ھذہ الارض فقیل کربلاء فبکی حتی بل الارض من دموعہ ثم قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یبکی فقلت ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل آنفا واخبرنی ان ولدی الحسینؑ یقتل بشاطی الفرات

ابن سعد نے شعبی سے بیان کیا ہے کہ صفین کی طرف جاتے ہوئے حضرت علیؑ کربلا سے گزرے یہ فرات کے کنارے نینوی بستی کے مقابل ہے۔ آپ نے وہاں کھڑے ہو کر اس زمین کا نام پوچھا آپ کو بتایا گیا کہ اسے کربلا کہتے ہیں تو آپ نے بکا کیا (گریہ با آواز بلند کیا) یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے

بموضع یقال لہ! کربلا ثم قبض جبرئیل قبضۃ من تراب ایاہ فلم املک عینی ان فاضتا زمین تر ہو گئی۔ پھر فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم کے پاس گیا تو آپ بکا کر رہے تھے میں نے عرض کیا آپ کس وجہ سے گریاں کناں ہیں۔ فرمایا ابھی جبرئیل نے آکر مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ فرات کے کنارے ایک جگہ قتل ہوگا۔ جسے کربلا کہا جاتا ہے۔ پھر جبرئیل نے ایک مٹھی میں مٹی پکڑ کر مجھے سنگھائی تو میں اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکا۔ مزید ملاحظہ ہو:۔

۱۔ طبقات ابن سعد۔ ۲۔ اخبار الطوال ابو حنیفہ دنبوری۔ ج۔ ص ۲۵۰۔ اردو ص ۳۱۸ طبع لاہور۔ ۳۔ ینابیع المودۃ۔ شیخ سلیمان قندوزی۔ م ۱۲۹۴ھ اردو ص ۵۰۷۔

وہ مٹی جسے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی ام سلمیٰ کو دیا تھا۔ روز عاشورہ وقت عصر خون ہو گئی۔ ان واقعات کو ہم شواہد نبوت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ یہ اتنے مشہور ہیں کہ شعراء نے بھی ہر دور میں نظم کیا ہے۔ ایک مختصر واقعہ سنئے۔ لکھنؤ میں ایک طرحی مشاعرہ ہو رہا تھا۔ کباب شیشے میں شراب شیشے میں وغیرہ۔ جب صاحب صدر اپنا کلام پیش کر رہے تھے سامعین میں سے کسی نے کہا حضور ایک قافیہ رہ گیا۔ رسالتمآب۔ اب بھلا کوئی کیا کہے گا رسالتمآب شیشے میں۔ لیکن انھوں نے ذہن رسا پایا تھا فی البدیہہ کہا۔

حسینؑ قتل ہوئے خوں ہو گئی وہ مٹی
جو رکھ گئے تھے رسالتمآب شیشے میں

صدیاں گزر گئیں مگر آج بھی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے ۱۔ زنانہ امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی کراچی میں ایک تسبیح کے کچھ دانے وقت عصر عاشور سرخ ہو جاتے ہیں۔ سب حضرات مشاہدہ کرتے ہیں۔

۲۔ ہندوستان میں امروہہ مشہور بستی ہے۔ وہاں ایک محلہ ہے گذری۔ اس محلے میں ایک امام بارگاہ مسماۃ صغریٰ کا امام باڑہ کہلاتا ہے۔ وہاں

ایک تسبیح ہے جس کی زیارت روزِ عاشورہ کرائی جاتی ہے بعد ختم مجلس ماتم ہوتا ہے یہاں تک کہ عصر عاشور کا وقت ہو جاتا ہے اور دیکھتے دیکھتے تسبیح مبارک کے دانے سرخ ہو جاتے ہیں۔ وہ سرخی دیر تک قائم رہتی ہے پھر رفتہ رفتہ اپنی اصلی رنگت پر آجاتی ہے۔ ہزارہا لوگوں نے اس کو دیکھا ہے۔ کراچی میں جناب سید خلیق حسن نقوی صاحب اسی محلے کے رہنے والے ہیں پاکستان آنے کے بعد بھی کئی مرتبہ محرم وہیں کرنے گئے۔ ان سے بھی اس واقعے کی تصدیق ہوئی اس
اس کے علاوہ کھجوہ ضلع سارن (بہار) سے رسالہ نکلتا ہے اصلاح اس نے ستمبر اکتوبر ۱۹۸۰ء کے شمارے میں بہارستان اعجاز کے نام سے مقالہ شائع کیا ہے اس میں بھی صغرا بی کے امام باڑے میں روزِ عاشورہ مخصوص تسبیح کے دانوں کا سرخ ہونا مذکور ہے۔

اب ایک [redacted] اہم روایت ملاحظہ ہو۔

کتاب روضۃ الشہداء (منقول از ذبح عظیم جناب فوق بلگرامی صاحب ص ۲۰)

"جب جناب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو اپنے حبیب کی خدمت میں ادائے تہنیت کے لئے بھیجا۔ جبرئیلؑ نے تہنیت فرزند ادا کی اور اس کے بعد ہی تعزیت شروع کر دی۔ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سبب تہنیت تو معلوم ہوا مگر وجہ تعزیت کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ جس حلق پر آپ بوسہ دیتے رہتے ہیں آپ کے بعد تیغ جفا سے مجروح کیا جائے گا۔ پھر کسی قدر حال کربلا عرض کیا۔ حضرت سید المرسلین یہ خبر جانکاہ سنکر بہت ہی گریاں ہوئے۔ حضرت علیؑ نے رونے کا سبب پوچھا۔ اور جب واقعہ سنا تو وہ بھی رونے لگے اور اسی حالت سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لے گئے۔ جنابِ سیدہؑ نے یہ خبر جانکاہ سنی تو ایک نالہ جگر خراش کھینچا اور روتی ہوئی آنحضرتؐ کے حضور میں تشریف لے گئیں اور فریاد کیا اے پدر بزرگوار علیؑ نے آپ کی

زبانی مجھے یہ خبر سنائی ہے کہ جفا کاران امت گلوئے نورانی حسینؑ پر تیغ جفا پھرائیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں اے فاطمہؑ جبرئیل نے اسی طرح مجھ کو آگاہ کیا ہے۔ جناب سیدہؑ رونے لگیں اور کہا کہ میرے حسینؑ نے ایسی کون سی خطا کی ہے جو طفولیت میں ان پر ایسا ظلم کیا جائے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ یہ حادثہ حسینؑ کے لڑکپن میں نہ ہو گا بلکہ اس وقت ہو گا جبکہ نہ میں ہوں گا اور نہ تم ہو گی نہ علیؑ ہوں گے اور نہ حسنؑ ہوں گے۔ یہ سنکر سیدہؑ زیادہ بیتاب ہو گئیں اور فرمانے لگیں کہ اے مظلوم بے پروا تے بیکس فرزند جبکہ اُس وقت تیرے جد۔ مادر۔ برادر نہ ہوں گے تو کون ہو گا جو اُس وقت تیری مصیبت کی تعزیت بجالائے گا۔ راوی کہتا ہے کہ ہاتف نے آواز دی کہ جناب امام حسینؑ کا ماتم مصیبت زدگان اُمت قیامت تک برپا رکھیں گے۔ اور ہر سال جب وہ وقت آئیگا جس میں حسینؑ شہید ہوں گے تو وہ تعزیت حسینؑ کو تازہ کریں گے اور شرط مصیبت کو بجالائیں گے۔

روضۃ الشہداء کی اس روایت سے واضح ہوا کہ ۔

۱۔ جبرئیل علیہ السلام سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی قدر حالِ کربلا سنا معلوم ہوا ذکرِ شہادت حسینؑ کے علاوہ بھی واقعات کربلا سننا سُنتِ رسولؐ ہے۔

۲۔ اور اس واقعہ کو سرکارؐ نے حضرت علیؑ سے بیان کیا۔ معلوم ہوا واقعاتِ کربلا بیان کرنا بھی سُنتِ رسولؐ ہے۔

۳۔ اور جب حضرت علیؑ نے سنا اور پھر حضرت علیؑ سے جناب سیدہؑ نے سنا تو معلوم ہوا واقعاتِ کربلا بیان کرنا سیرتِ صحابہ بھی ہے۔ اور ان واقعات کا سننا عورتوں کے لئے بھی سیرتِ جناب سیدہؑ ہے۔ لہٰذا گر واقعات کربلا سننے کا اہتمام عورتیں کرتی ہیں مجلس برپا کرتی ہیں تو ہرگز محل اعتراض نہیں۔

مادران را اسوۂ کامل بتولؑ (علامہ اقبال)

۴۔ ہاتف غیبی کی آواز آئی عزاداری قیامت تک ہوتی رہے گی۔ یہ اللہ کا فرمان

ہے نبی سے وعدہ ہے۔ چودہ سو برس تو گزر گئے۔ ہر چند عزاداری روکنے کی کوششیں ہوئیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بو اللہبی (علامہ اقبال)

اور بحمد للہ باوجود کوششوں کے۔ قتل و غارتگری کے عزاداری کا سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔ انداز بدل سکتے ہیں۔ آج آپ دیکھ لیں مجالس کے ساتھ سمپوزیم۔ سیمینار۔ بھی امام حسینؑ کی شخصیت پر ہونے لگے ہیں کہ نہیں۔ جو ہوا کے رخ کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ وعدہ الہٰی پورا ہونے کے سامان کی طرف بھی نشاندھی کرتے ہیں۔ یہ وعدہ الہٰی ہے۔ ہم نے اتمام حجت کے لئے پیش کر دیا۔ اب جو بھی روکنے کی کوشش کرے گا۔ وہ اپنا انجام سوچ لے کہ کیا ہو گا۔ ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں۔ آگے آپ کی مرضی۔

چلئے اگر آپ کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی مت مانئے مت عمل کیجئے۔
کچھ قیامت کے لئے بھی رہنے دیجئے۔ جو غلط کار ہو گا خود سزا پائے گا۔

آپ نے واقعہ کربلا کی پیشن گوئیاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانی ملاحظہ کیں۔

اب بعد واقعہ کربلا سرکار کا ذکر شہادت بیان کرنا اور گریہ بھی دیکھ لیجئے تاکہ بات مکمل ہو جائے۔

اس سے پہلے۔ بخاری شریف کی حدیث کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے واقعی دیکھا۔ ملاحظہ ہو:۔

بخاری شریف ج ۳۔ پارہ ۲۸۔ کتاب خواب اور اس کی تعبیر باب ۱۰ حدیث نمبر ۱۶۔ ترجمہ مرزا حیرت دہلوی۔ ص ۶۲۵۔

عبداللہ بن یوسف ۔ لیث ۔ ابن ہاد ۔ عبداللہ ابن خباب

عن ابو سعید الخدری سمع ان النبیؐ یقول من رآنی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتکوننی۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے واقعی دیکھا اس لیے کہ شیطان میرے بھیس میں نہیں آسکتا۔

(۳) مزید ملاحظہ ہو لغات الحدیث کتاب 'ر' ص ۱۳

جس نے مجھے خواب میں دیکھا | مدارج النبوۃ ج ۱۔ اردو ص ۲۷۲
اس نے بیداری میں دیکھا | نولکشور پریس۔ عبدالحق محدث دہلوی

متوفی ۱۰۵۲ھ۔ " اور حدیث مسلم میں آیا ہے من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ" یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے حقیقت میں دیکھا۔

سب سے پہلے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کا خواب :۔ البدایہ والنہایہ ۔ ابن کثیر دمشقی م ۷۷۴ھ ج ۸ اردو ص ۱۱۰۵ ۔

" امام احمد نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن اور عفان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن سلمہ نے عمار بن ابی عمار سے بحوالہ حضرت ابن عباس ہم سے بیان کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ۔

میں نے دوپہر کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پراگندہ مو غبار آلود حالت میں دیکھا اور آپ کے پاس ایک شیشی ہے جس میں خون ہے میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ حسینؑ اور اس کے اصحاب کا خون ہے میں مسلسل اسے جمع کر رہا ہوں۔ عمار نے بیان کیا کہ ہم نے اس روز کو شمار کیا تو ہمیں معلوم ہوا آپ اسی روز قتل ہوئے ہیں۔"

اسی صفحے پر اسی کتاب میں دوسرے طرق سے جو روایت ہے اس میں یہ اضافہ ہے۔ " آپؐ نے فرمایا تجھے معلوم ہے میرے بعد میری امت نے

کیا کیا ہے؟ حسینؑ کو قتل کر دیا اور یہ اُس کا اور اس کے اصحاب کا خون ہے۔ میں ان خونوں کو اللہ کے حضور پیش کروں گا۔" مزید ملاحظہ ہو۔

خواب حضرت عبداللہ ابن عباسؓ۔ شہادت امام عالی مقام۔

احیاء العلوم۔ امام محمد غزالی م ۵۰۵ھ ج۔۴۔ اردو کراچی ص ۴۷۱۔

"ایک بار حضرت ابن عباسؓ سوتے تھے نیند سے بیدار ہوئے "انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اور فرمایا کہ بخدا حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ اور یہ معاملہ آپ نے قبل شہادت کے پہونچنے دیکھا تھا۔ آپ کے یاروں نے اس کو نہ مانا تو آپ فرمایا کہ میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و (آلہ) وسلم کو دیکھا کہ ایک شیشے میں خون لئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تجھے معلوم نہیں کہ میری امت نے میرے بعد کیا کیا۔ میرے لڑکے حسینؑ کو شہید کر دیا اور یہ اس کا اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لیجاؤں گا۔ چوبیس روز کے بعد آپ کی شہادت کی خبر آئی کہ جس روز حضرت ابن عباس نے (خواب) دیکھا تھا اسی روز شہید ہوئے ہے۔"

خواب بی بی ام المومنین ام سلمیٰ ملاحظہ ہو۔

ترمذی شریف ج۔۲۔ حدیث نمبر ۱۷۰۶۔ مترجم ص ۷۳۶

حدثنا ابو سعید الاشجع نا ابو خالد الاحمر نا رزین قال حدثنی سلمیٰ رضی قالت دخلت علی ام سلمیٰ وھی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعنی فی المنام وعلی راسہ ولحیتہ التراب فقلت مالک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال شھدت قتل الحسین انفا۔

ابو سعید اشج۔ ابو خالد احمر۔ رزین حضرت سلمیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ میں (یعنی حضرت سلمیٰ) حضرت ام سلمیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں۔ حضرت ام سلمیٰ رضی نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (خواب میں) دیکھا کہ سر اور داڑھی پر خاک و غبار پڑا ہے میں نے

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا بات ہے یہ گرد و غبار کیسا
آپؐ نے فرمایا میں ابھی حسینؑ کی شہادت میں حاضر اور شریک ہوا ہوں۔
مزید ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ابنِ کثیر دمشقی م۔ ۷۷۴ھ (ع) ص ..
ج ۸۔ مکتبہ۔ یہ سب اتنے مشہور و متواتر ہیں کہ مزید حوالہ جات کی ضرورت نہیں
معلوم ہوا سرکارؐ نے ذکرِ شہادت نہ صرف قبل از واقعہ بیان فرمایا بلکہ
شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام بھی سرکارؐ نے اس ذکر کو بیان فرمایا
اب آخر میں ایک واضح فتویٰ بھی پیشِ خدمت ہے۔

جواز مجالس عزا و مرثیہ۔ واضح فتویٰ ملاحظہ ہو کتاب فتاوے
عزیزیہ۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ اردو۔ کراچی ص ۱۷۷۔
سوال:۔ میلاد کی اور عشرہ محرم کی مجالس منعقد کرنا کیسا ہے۔
جواب:۔ (رقعہ) خانصاحب عالی مراتب مجمع خوبیہا و الطاف قدر
علا رسلامت فقیر عبدالعزیز کی جانب سے بعد سلام مسنون کے واضح رہے
مبارک ہو کہ عنایت نامہ سامی ملا۔ جو مرثیہ خوانی وغیرہ کے استفسار میں ہے۔
بالفعل جو کچھ معمول اس فقیر کا ہے۔ لکھتا ہے اسی سے قیاس کرلینا چاہیے
سال میں دو مجالس فقیر خانے پر منعقد ہوا کرتی ہیں۔ مجلس ذکر وفات شریف
اور مجلس شہادت حسینؓ اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے دو ایک دن
قبل منعقد ہوتی ہے۔ چار پانچ سو بلکہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں۔ درود شریف
پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد جب فقیر باہر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں اور فضائل
حسینؑ کا ذکر جو احادیث شریف میں وارد ہے بیان کیا جاتا ہے اور جو کچھ
احادیث میں ان بزرگوں کی شہادت کا ذکر ہے اور روایات صحیحہ میں جو
کچھ تفصیل بعض حالات کی ہیں اور ان حضرات کے قاتلوں کی بد عنوانی
کا بیان ہے وہ ذکر کیا جاتا ہے۔ بعض تکلیفیں جو ان حضرات کو پہنچیں جو

روایات معتبرہ سے ثابت ہیں بیان کی جاتی ہیں اور اس ضمن میں بعض مرثیہ
جو جن و پری سے حضرت اُمِ سلمیٰؓ۔ و دیگر صحابی نے سنا ہے وہ بھی ذکر کیا
جاتا ہے اور وہ خوابہائے وحشتناک ذکر کئے جاتے ہیں جو حضرت ابن عباسؓ
ور دیگر صحابہ نے دیکھے تھے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی
للہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے نہایت رنج والم ہوا۔ پھر ختم قرآن مجید
کیا جاتا ہے اور پنج آیت پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود ہوتی ہے اس پر
فاتحہ کیا جاتا ہے اور اس اثنار میں اگر کوئی شخص خوش الحان سلام
پڑھتا ہے یا مرثیہ شروع پڑھا جاتا ہے (سننے کا اتفاق ہوتا ہے) اکثر
حضار مجلس اور خود فقیر پر گریہ و بکا لاحق ہو جاتا ہے۔ اگر یہ سب چیزیں
اسی طرح فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتیں تو ہرگز ان پر اقدام نہ کرتا۔ اس کے
علاوہ دیگر امور خلاف شرع ہیں احاجت بیان نیست والسلام ۱۲۳۸ء

یہ فتویٰ بصورت خط جناب احمد یار خاں کش گنج گنگھڑ کے نام ہے۔

شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی مسلک اہلِ سنت میں ایک اہم ستون کی حیثیت
رکھتے ہیں۔ مشہور کتاب تحفۂ اثنا عشری ان ہی بزرگ نے پیش کی ہے۔
میں سمجھتا ہوں کہ اتنے شواہد پیش کرنے کے بعد اب کسی کو مجالس عزا امام
حسین علیہ السلام پر شاید ہی اعتراض ہو سکے۔ یہ احیار سنت ہے۔
بحمد للہ اس میں سنی شیعہ سب برابر حصہ لیتے ہیں۔ کراچی میں اہلسنت حضرات
میں جناب یعقوب کیماڑی والے۔ جناب محمد شفیع اوکاڑوی۔ ان کے فرزند
کی تقاریر آج بھی کانوں میں گونجتی ہے۔ ان کے کیسٹ بھی باآسانی دستیاب
ہیں۔ اسی طرح جناب فیروز رحمانی صاحب۔ جناب محمد اصغر درس صاحب
اور ان کے بھائی جناب محمد اکبر درس صاحب جن مجالس ذکرِ شہادت سے
انھوں نے امسال خطاب کیا ان کے اور کئی دوسرے خطیبوں کے بڑے بڑے
پوسٹر اب بھی کراچی کی دیواروں پر آویزاں نظر آتے ہیں۔ کہاں تک

کیا جائے نا انصافی ہو گی اگر اس فہرست میں جناب اشفاق چشتی صاحب کا ذکر نہ کرو ان کے محلے خیر شاہ میں بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب یادگار ہیں ۔ یہ تو سکھر جی کے اہلِ سنت علماء کا ذکر خدا ان کی سعی قبول فرمائے ان کے علاوہ اور جانے کتنے ہوں گے ۔ جن کا ذکر نہیں کر سکا ۔

جنگ ۳۰ مئی ۱۹۹۷ء کے مطابق میلاد کمیٹی سکھر نے امسال ایک نقر "شہادت حضرت امام حسینؓ اور بقائے اسلام" منعقد کی جس میں جناب محمد غیاث الد قادری ۔ جناب محمد امین قادری و جناب سید شمس الحسن سہروردی صاحبان نے خطاب کیا اور خیر پور میرس میں اہلِ سنت کی طرف سے غمِ حسینؑ منایا گیا ۔ پھول باغ میں یادگا جلسہ ہوا ۔ علامہ محمد ادریس ڈاہری نے خطاب کیا ۔

ایک عالم با عمل مولانا حافظ محمد اسمٰعیل مرحوم خطیب مسجد اہلِ حدیث بلاک ۱۹ سرگو کا معمول بھی ملاحظہ فرمائیں اقتباس از ماہنامہ احقاق الحق سرگودھا ۔

ج ۔ ۷ ۔ شمارہ ۲۳ ۔ ماہ صفر و ربیع الاول ۱۴۱۷ھ ص ۹ ۔

" وہ شب عاشور شہادت امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کے موضوع پر خطاب فرمایا کرتے تھے جس میں وہ دردناک انداز کے ساتھ جب اہلِ رسولؐ پر مصائب و آلام بیان فرماتے تھے تو حاضرین پر رقت طاری ہو جاتی ۔۔ وہ کربلا اور کوفے و شام سے امام علی زین العابدین علیہ السلام کی مدینۂ منورہ کو واپسی کے حالات بیان کرتے ہوئے

امام محمد باقر علیہ السلام کے اس استفسار پر کہ یعنی بندش آب ہو گئی تو پھر بچوں کا کیا حال ہوا ہو گا ؟

اس موقعہ پر جناب حافظ صاحب رحمت اللہ علیہ پر سوز لہجہ میں یہ شعر پڑھتے تھے

گفت زین العابدینؑ غم تازہ کردی اے پسر
تو نہ دیدی ۔ واقعات کربلا من دیدہ ام

تو سامعین بے حال ہو جاتے تھے ۔

نوٹ :۔ امام محمد باقرؑ کربلا میں موجود تھے کم سن تھے شاید کم سنی کی وجہ سے شاعر نے کہا۔ تو نذ دیدی ....دانگہ

یہ بات بھی اہم ہے کہ جب کسی سُنّت کو اُمتی ترک کر چکے ہوں یا کر رہے ہوں تو ان کو احیاء کرنے والے کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔ حسین علیہ السلام کسی کی جاگیر نہیں ہیں۔ چند مصرعے سماعت فرمائیں۔

حسینؑ تیرا حسینؑ میرا
حسینؑ سب کا حسینؑ جگ کا
حسینؑ رب کا

خدارا ذکرِ حسینؑ کو ادائیگی اجرِ رسالت کا ذریعہ ہی رہنے دیں۔
خدا ہماری اس حقیر کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس تحریر سے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے میں مدد ملے۔ آمین

مکرر

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ
جوش ملیح آبادی (مرحوم)

چار مصرعے اور ملاحظہ فرمائیں۔

اوہام کو ہر گام پہ ٹھکراتے ہیں ادیان سے ہر قدم پہ ٹکراتے ہیں
لیکن جب کوئی لیتا ہے نام حسینؑ ہم اہلِ خرابات بھی جھک جاتے ہیں

ہر سال عزاداری کا اہتمام کیوں؟

ہم پھر عرض کریں گے کہ عزاداری امام علیہ السلام۔ ادائیگی اجر رسالت کا ذریعہ ہے اور ادائیگی اجر رسالت بہ نص قرآن واجب ہے۔ اس سے قطع نظر۔ ذکر حسینؑ و اہل بیتؑ رہنما سنت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ میرے بھائی ذکر حسینؑ وغیرہ تو رہنے دیجئے سنت ہی کا فائدہ ہے۔

ہر سال اہتمام بھی سنت ہے

کچھ واقعات خیر ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ بھی چاہتا ہے ان کو یاد رکھا جائے ان کی یادتازہ کی جائے۔ مثال کے طور پر حج ہی کو لے لیجئے۔

حضرت ابراہیمؑ نے بحکم خدا اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے لٹایا تھا لیکن اللہ کو ان کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اس واقعہ کے اعادہ کے لئے حج کو فرض کر دیا کہ قیامت تک لوگ اس واقعہ کو یاد کرتے رہیں آج ہزاروں جانوروں کی قربانی ہوتی ہے۔ حد یہ ہے کہ قربانی کے جانور کے گلے میں جو پٹہ ہوتا ہے اسے بھی شعائر اللہ کہا۔

علامہ اقبال نے کہا۔ اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنیٔ ذبح عظیم آمد پسر

جب باپ نے حکم خدا پر بیٹے کے گلے پر چھری رکھی اللہ نے کہا اے ابراہیم آپ نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا وفدیناہ بذبح عظیم ہم نے اس کو ذبح عظیم سے بدل دیا۔ بس میرے بزرگ دوستو اب اگر اس ذبح عظیم کی یادتازہ کی جائے تو اعتراض کیوں؟ شاید یہی وجہ تھی کہ تمام بزرگان دین محرم کے ایام میں غم حسین علیہ السلام مناتے ہیں۔ دیکھو ہمارا رسالہ مع دو رسالہ سر الشہادتین اور کلمۂ عشرہ۔ اسی رسالے میں اپنے مقام پر شاہ عبد العزیز محدث

دہلوی کا عمل درج ہے کہ ہر سال ان کے "فقیر خانے" پر دو مجلسیں منعقد ہوتیں ایک ذکر وفات پیغمبرؐ اور ایک ذکر شہادت امام حسین علیہ السلام کے سلسلے میں جہاں ذکر شہادت بھی ہوتا نوحہ و مرثیہ بھی پڑھا جاتا۔ لوگوں اور عبدالعزیز محدث دہلوی پر گریہ بکا لاحق ہوتا۔ یہ ہر سال ہوتا تھا۔ اگر جائز نہ ہوتا تو وہ کیوں ایسا کرتے کم از کم اہل سنت حضرات کے لئے ان کا عمل ہی کافی ہے۔ ممکن ہے کوئی کہے کہ یہ حج کے لئے مخصوص حکم ہے آیئے رسولخداؐ کا عمل دیکھیں کیا وہ بھی اہم واقعات کی یاد تازہ کرتے تھے یا نہیں سب سے پہلے بخاری شریف۔

بخاری شریف ج۔۲۔ کتاب المغازی۔ باب ۲۹۵۔ حدیث ۱۲۵ عمرو بن خالد۔	رسول خدا نے شہدائے احد پر نماز عرصے کے بعد بھی پڑھی معلوم ہوا واقعہ کو یاد کرنا بھی سنت ہے۔

لیث بن سعد۔ یزید بن ابی حبیب۔ ابوالخیر مرثد۔ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم ایک دن احد کی طرف گئے۔ اور شہدائے احد پر مثل نماز جنازہ نماز پڑھی (خرج یوماً فصلی علیٰ اہل احد صلواتہ علی المیت) ..... الخ معلوم ہوا اسلام کے اہم واقعات کی یاد تازہ کرنا بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔ ممکن ہے کہ شیطان دل میں وسوسہ ڈالے کہ اس سے ہر سال کا اہتمام تو ثابت نہیں۔ اور آگے چلئے۔

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال احد تشریف لے جاتے جب پہاڑ کی شعب ظاہر ہوتی شہداء کی قبروں کو سلام کرتے کہتے تم پر سلام ہو تمہارے صبر کی وجہ سے عاقبت کا گھر اچھا ہے۔ (درمنثور سیوطی ج۔۴۔ ص۵۸)	ایک نص! واخرج ابن المنذر وابن مردویہ عن انسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و(آلہ) وسلم کان یاتی احد کل عام واذا لقوۃ الشعب سلم علی قبور الشہداء فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبیٰ الدار۔

اہم واقعات کی یاد تازہ کرنا سیرت خلفاء راشدین بھی ہے۔

واخرج ابن جریر محمد بن ابراہیمؒ قال کان النبی صلی اللہ علیہ و (آلہ) وسلم یاتی قبور الشہداء علی رأس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ وابوبکر وعمر وعثمان

محمد بن ابراہیمؒ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء کی قبروں پر جاتے اور سلام پڑھا کرتے تھے اسی طرح ابوبکر و عمر و عثمان بھی آتے رہے۔

دیکھو (درمنثور حافظ امام جلال الدین سیوطی ۔ تفسیر سورۃ رعد ۔ ج ۴ ۔ صفحہ ۵۸ ۔ مطبوعہ مصر۔)

اب آیئے واقعات کربلا کے سلسلے کہ حضرت رسولخدا نے اس ہونیوالے واقعہ کا ذکر تقریباً ہر سال کیا ہے۔

وقت ولادت حسینؑ | ذخائر العقبیٰ ۔ فی مناقب ذوی القربیٰ ۔ حافظ محب الدین احمد بن عبداللہ الطبری ۔ م ۶۹۴ھ طبع مصر ص ۱۱۹ ۔

ما روت اسماء بنت عمیس قالت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن الحسن یوم سابعہ بکبشین املحین واعطی القابلۃ الفخذ وحلق راسہ وتصدق بزنۃ الشعر ثم طلی راسہ بیدہ المبارکۃ بالخلوق ثم قال یا اسماء الدم من فعل الجاھلیۃ فلما کان بعد حول ولد الحسین فجاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ففعل مثل الاول قالت وجعلہ فی حجرہ فبکی صلی اللہ علیہ وسلم قلت فداک

جو روایت بیان کی اسماء بنت عمیس نے کہا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امام حسن علیہ السلام کے بارے میں جب یہ ان کی پیدائش کے ساتویں روز دنبہ ذبح کیا اور اس کی ایک ران دایہ کو دی آپ کا سر منڈوایا اور سر کے بالوں کی برابر چاندی صدقہ دی۔ اور ثم طلی آپ نے سر مبارک پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا اے اسماء خون بہانا جاہلیت کا کام ہے مگر جب

ابی وامی ثم بکا وک فقال ابنی
هذا یا اسماء انه تقتله الفئة
الباغیة من امتی لا تخبری فاطمه
فانها قریبة عهد بولادة خرجه
الامام علی بن موسی الرضا
وعن جعفر بن محمد عن ابیه
ان فاطمه خلقت حسناً وحسیناً
یوم سابعهما فوزنت شعرهما
فتصدقت بوزنه فضة خرجه
الدولابی ۔

ایک سال کے بعد امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو پھر پیغمبرؐ۔ تشریف لائے اور وہی کام کیا جو امام حسن علیہ السلام کے بارے میں کیا۔ اسمار نے کہا امام حسینؑ کو اپنی گود میں لیا تو پیغمبرؐ نے گریا فرمایا۔ رو دیے۔ میں نے کہا میرے باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ آپ کا رونا کس وجہ سے ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اے اسمار میرے اس بیٹے کو میری امت کا ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ اللہ ان کو میری شفاعت نصیب نہ کرے۔ اے اسماء اس بات کی خبر فاطمہؐ کو نہ دینا کیونکہ ان کے یہاں ولادت ابھی ابھی ہوئی ہے روایا امام علی ابن موسیٰ نے اپنے والد سے انھوں نے جعفر صادقؑ سے انھوں نے اپنے والد سے کہ فاطمہؐ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا سر منڈوایا ان کی ولادت کے ساتویں دن اور ان کے سر کے بالوں کی برابر چاندی صدقہ دی۔

ولادت کے سال بھر بعد ذکر شہادتؑ

مقتل خوارزمی ص ۱۶۳ کی روایت ہے۔
"امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے پورے ایک سال کا زمانہ گزر گیا تو رسول اللہ کے پاس بارہ ملک اس عالم میں آئے کہ ان کے چہرے سرخ اور بال پریشان ..... رسول اکرمؐ کو یہ خبر دیتے ہوئے کہ عنقریب آپؐ کے فرزند پر وہی مصیبت نازل ہونے والی ہے جو قابیل کی طرف سے ہابیل پر نازل ہوئی تھی (یعنی شہید کیا جائے گا) حسینؑ کو ہابیل کا اجر ہوگا اور قاتل پر قابیل جیسا بارِ گناہ

ہوگا اس کے بعد ملائیکہ کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا اور آسمان پر کوئی فرشتہ نہیں بچا جس نے حضرتؐ کو حسینؑ کے قتل اور اس کے اجر و ثواب کی خبر نہ دی ہو۔ ملائیکہ نے تربت حسینؑ بھی آپ کے سامنے پیش کی اور آپ برابر یہی کہتے رہے خدایا جو حسینؑ کو چھوڑ دے تو اسے چھوڑ دے جو اسے قتل کرے تو اسے قتل کر دے اور اس کی مراد پوری نہ کر"

ولادت کے دو سال بعد

اور جب امام حسینؑ کی ولادت کو دو سال پورے ہوئے تو حضرتؐ ایک سفر میں تھے۔ اتفاقاً درمیان راہ کھڑے ہو گئے اور اِنَّا لِلّٰہِ ارشاد فرمایا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ فرمایا جبریلؑ مجھے خبر دے رہے ہیں کہ فرات کے کنارے ایک زمین جس کا نام کربلا ہے اور وہیں میرا فرزند حسینؑ شہید ہوگا سوال کیا گیا حسینؑ کا قاتل کون ہے فرمایا ایک شخص ہوگا جس کا نام یزید ہوگا۔ خدا اسے برکت نہ دے گویا میں اس منظر کو دیکھ رہا ہوں۔ جب حسینؑ کا مدفن کربلا میں ہوگا اور ان کا سر بطور ہدیہ یزید کے سامنے پیش ہوگا۔ خدا کی قسم جو میرے فرزند کے سر کو دیکھ کر خوش ہوگا خدا اس کے قلب و زبان میں اتفاق نہ دے گا۔ اس کی زندگی منافق کی زندگی ہو گی اس کے بعد حضرت سفر سے رنجیدہ و غمگین واپس ہوئے اور منبر پر تشریف لیجا کر خطبہ ارشاد فرمایا حسنؑ و حسینؑ آپ کے سامنے تھے۔ خطبہ ختم کر کے آپ نے اپنا ہاتھ حسینؑ کے سر پر رکھا اور رخ آسمان کی طرف کیا عرض کی خدایا میں تیرا رسول اور تیرا بندہ محمدؐ ہوں۔ یہ دونوں میری پاکیزہ عترت اور بہترین ذریت ہیں۔ یہی میرے وارث و جانشین ہیں۔۔۔۔ خدایا جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ میرا حسینؑ بے یار و مددگار شہید ہوگا۔۔۔۔ یہ سننا تھا کہ مسجد نالہ و شیون کی آوازوں سے گونج اٹھی۔ حضرت نے فرمایا تم لوگ رو تو رہے ہو اور میرے حسینؑ کی مدد نہیں کرتے۔ خدایا تو حسینؑ کا ولی

و مددگار بن جا۔ خوارزمی نے یہ جو مرسل اعظم کا امہات المومنین کے گھروں پر وقتاً فوقتاً صف ماتم بچھانے اور ذکر مقتل حسینؑ کا بیان درج کیا ہے ممکن ہے سالانہ مناسبت کی بناء پر ہی ہو۔ یہ ہے سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کیا اب بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ سالانہ اہتمام کیوں ہے؟ (ماخوذ از مقالہ مطبوعہ رسالہ سرفراز لکھنؤ ۱۳۹۰ھ)

ان مقالے میں ۱۹ مواقع بیان کئے گئے ہیں جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر شہادت بیان فرمایا ہے اور ہر ایک کے لئے مستند کتب اہلسنت کے حوالے دیئے ہیں۔ جسے دلچسپی ہو ملاحظہ فرمالے۔

آئمہ اثنا عشر کا یہی وطیرہ رہا مثلاً امام رضا علیہ السلام کا روز عاشورہ مجلس ذکر شہادت حسینؑ برپا کرنا۔ دعبل سے مرثیہ پڑھوانا مشہور ہے۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں اس کا ذکر کیا ہے۔

دعبل کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عاشورے کے دن امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا آپؑ اصحاب کے حلقے میں نہایت محزون و غمگین بیٹھے ہوتے ہیں..... مجھ سے فرمایا اے دعبل چونکہ آج یوم عاشورہ ہے اور یہ دن ہمارے لئے انتہائی رنج و غم کا دن ہے لہٰذا تم میرے جد مظلوم امام حسینؑ کے مرثیے سے متعلق کچھ شعر پڑھو۔ فرمایا اے دعبل جو شخص ہماری مصیبت پر روئے یا رلائے اس کا اجر خدا پر واجب جس کی آنکھ ہمارے غم میں تر ہو وہ ہمارے ساتھ محشور ہوگا۔ اے دعبل جو شخص ہمارے حضرت امام حسینؑ کے غم میں روئے گا خدا اس کے گناہ بخش دے گا۔ اس کے بعد آپؑ نے پردہ کا اہتمام کیا۔ پس پردہ مخدرات عصمت تشریف فرما ہوئیں دعبل نے مرثیہ پڑھا۔ گریہ و بکا ہوا۔ الخ (ماخوذ از چودہ ستارے مولانا نجم الحسن کراروی صاحب اعلی اللہ مقامہ)

تمام آئمہ اور ان کے پیرو کاروں کا یہی حال تھا۔ امام زین العابدینؑ

سے کسی نے تقریب خوشی میں شرکت کی درخواست کی آپؑ نے فرمایا میرے والد کی مجلس عزا بر پا کر۔ ایسا ہی ہوا۔ آپؑ نے شرکت فرمایا۔ صوفیائے کرام جنھوں نے برصغیر پاک و ہند میں اسلام پھیلایا۔ سب کا یہی حال تھا۔ جو کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اب ایک اور اعتراض اور اس کا حل ملاحظہ ہو

امام حسینؑ اور سورۃ بقر کی آیت نمبر ۱۹۵

آیۃ کریمہ ہے۔ لا تلقوا بیدیکم الیٰ التھلکہ۔

اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ سوال کیا گیا کہ فتح کے تمام مادی وسائل منقطع ہو جانے کے باوجود امام حسینؑ بیعت یزید سے انکار ہی کرتے رہے۔ کیا یہ انکار معاذ اللہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف نہ تھا؟

میرے بھائی قرآن کریم معجزہ ہے اس کا اصل مطلب اصل مفہوم وہی ہو گا جو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتائیں گے۔

جن صحابہ کرام نے سرکار کو دیکھا ان سے قرآن اس کے مفاہیم کو سمجھا۔ یاد رکھا۔ اس پر عمل کیا اور ان مطالب کو بلا تحریف ہم تک پہونچایا۔ یقیناً ان کا احسان ہے۔ ان تمہیدی جملوں کے اس آیت کے ذیل ترمذی شریف تالیف ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ۔ م۔ ۲۷۹ ھ کی درج ذیل حدیث ملاحظہ ہو۔ اس حدیث سے اس آیت کا شان نزول اور صحیح مفہوم سب سمجھ میں آئے گا۔ اختصار کے پیش ہم صرف ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو ترمذی شریف ج۔ ۲ ص ۲۶۶

"عبد بن حمید۔ ضحاک بن مخلد۔ ابو عاصم۔ نبیل۔ حیواۃ بن شریح۔ یزید بن ابی حبیب۔ حضرت ابو عمران سے روایت ہے کہ ہم لوگ شہر روم میں تھے (محاصرہ کئے تھے) روم والوں کی ایک بڑی جماعت مقابلے کیلئے نکلی مسلمان بھی ان کے برابر یا ان سے زیادہ تعداد میں نکلے۔ مصر والوں پر

عقبہ بن عامر حاکم تھے اور (پوری) فوج پر فضالۃ بن عبید (سردار) تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے روم والوں کی صف پر حملہ کر دیا اور ان میں گھس گیا۔ یہ دیکھ کر لوگ چیخ اٹھے اور کہا سبحان اللہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ (اشارہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۵ کی طرف تھا) اس پر حضرت ابوایوب انصاری نے کھڑے ہو کر فرمایا تم اس آیت کی تاویل کرتے ہو حالانکہ یہ آیت ہم لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب اسلام کو اللہ نے غالب کر دیا اور اس کے مددگار زیادہ ہو گئے تو ہم میں سے بعض نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر آپس میں چپکے چپکے کہا کہ ہمارا مال برباد ہو گیا اور اسلام کو اللہ نے غلبہ دیدیا ہے اور اس کی مدد کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے تو ہم لوگ ایسا کیوں نہ کریں کہ اپنے مال کھیتوں باغوں میں ٹھہریں (یعنی اس کی طرف توجہ دیں) اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر ہماری بات کا جواب دیتے ہوئے اور ہمارے خیال کا ذکر کرتے ہوئے یہ آیت نازل کی۔
(وانفقوا فی سبیل اللہ الخ) تو مرنا اور ہلاک ہونا تو یہ ہوا کہ ہم اپنے مالوں پر ٹھہریں ان کو ٹھیک کریں اور جنگ و جہاد کو چھوڑ دیں۔ چنانچہ حضرت ابوایوب ہمیشہ اللہ کی راہ میں گھر سے باہر رہے۔ آخر روم کی سر زمین میں مدفون ہوئے"، آپ کو یہ حدیث ترمذی شریف کے علاوہ مستدرک حاکم۔ اسباب نزول (تاج کمپنی) سنن ابی داؤد وغیرہ میں بھی مل جائے گی۔ اس مستند حدیث سے چند باتیں سامنے آئیں۔

(۱) اللہ کی راہ میں جہاد کا ترک کرنا ہی اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے خصوصاً جبکہ اس کی ضرورت ہو۔ ۲۔ حاکم فوج فضالۃ تھے ۳۔ ابوایوب انصاری شہادت پا گئے راہ خدا میں قتل و دیگر صعوبتوں کے خوف سے راہ خدا میں سعی سے پہلو تہی کرنا ہی ہلاکت ہے۔ کتنے ہی انبیاء گزرے ہیں الغفور۔ نیز

کیا کیا مصیبتیں نہیں اٹھائیں۔ کوئی کھولتے کڑھاؤ میں ڈالا گیا۔ کوئی آرے سے چیرا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کو لے لیجیے۔ نمرود نے کتنی بڑی آگ ان کے لیے تیار کرائی تھی اور وہ آگ کب سے روشن تھی وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ سارا انتظام انھیں زندہ جلانے کے لیے ہی ہو رہا ہے۔ وہ اس آگ کو دیکھ رہے تھے جس کے بلند شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ تو کیا وہ نمرود کی خدائی کا اقرار کر لیتے۔ اپنی جان بچا لیتے۔ انھوں نے نمرود کی خدائی کا اقرار نہ کر کے کیا اپنے آپ کو جان بوجھ کر ہلاکت میں ڈالا۔ نہیں وہ جانتے تھے کہ اس وقت حق پر ڈٹے رہنا ہی عین منشائے پروردگار ہے اسی کو استقامت فی الدین کہتے ہیں۔

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ تقیہ حرام ہوتا ہے۔ اس کا فیصلہ امام معصومؑ اور نبیؐ سے بہتر کون کر سکتا ہے کہ کیا محل تقیہ ہے کیا نہیں ہے۔ استقامت فی الدین ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ اس کو ہلاکت میں ڈالنا کہنا ہی غلط ہے۔ امام حسینؑ نے بھی جس پامردی سے استقامت فی الدین کا مظاہرہ کیا انہیں کا حصہ تھا۔

وہ ایک طرف سیرت امام حسنؑ پر عمل کرتے ہوتے کہ مومنین کا خون محفوظ ہو جائے اپنے ساتھیوں کو جانے کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کو رخصت کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنی طرف سے کسی قسم کی بھی قربانی سے گریز نہیں کرتے۔

اگر کوئی مادی سوچ رکھنے والا یہ کہے کہ جب امام حسینؑ سمجھ رہے تھے کہ چاروں طرف سے کثیر تعداد کے لشکروں میں گھر چکے ہیں۔ مادی فتح کے امکانات ختم ہو چکے ہیں۔ وہ معاذ اللہ دفع الوقتی کے طور پر بیعت کر لیتے پھر بعد میں دیکھا جاتا۔ یاد رکھیے اسلام واحد مذہب جو حکم دیتا ہے کہ نہ صرف مقصد پاک اعلیٰ ہو بلکہ اس کے حصول کا ذریعہ بھی پاک و اعلیٰ ہونا چاہیے۔

یہ سوچ ان لوگوں کی تو ہو سکتی ہے جو اسلامی سیاست کے بجائے سیکاولی کی سیاست پر ایمان رکھتے ہوں جو دین و مذہب کو دنیاوی آسائشوں کے حصول کے لیے استعمال کرنے ہی کو عین ایمان سمجھتے ہوں دوسرے لفظوں میں جن کا قیامت پر۔ روز جزا پر ایمان نہ ہو۔ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست لیکن جو جانتے ہوں کہ خدا سچے اور عادل ہے۔ آج نہیں کل اس قربانی کا صلہ ضرور ملے گا۔ جنھیں یقین کامل ہو کہ وہ حق پر ہیں۔ منزل امتحان میں ہیں۔ وہ کبھی اس طرح سوچ ہی نہیں سکتے۔

سنت نبی علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شعب ابی طالب میں تین برس محصور رہے۔

کفار مکہ نے غذا وغیرہ پر ہر قسم کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ فاقے پڑے۔ پتے ابال کر بسر اوقات کی۔ کیا رسول اللہ نے کفار کا کہنا مان لیا۔ کیا لا الہ الا اللہ کہنا چھوڑ دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

حضرت ابراہیمؑ کے سامنے بھی مادی وسائل ختم ہو چکے لیکن حق پر قایم رہے۔

استقامت فی الدین فعل مستحسن ہے۔ سیرت انبیاء کرام اور سنت خاتم النبیین علیہ السلام بھی ہے اور امام عالی مقام نے اسی پر عمل فرما کر رہتی دنیا کے سامنے نظیر قایم کر دی کہ حق کی خاطر کتنی بڑی سے بڑی قربانی دی جا سکتی ہے۔ ان کی اس عظیم قربانی نے کمزوروں کو حق پر جمے رہنے کا حوصلہ دیا۔ میں اپنی بات پھر دہراتا ہوں کہ جب دل و دماغ پر حسینؑ چھائے رہتے ہیں اس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں سکتی۔ یہ انسانیت کی بڑی خدمت ہے۔

ساری دنیا میں عزاداری

اللہ نے انسان کی فطرت میں مظلوم سے ہمدردی رکھی ہے۔ لہٰذا جہاں جہاں کے لوگوں کو جیسے جیسے مظلوم کربلا کے واقعات کا علم ہوتا گیا۔ عزاداری کا سلسلہ جاری ہوتا گیا۔ اور اللہ کا وعدہ پورا ہوتا گیا۔ یہ سلسلہ چودہ سو برس سے جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔

رسول خداؐ کو نہ مانتے ہوں۔ ارے بھائی خدا کے قائل نہ ہوں مگر حسینؑ کے آستانے پر سر جھکاتے ہیں۔ اس عزاداری کے بے شمار فوائد ہیں۔ کم از کم فائدہ یہ ہے کہ حق پر قائم رہنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ جس کے کان میں مظلوم کربلا کا ذکر پڑتا رہے گا اسے کوئی راہ حق سے ہٹانے کے لئے تیار نہیں ہو سکے گا وہ سوچنے پر مجبور ہے کہ اگر یہ چند روزہ زندگی ہی سب کچھ ہے۔ یہاں کا عیش ہی سب کچھ ہے تو پھر حسینؑ کو اتنی قربانی دینے کی کیا ضرورت تھی۔ بیعت کر لیتے۔ رے کی گورنری پر سودا کر لیتے ٹھاٹ سے زندگی گزر جاتی۔ جہاں یہ باتیں ذہن میں آئیں وہیں استقامت ہوئی۔ وہیں حق پر قائم رہنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔

میں پھر دہراتا ہوں۔ عزاداری نہ سیاسی Show of Power ہے نہ دنیا کمانے کا ذریعہ۔ ہمارے نزدیک یہ صرف ادائیگی اجر رسالت کا ذریعہ ہے اور بس۔ اب ہم نہایت اختصار سے مختلف مقامات سے عزاداری کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔

ترکی میں عزاداری کتاب سفرنامہ روم مصر و شام از شبلی نعمانی طبع اعظم گڑھ ۱۹۴۰ء ص ۱۱۰ تا ۱۱۲ سے اقتباس۔ یہ سفرنامہ ۱۸۹۲ء کا دور خلافت عبدالحمید خاں قسطنطنیہ کا محرم۔ کے ذیل میں لکھتے ہیں "قابل ذکر چیز ہے۔ محلہ والدہ خانہ میں محرم کے زمانے میں دھوم دھام کی مجلس اور نوحہ وبکا زیادہ ترتیب ہوتا ہے۔ مجلس میں سوز اور تحت اللفظ کا

دستور نہیں۔ صرف حدیث خوانی ہوتی ہے۔ اول منبر کے قریب ایک شخص کھڑے ہوکر زبانی امیرؑ اور امام حسین علیہ السلام کے فضائل و مناقب کے متعلق اشعار پڑھتا ہے پھر ایک مستند عالم منبر پر بیٹھ کر حالات کربلا کو وعظ کے طور پر نہایت خوبی اور صفائی سے بیان کرتا ہے ..... ترک عموماً ان محفلوں میں ادب اور خلوص سے شریک ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ بجز ایک دو موقعوں کے تمام مجلسوں میں وعظ ترکی زبان میں ہوتے ہیں۔ ماتم نہایت زور سے چھاتی پیٹتے ہیں یہاں تک کہ اس جگہ کا گوشت ابھر آتا ہے۔ دوسرا طریقہ زنجیروں سے ماتم کرنے کا ہے۔ اس زور سے زنجیریں پشت یا سینے پر مارتے ہیں کہ دور تک آواز جاتی ہے۔ تیسرا طریقہ تلواروں سے ماتم کرنے کا ہے وہ شب شہادت کے ساتھ مخصوص ہے یا حسینؑ کہتے جاتے ہیں اور سر و پیشانی اور شانوں پر تلواریں مارتے جاتے ہیں۔ خون کی چھینٹیں اڑ اڑ کر تمام بدن پر پڑتی ہیں اس کو دیکھنے کے لیے خلقت کا اژدہام ہوتا ہے"

امریکہ کی تقریباً ہر ریاست میں امام باڑے و اسلامی مراکز ہیں مثلاً

شکاگو میں عزاداری امریکہ کے شہر شکاگو میں دو امام باڑے ہیں جہاں مجالس ہوتی ہیں۔ یہاں چہلم اور دس محرم کو جلوس عزا بھی نکلتا ہے۔ باہر سے علماء بلائے جاتے ہیں جو مجالس سے خطاب کرتے ہیں۔

ٹورنٹو کنیڈا جلوس عزا کا ویڈیو کیسٹ ہم نے دیکھا۔ مرد۔ عورت بچے۔ نوحہ خوانی و ماتم کرتے سڑکوں پر گزر رہے ہیں۔ مقامی لوگ دیکھ رہے ہیں۔

براعظم افریقہ کے بھی مختلف ممالک کے شہروں میں عزاداری ہوتی ہے پاکستان و ہندوستان کے ذاکرین خطاب کرتے۔ چنانچہ پروفیسر خواجہ عبداللطیف انصاری کے نام کے ساتھ مبلغ افریقہ لکھا ہوا ان کی تمام تصانیف میں آپ کو ملے گا عموماً خوجے حضرات بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ صومالیہ ساؤتھ ایسٹ افریقہ کے شہر Mogadicio میں بھی دو امام باڑے ہے مجالس ہوتی ہیں۔

دوپہر کو محرم کے دس دن کھانا کھلایا جاتا۔ تعزیہ بھی ہوتا ہے۔
اب آپ لیبیا کے شہر Tripoly تریپولی میں عزاداری کا حال سنیئے۔
وہاں جناب اقبال حیدر نقوی ابن سید خلیق حسن صاحب نقوی امروہوی۔
عرصے دراز سے مقیم ہیں۔ ہر تیسرے چوتھے سال اپنے گھر کراچی میں اپنے
والدین اور بھائی صاحبان سے ملنے مع اپنی بیوی بچوں کے آتے رہتے ہیں
ان کے مطابق وہاں مجالس عزا منعقد ہوتی ہیں۔ نوحہ خوانی ہوتی ہے۔
بچے بڑے سب شریک ہوتے ہیں۔ جب علم دربار حسینی برآمد ہوتا ہے تو ماتم زور دار دو نوں ہاتھوں
سے ہوتا ہے یا حسین یا حسین کی آوازوں کے ساتھ سینے پر ہاتھ پڑتے ہیں۔ ذاکر
عموما ایرانی حضرات ہوتے ہیں۔ وہاں بڑی احتیاط سے تبرک تقسیم ہوتا
ہے۔ اقبال صاحب خود بھی حلیم کی نذر کر کے کھلاتے ہیں عزاداران حسین
کافی تعداد میں شرکت کرتے ہیں۔ وہاں مقیم ہر قوم مذہب وملت
بلا امتیاز نسل و زبان عقیدہ شرکت کرتے ہیں۔

برطانیہ:۔

لندن میں مندرجہ ذیل ادارے سرگرم عمل ہیں ان کی اپنی اپنی جائداد
ہیں۔ ۱۔ حسینی اسلامی مشن۔ ۲۔ خوجہ جماعت امام بارگاہ۔ ۳۔ حیدریہ
امام بارگاہ۔ ۴۔ ادارہ جعفریہ۔ ۵۔ حجت امام بارگاہ۔ ۶۔ پنجابی امام بارگاہ
۷۔ عراقی حضرات کے دو امام باڑے۔ متذکرہ بالا کے علاوہ اور بھی ادارے
لندن کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی ہیں۔
جلوس اربعین ہائیڈ پارک سے مجمع ایرانیان (امام بارگاہ) پر
ختم ہوتا ہے۔ عاشورہ کا جلوس برمنگھم میں نکلتا ہے۔

سعودی عرب میں حکومت کی طرف سے پابندی ہے مگر جن مقامات
پر شیعہ ہیں وہاں مجالس وغیرہ قانون کی حدود میں رہتے ہوئے ہوتی
ہیں۔ میں نے خود جشن غدیر کے ایک جلسے میں شرکت کی ہے۔ وہاں کے دستور

میں ایک خاص بات میں نے یہ دیکھی کہ خطیب صاحب منبر پر بیان کر رہے ہیں سامعین میں کسی کو جوش آگیا وہ کھڑے ہو گئے اور انھوں نے نظم پڑھی۔ وہ بیٹھے ہی تھے خطیب صاحب نے اپنے سلسلۂ بیان کو آگے بڑھایا کسی طرف سے دوسرے صاحب کھڑے ہو گئے۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا۔ تمام تقریریں۔ نظم وغیرہ عربی میں تھیں عربی ہمیں آتی نہیں لہذا ثواب کی خاطر آدھ پون گھنٹہ بیٹھ کر چلے آئے۔

جرمنی میں عزاداری

(۱) ہینوور میں ایرانی حضرات نے امام بارگاہ بنائی ہے۔ (۲) ہیمبرگ۔ (۳) بون (۴) فرینکفرٹ۔ میں مجالس بڑے پیمانے پر ہوتی ہیں۔ ہند و پاکستان سے علماء بلائے جاتے ہیں جو خطاب کرتے ہیں مثلاً الہ آباد سے جناب ذیشان حیدر جوادی صاحب پاکستان کے مرحوم عباس حیدر زعابدی بھی خطاب کر چکے ہیں۔ پنجاب سے نسیم عباس صاحب بھی جاتے رہتے ہیں۔ لکھنؤ سے کلب صادق صاحب بلائے جاتے رہے ہیں۔ نوحہ خوانی بھی ہوتی ہے۔ اس سال یعنی محرم ۱۹۹۶ء میں ایک جلوس بھی نکلا۔

ناروے میں عزاداری

وہاں بھی مجالس ہوتی ہیں۔ مفتی جعفر حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے بھی خطاب فرمایا ہے۔ ایک تصویر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ وہاں منبر پر خطاب فرما رہے ہیں۔

آسٹریلیا میں عزاداری

یعنی محرم کے دس دنوں کے علاوہ۔ یہ چہلم اور ۲۱ رمضان المبارک کی مجالس ۱۰ء منعقد ہوتی ہیں۔ جن میں آسٹریلیا کے مختلف شہروں سے لوگ آ آ کر شرکت کرتے ہیں کبھی ہندوستان سے کبھی پاکستان سے ذاکر بلائے جاتے ہیں۔ ایک سال کراچی کے مولانا صادق حسن بھی بلائے گئے۔ میرے لڑکے کامران حیدر جو ان امور میں پیش پیش رہتے ہیں سے بھی ملے تھے۔ شہید جناب سعادت علی شاہ کے چھوٹے بھائی میرے سمدھی جناب صفدر صاحب بھی وہاں کی عزاداری کے منتظمین میں سے ہیں۔

سری لنکا میں عزاداری جناب یٰسین علی صاحب خوجہ جو عرصے تک وہاں رہے ہیں کے مطابق سری لنکا میں شیعہ برائے نام بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لیکن وہاں خندق (آگ پر ماتم) ہوتا ہے لوگ حسینؑ حسینؑ کہتے جاتے ہیں وہ آگ پر چلتے جلتے ہیں انھوں نے کولمبو کے محلے Slaves Island میں خندق کا ذکر کیا ہے۔

بنگلہ دیش میں بھی مختلف مقامات پر امام بارگاہیں ہیں جہاں مجالس کا انعقاد ہوتا اور جلوس عزا بھی نکلتا ہے۔ اصفہانی خاندان پیش پیش ہے۔ ڈھاکہ میں حسینی دالان۔ نذرالاسلام کی نظم اگنی بینا۔ ذاکرین میں نقی حیدر مرحوم قابل ذکر ہیں۔ چٹاگانگ میں بھی جلوس نکلتا ہے۔

ہندوستان آپ کے سامنے مختصر ذکر مختلف جگہوں کی عزاداری کا کیا۔ لیکن جو عزاداری برصغیر ہندوپاکستان میں ہوتی ہے اس کا جواب نہیں۔

الہ آباد میں عزاداری کا کچھ ذکر خصوصاً تعزیہ۔ عَلَم وغیرہ کا ہم نے زیر عنوان ''کچھ سامان عزا سے متعلق'' اسی کتاب میں درج کیا ہے۔ یہاں کچھ مجالس کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ الہ آباد میں محلہ بخشی بازار۔ رانی منڈی اور دریاآباد میں شیعوں کی خاصی تعداد آباد ہے۔ بخشی بازار میں شیعوں کی ایک قدیم مسجد ہے جو پُرانے طرز کی پتھروں اور لکھوری اینٹوں سے بنی ہوئی ہے اس میں تین گنبد ہیں شمال کی طرف دالان اور شہ نشین ہے وہیں پہلی محرم سے ۹ محرم تک روزانہ فوراً بعد نماز فجر مجلس منعقد ہوتی جس میں چھمن خاں مرحوم (جو بڑے پٹھان کہلاتے تھے) خطاب کرتے۔ مختصر مجلس ختم ہوتی تبرک تقسیم ہوا۔ پھر سب لوگ مسجد کے سامنے ہی ناظر حسین صاحب کے امام باڑے چلے جاتے یہ بھی قدیم عمارت ہے۔ بہت بڑا وسیع صحن۔ دالان در دالان۔ شہ نشین۔ سب پتھروں کی تعمیر۔ یہاں مختلف ذاکر بیان کرتے۔

تبرک تقسیم ہوتا ۔ ایک بات اور یاد آئی وہ یہ کہ صاحب خانہ ناظر حسین صاحب جو ناظر میاں کہلاتے تبرک کی تقسیم کے لیے مشہور تھے ۔ جس کے یہاں مجلس ہو ۔ صاحب خانہ تبرک ان کے سپرد کردیتے ۔ مجلس ختم ہوئی مجمع پہ نظر ڈالی ۔ چاہے نمک پارے ہوں شکر پارے ہوں مٹھریاں (جنھیں ٹکیاں بھی کہتے ہیں) ریوڑی ہو ۔ مونگ پھلی ہو کتنی ہی ہو یہ پورا کردیتے یہ بچتی نہ کم ہوتی ۔ ان کے یہاں کی مجلس کے بعد اخلاق حسین مرحوم گارڈ کے یہاں مجلس ہوتی ۔ اس کے بعد ایک اور صاحب کے یہاں مجلس ہوتی نام میں بھول گیا ۔ پھر وہاں سے مجمع آغا صاحب (ڈاکٹر مصطفیٰ) کے یہاں چلا جاتا ۔ وہاں کی مجلس کے بعد لوگ گھر ۔ دفتر ۔ دوکان چلے جاتے اور پھر تقریباً ۱۲ بجے محلہ چکر پڑیٹی ذاکر حسین مرحوم کے امام باڑے میں مجلس ہوتی جہاں حکیم مرتضیٰ حسین صاحب اعلی اللہ مقامہٗ بیان فرماتے کیا مجمع ہوتا ۔ کیا ہندو کیا مسلمان کیا عیسائی سب شریک ہوتے ۔ گرمیوں میں شربت اور جاڑے میں چائے پلائی جاتی ۔ حکیم صاحب کی خطابت کا شہرہ پورے ہندوستان میں تھا ۔ اجمیر شریف میں عرس کے موقعہ پر بھی خطاب کرتے ۔ توحید ۔ معراج ان کے مخصوص موضوعات میں سے تھے ۔ ایسا خطیب میں نے نہیں دیکھا تین تین گھنٹے پڑھتے ۔ حکیم کی مجلس کے بعد اگروال و دیالہ کالج کے عقب میں ایک قدیم امامباڑہ ہے ۔ چھوٹی سی مسجد بھی ہے وہاں ظہرین پڑھتے ۔ مجلس میں مختلف ذاکرین بیان کرتے وہاں کے بعد گھنٹہ گھر کے قریب میر گدڑیہ کے امامباڑے میں مجلس ہوتی ۔ پھر محمد علی پارک کے سامنے ایک مکان میں ہوتی ۔ وہاں کے بعد مرزا کتابو کے امام باڑے میں مجلس ہوتی ۔ ان کے بیٹے راجہ میاں ناظم آباد بلاک ۳ میں رہتے ہیں ۔ اس کے بعد پتھر گلی میں حکیم مرتضیٰ حسین صاحب کے مکان پر مجلس ہوتی یہاں حکیم صاحب کے ایک شاگرد جو محکمہ تعلیم میں اعلیٰ افسر تھے ۔

نقی صاحب ہم انھیں چچا کہتے ہیں خطاب کیا کرتے اور حکیم صاحب بھی سامعین میں ہوتے پھر اسی پتھر گلی میں ایک جگہ اور مجلس ہوتی۔ دن غروب ہو جاتا۔ لوگ گھروں سے نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر نواب محمود مرحوم کے امام باڑے میں تقریباً نو بجے جمع ہوتے یہاں نواب ابن صاحب سوزخوانی کرتے اور باہر سے بلائے گئے ذاکر خطاب فرماتے پھر ماتم ہوتا۔ اس کے بعد محلہ حمام پر رضی مرحوم کے گھر مجلس ہوتی۔ رضی مرحوم یادگار حسینی اسکول جو اب ماشاء اللہ ڈگری کالج ہے کے روح رواں بانیوں میں سے تھے۔ ۸۳ء میں یہ کالج اکبر الہ آبادی (جج) شاعر کی کوٹھی میں تھا۔ ان کے خلوص کا یہ عالم تھا کہ بارشوں میں ان کے گھر کی دیواریں گر گئیں اس کی طرف توجہ نہ دیا اور اسکول کے لیے کوشاں رہے۔ پھر رات کے تقریباً ۱۱ بجے یہ سلسلہ مجالس ختم ہوتا۔ چک کی مجلس سے پہلے نواب اعظم حسین خاں اور نواب بشارت حسین وزیر حسین امام باڑوں میں بھی مجالس ہوتی تھیں ان کا ذکر اوپر رہ گیا۔ نواب بشن (بشارت حسین) وغیرہ کے یہاں میں نے شاہنامہ فردوسی قلمی مصور دیکھا ہے۔ اس میں تصاویر میں رنگ اصلی پتھروں یاقوت زمرد نیلم وغیرہ کو گھس کر بنائے گئے تھے۔ اس زمانے میں ایک انگریز نے دس ہزار روپے کی پیشکش کی تھی جو انھوں نے قبول نہیں کی تھی۔ نہ اب نوابی رہی۔ نہ زمینداری۔ البتہ جو مذہبی اوقاف تھے برقرار ہیں۔ ان کی آمدنی باقاعدہ مجالس۔ جلوس عزا وغیرہ پر اب بھی خرچ ہوتی ہے۔ محرم چہلم۔ عاشورہ کا جلوس انھیں کمبوہ زادین کی طرف سے نکلتا جو کربلا پر ختم ہوتا۔ میرے والد مرحوم مولوی سید علی اصغر ذوالجناح کی باگ پکڑے چلا کرتے۔

محلہ دریا آباد میں بھی دورے کی مجالس صبح سے شام تک ہوتی ہیں۔ آج مجالس اور وہاں کے تمام اوقاف کا چھان بین کر کے مفصل تذکرہ جناب

منظر مہدی دریاآبادی نے اپنے مقالہ میں کیا ہے جو رسالہ شیعہ لکھنؤ عزاداری نمبر ۱۹۸۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔ بخوف طوالت وہاں کا ذکر ہم چھوڑتے ہیں۔ حالانکہ اس محلے کا حق مجھ پر زیادہ ہے کہ وہیں پیدا ہوا۔ وہیں پڑھا لکھا۔ بڑھا جوان ہوا۔ وہاں چہلم کا جلوس ارشاد حسین خاں مرحوم کی اولادیں اب بھی اسی شان سے نکالتی ہیں۔ اپنے امام باڑے میں میرے بچپنے میں وہ خود تحت اللفظ مرثیہ پڑھا کرتے تھے۔ اس امام باڑے میں میر انیس اعلی اللہ مقامہ بھی مرثیہ پڑھ چکے ہیں۔ چہلم کے جلوس میں ہاتھی پر نشان ہوتا ہے۔ اونٹ وغیرہ سب ہی ہوتے ہیں۔ اس امام باڑے سے متصل عوض علی خاں کا امام باڑہ مشہور ہے۔ وہاں سالانہ تبلیغی مجالس اب بھی ہوتی ہیں۔

میں نے اپنے بچپن میں وہیں ذوالفقار علی شاہ مرحوم کی قرأت سنی تھی۔ ملک بھر سے چوٹی کے علماء، ذاکرین وہاں خطاب کرتے تھے۔ یہ سلسلہ بحمداللہ قایم ہے۔ دریاآباد میں بہت سی شاہی زمانے کی قدیم عمارتیں اب بھی اللہ کے فضل سے ویسے ہی قایم ہیں۔ مثلاً مرحوم شبر علی خاں کا (بڑا گھر) [illegible] اچھی تعمیر درج ہے۔ اس سے میری بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔ وہاں کے لوگ بھی پرخلوص ہیں۔ وہاں مجھے بہت سی محبتیں ملیں جن کی حلاوت اب بھی باقی ہے۔ وہیں کی مجالس کے علاوہ سالانہ مجالس بھی ہوتی ہیں۔

ہندوستان کے متعلق اب ایک جملہ یہ لکھ کر بات ختم کروں کہ وہاں کا کوئی شہر کوئی قصبہ ایسا نہیں ہے جہاں عزاداری نہ ہوتی ہو۔ اس میں شیعہ سنی تو کیا ہندو سکھ بھی بڑھ چڑھ کر اب بھی حصہ لیتے ہیں۔

آغا سید صاحب کے امامباڑے میں مجلس کا ذکر اوپر کیا ہے۔ الحمدللہ ایک بڑے کام کی بات یاد آئی آغا صاحب مرحوم کے امام باڑے کے صحن میں ایک طرف ایک چھوٹی سی مسجد ہے اس کو آغا صاحب نے ۱۸۸۷ء میں بنوائی اس کی پیشانی پر کندہ ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِیْفَتُهٗ بِلَا فَصْل

اور اذان میں بھی یہ کہا گیا۔ چنانچہ ایک شخص مولوی محمد نے دعویٰ دائر کر دیا مقدمہ میں کہا گیا کہ ۱۳ ر رمضان ۱۳۰۴ھ مطابق 87-6-16 مسجد میں خلیفۃ بلا فصل کہا گیا۔ حکومت مسجد سے اس کتبہ کو نکلوا دے اور یہ عبارت لکھنے اور کہنے سے منع کیا جائے۔ بلا فصل کے ساتھ یہ پہلی اذان میر دادا امیر سید علی مرحوم نے دی تھی۔

۳۰ ر دسمبر ۱۸۹۰ء جسٹس لیٹ صاحب نے مدعی کے خلاف فیصلہ دیا اور ہائی کورٹ نے ہرجہ بھی مدعی کے ذمہ واجب قرار دیا۔ مقدمہ کی پیروی آغا سید صاحب نے کی اس سے ان کے علمی تبحر کا اندازہ ہوتا ہے۔

۹ ر جون ۱۹۲۶ء کو لاہور ہائیکورٹ میں بھی اسی قسم کے مقدمے کا فیصلہ ہوا۔ جسٹس سردار اقبال صاحب نے مدعی کے خلاف فیصلہ لکھ کر شیعوں کو اس کلمے کے کہنے کی ممانعت کی درخواست مسترد کر دی اس مقدمہ کی پیروی جناب سید افضل حیدر ایڈوکیٹ نے فرمائی۔

(ذاتی معلومات و کتاب مطلع انوار۔ از سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضل صفحہ ۳۷)

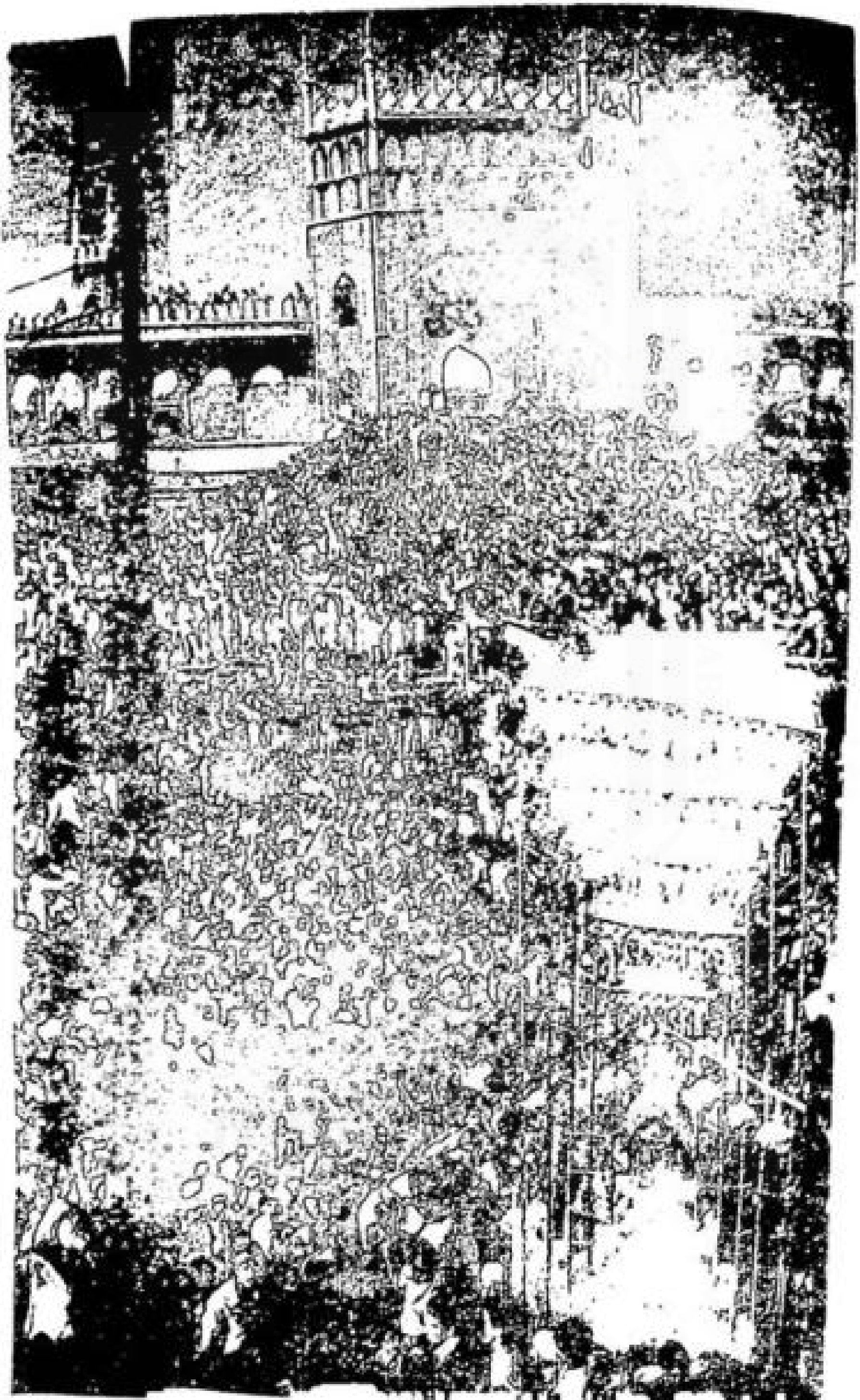
<u>مصطفےٰ آباد</u> یوپی بر صغیر ہندو پاک کا کوئی گاؤں۔ قصبہ، شہر ایسا نہیں، جہاں نہ کچھ عزاداری، وہاں کے (آ...) اپنے اپنے طریقے سے نہ رہتے ہوں، اور دوسرا ہیں، ہندو ... خدا کی آفریق کے باوجود ... حصہ لیتے ہیں۔ مارک ٹیلی مشہور نامہ نگار BBC نے ہندوستان کے سرکاری رسالہ "ہندوستانی تناظر" ماہ دسمبر ۱۹۶۲ء ص ۱۰-۱۱ پر ایک مضمون شائع کیا ہے اس کے اقتباسات و تصاویر ملاحظہ ہوں۔

مارک ٹیلی۔ یو۔پی۔ کے چھوٹے سے قصبے مصطفےٰ آباد گئے اور وہاں کی عزاداری کو کو ... نے قلمبند کیا۔ "یہاں پہلے اکثریت سنی لوگوں کی ہوتی تھی۔ صرف شیعہ خاندان تھا جو مقامی تعلقہ دار تھا۔ ... لیکن نئے ہندوستانی نظام نے ان کی نسلیں اور دبدبہ دونوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ نقوی خاندان کے مکانوں کی چھتیں اب جھک گئی ہیں کمروں میں چمگادڑوں نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہے ... اب کوئی نقوی مصطفےٰ آباد

میں نہیں رہتا لیکن ہر سال وہ بڑی اکثریت میں محرم منانے آتے ہیں ..... نقویوں کے ساتھ میں کئی مجلسوں میں گیا جہاں حضرت حسینؑ کی شہادت کا تذکرہ کیا جاتا ہے ایک مجلس میں میں نے ایک برہمن کو لحن میں مرثیہ پڑھتے دیکھا۔ ایک دوسری مجلس میں نقوی خاندان کے کچھ لوگ جو پاکستان سے آئے تھے وہ اس برہمن کے اس مرثیے پر گلا دے رہے ہیں۔ ایک دوسرے پاکستانی نے حضرت حسینؑ کے خاندان کی مصیبتوں سے لبریز مرثیہ پڑھا اس کا انداز اتنا موثر تھا کہ مجلس میں جمع ہر شخص کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

محرم کے آخری دن گاؤں کے معززین نقویوں کو اپنی تکریم پیش کرنے آئے اس میں ایک اسٹیشن ماسٹر تھا جو سنی تھا..... ہندو بھی تعزیہ کے سامنے احترام و عقیدت سے سر جھکا کر دعائیں لیتے ہیں ..... جیسے ہی تعزیوں کا وہ روایتی جلوس مصطفےٰ آباد کی سڑکوں سے گزرنے لگا سنی ڈھول بجانے والوں کی قیادت میں چل رہے تھے۔ شیعوں نے زور زور سے سینہ کوبی شروع کر دی ساتھ ہی وہ یا حسینؑ یا حسینؑ بھی کہتے جا رہے تھے نوجوان لڑکے زنجیروں کا ماتم کر رہے تھے اور بہت سے پُرجوش لڑکوں نے چاقوؤں سے اپنے سر کو بھی زخمی کر لیا۔ حسینؑ کے غم میں سینہ کوبی کرتا ہوا جلوس آخر کار وسط مصطفےٰ آباد میں واقع سنی مسجد کے سامنے ایک چوبیترے پہنچ گیا جہاں نقویوں نے شیعہ سنی اور ہندو سامعین سے مذہبی رواداری اور بھائی چارے کی اپیل کی آخر میں انھوں نے تعزیہ ایک ہندو کو محفوظ رکھنے کے لیے دیا اور یہ اعلان بھی کیا کہ اگلے سال تعزیوں کا یہ جلوس اس ہندو کے گھر سے شروع ہوگا۔" مارک ٹیلی صاحب آخر میں لکھتے ہیں "آج بھی ہندوستانی ایک دوسرے کے مذاہب کا احترام کرتے ہیں۔ یہ صرف مذہبی رہنما اور سیاستداں ہیں جو اس ہندوستانی پرانی ہندو روایت کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔" برابر کے صفحے پر مارک ٹیلی صاحب کی پیش کی ہوئی تصویر جلوس تعزیہ قصبہ مصطفےٰ آباد۔ (یو۔ پی) ملاحظہ ہو۔





ہندوؤں کا انوکھا نذرانۂ عقیدت

مولانا محمد رضا لکھنوی صاحب مخلص خاموش کارکن۔ جنھوں نے پاکستان میں تقریباً ۴۰ چالیس مساجد، امام بارگاہوں کی بنا ڈالی۔ آباد کیا۔ کسی زمانے میں حسینی مشن ڈرگ روڈ کراچی سے امام رضا علیہ السلام کی ولادت کے موقعہ پر یادگار جشن منعقد کراتے تھے انھوں نے انھوں نے اپنی جوانی کا ایک واقعہ تقریباً ۴۰ سال پہلے کا بیان فرمایا۔ گولہ کرن ناتھ لکھیم پور کھیری سے مولانا مجلس پڑھنے کے لئے جا رہے تھے اسٹیشن سے گاڑی بدلنی تھی وہ گاڑی جا چکی تھی۔ انھیں رات اسٹیشن پر ہی گزارنی تھی۔ محرم کی چاند رات تھی۔ سارا علاقہ ہندوؤں کا ہے۔ رات کے سناٹے میں انھیں ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ کی پرسوز آوازیں آنا شروع ہوئیں۔ انھیں تعجب ہوا۔ کسی سے دریافت کیا پتہ چلا قریب ہی سرجو ندی ہے۔ وہاں جاکر جو دیکھا تو بہت سے لوگ ہاتھوں میں مٹی کے دیئے لئے ہوئے ہیں اور ان جلتے ہوئے چراغوں کو ندی میں تیرا رہے ہیں۔ ادھر چراغ بہتے جا رہے ہیں یہ کنارے پر ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ کے نعرے لگا رہے ہیں۔ کراچی میں ہندو حضرات انھیں کے تحت تعزیے بھی جلوس نکالتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کے اولیائے کرام

برصغیر میں اسلام پھیلانے میں جو کردار ادا کیا انھوں نے ہے کسی سے مخفی نہیں۔ یہ اولیائے کرام محبت اہلبیتؑ سے سرشار ہوتے انھوں نے عزاداری کو بھی خوب وسعت دی۔ آپ جس ولی کا بھی تذکرہ / سرگزشت اٹھا کر دیکھیں سب کے احوال و تعلیمات میں محبت اہل بیتؑ کا ذکر ملے گا اور کیوں نہ ہو۔ محبت اہل بیتؑ اطہار جزو ایمان ہے۔ ادائیگی اجر رسالت سب پر فرض ہے۔ کون کس طرح یہ اجر ادا کرتا ہے۔ الگ بات ہے۔ جناب شیخ احمد شیبانی رحؒ پ ۸۳۲ھ م ۹۲۷ھ۔ کتاب اخبار الاخیار مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی اردو ترجمہ اقبال الدین۔ کراچی طبقہ سوم ص ۳۲۶ تا ۳۳۱۔ پر ان بزرگ کا حال درج ہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں نارنول (گجرات) سے اجمیر شریف آگئے اور وہاں

ستره برس رہے۔ کتاب مذکور کے ص ۳۲۸ پر ہے۔

"شیخ احمد کو خاندان نبوت سے بے انتہا محبت تھی اپنے پیر و مرشد کے دستور کے مطابق دسویں محرم اور بارہ ربیع الاول کو نئے اور دھلے ہوئے کپڑے زیب تن نہ کرتے اور ان راتوں میں زمین پر سویا کرتے اور سیدوں کے قبرستان میں اعتکاف کرتے۔ دسویں محرم کو کوری کوزے شربت سے بھر کر سر پر رکھکر سیدوں کے گھر جاتے۔ یتیموں اور فقیروں کو پلاتے دسویں محرم کو اتنا روتے گویا سانحہ کربلا ان کی آنکھوں نے دیکھا ہے۔ جب اس شہر کے موافق یہاں کی لڑکیوں اور خواتین کے رونے کی آواز آپ کے کانوں میں آتی تو بے خود ہو جاتے اور خون کے آنسو روتے تھے۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح کی اس رباعی سے کون واقف نہیں۔

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ — دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ
سر داد و نہ داد دست در دست یزید — حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

حضرت سلطان حق باہو ؒ کے درج ذیل اشعار۔ ان کے احوال پر مشتمل کتاب میں نے خود دیکھا ہے۔

جیکر دین وچ علم دے ہوندا — تے سر نیزے کیوں چڑھدے ہُو
اٹھارہ ہزار جو عالم ہو تیا — اوہ اگے حسینؑ دے مردے ہُو
جے منندے بیعت رسول دی — تے پانی کیوں بند کردے ہُو
پر صادق دین تنہا ندا — جیہڑے سر قربانی کردے ہُو

حضرت نیاز بریلوی ؒ دیوان نیاز طبع ۱۳۸۲ھ کراچی سے ایک سلام

اے دل بگیر دامن سلطان اولیا — یعنی حسینؑ ابن علی جان اولیا
ذوق دگر بجام شہادت از و رسید — شوق دگر ہستی عرفان اولیا
چوں صاحب مقام نبی و علیست — ہم فخر انبیاء شدہ ہم شان اولیا
آئینہ جمال الہی ست صورتش — زاں رو شدست قبلہ ایمان اولیا

تا کرد صرفِ حق سر و ساماں حسینؑ گوئے سبق ربودہ ز میدانِ اولیا
دارد نیاز حشر خود امید با حسینؑ یا اولیاست حشر محبانِ اولیا

حسینی برہمن

ہندوستان۔ ہندوؤں میں برہمن سب سے اونچی ذات سمجھی جاتی ہے۔ ان برہمنوں میں کچھ اپنے کو حسینی برہمن کہتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ان اجداد میں سے کسی نے معرکۂ کربلا میں حصہ لیا۔ حسینی برہمنوں کا ذکر کہیں کہیں کتابوں میں ملتا ہے۔ ہندوستان سنگرام کے رہنے والے ایک برہمن صاحب مجھے اکثر لکھتے تھے اور حسینی برہمنوں کے بارے میں لٹریچر کا تقاضا کرتے رہتے تھے چونکہ علم استنا نہ تھا اس لئے میں نے ان کا رابطہ آغا مہدی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ سے کرا دیا تھا۔ آں سنگرامی صاحب کا کہنا تھا کہ ان کے اجداد میں سے کسی نے کربلا کی جنگ میں حصہ لیا تھا۔ صفین کی جنگ میں بھی حضرت علیؑ کے لشکر میں زط قوم کے لوگوں کی شمولیت کا ذکر ملتا ہے۔ خیال ہے کہ ہندوستان میں دت قوم کے لوگ ہوں گے جن کو عربی میں زط کہا گیا۔

اسی طرح جناداس صاحب پتہ:- ۹/۱ سادھو بیلی نگر نئی دہلی ۱۰۰۰۸/ (روزنامہ جنگ مورخہ ۴۸-۴-۱۹) کے مطابق وہ بھی حسینی برہمن ہیں اور ان کے بزرگوں نے کربلا کی جنگ میں حصہ لیا اور امام حسینؑ کا موئے مبارک ان کے خاندان میں محفوظ ہے۔

اسی طرح جناب حاجی جعفر حسین صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر۔ جواب ناظم آباد ۵-۱۱/۱۱ کراچی میں رہتے ہیں کے مطابق وہ شکار پور ضلع بلند شہر انڈیا کے رہنے والے ہیں اور مولانا حافظ کفایت حسین صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے عزیزوں میں ہیں۔ ان کے قصبے کے رئیس لچھمن پرشاد۔ محلہ بڑا بازار۔ اناج منڈی شکار پور (یو۔پی انڈیا) اپنے کو حسینی برہمن کہتے تھے۔ ان کے یہاں مجلس ہوتی۔ وہ خود مجلس میں شریک ہوتے جبکہ قبل تقسیم ہند تو ۷۰ سال کے تھے۔

سابق روسی ترکستان میں عزاداری

قفقاز کے شہروں مثلاً نخجوان۔ ایروان باکو وغیرہ میں جہاں مسلمان آباد ہیں وہاں مجالس

ذکرِ شہادت حسین علیہ السلام و نوحہ خوانی بہ کثرت ہوتی ہے۔ خاص طور سے نو اور دس محرم کو۔ جنوبی قفقاز۔ آذربائیجان کے علاقے کے لوگ عزاداری میں ایران کی پیروی کرتے ہیں لیکن ایران کے مقابلے میں نسبتاً کم ہوتی ہے۔ قیصر کی حکومت میں انقلاب روس ۱۹۱۷ء تک شیعہ گھروں کے اندر عزاداری کرتے تھے۔

مولانا نصیر اجتہادی اعلیٰ اللہ مقامہ نے ایک وفد کے ساتھ ان علاقوں کا دورہ کیا تھا۔ انھوں نے ایک سال مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں ایک مجلس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ انھوں نے ایک کثیر مجمع تقریباً دس ہزار افراد کو آذربائیجان میں زنجیروں سے ماتم کرتے دیکھا تھا۔ ان علاقوں میں قرون وسطیٰ خاص طور سے ایران کے تسلط کے بعد سے عزاداری ہوتی تھی۔

مرو۔ عشق آباد۔ سمرقند۔ بخارا

تیسری صدی ہجری کے اوائل میں مملکت خراسان سے شیعہ ہجرت کر کے ان علاقوں میں آباد ہوئے اور انھوں نے عزاداری قایم کی۔ یہ تقریباً سو خاندان ہوں گے۔ وہاں قدیم عزاخانوں کے آثار پائے جاتے ہیں لیکن اب یہ زیادہ تر گھروں کے اندر مراسم عزا بجالاتے ہیں۔

تبت و چین میں عزاداری

افغانستان سے شیعہ منظالم سے تنگ آ کر تبت چین وغیرہ ہجرت کر گئے۔ گھروں میں مجالس برپا کرتے ہیں۔ سینہ زنی اور منھ پر تماچے مارتے ہیں۔ ایک گھر میں جمع ہو جاتے۔ ذاکر بیان کرتا۔ ماتم ہوتا۔ وہاں کے کچھ طلباء کربلا و نجف تعلیم کے لیے آتے رہتے ہیں۔ ان میں بعض کی زبانی معلوم ہوا وہاں مجلس میں وہی کچھ بیان ہوتا ہے جو نجف اشرف و کربلائے معلیٰ میں بیان کیا جاتا ہے۔ چین میں آباد مہاجرین بھی اہل تبت کے طریقے پر گھروں کے اندر مجالس برپا کرتے ہیں۔ (قفقاز۔ عشق آباد۔ بخارا۔ تبت چین کی عزاداری کے سلسلے میں جو کچھ عرض کیا وہ ہم نے فارسی کی کتاب شہید کربلا زرخیز سید تقی طباطبائی کے باب عزاداری برائے شہید کربلا کے ص ۱۱۳ تا ... سے اخذ کیا ہے) اب آسمان و زمین کا گریہ ملاحظہ ہو:

مدینہ پہونچکر امام زین العابدینؑ نے تقریر کی

ینابیع المودۃ شیخ الاسلام امام اہل سنت شیخ سلیمان قندوزی ۲ ۳ ۱۲۹۳ھ اردو۔ ص ۵۶۷ پر ہے۔ بشیر کہتے ہیں" امامؑ خیمے سے باہر تشریف لائے۔ کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا ہو کہ شکر ہے ہمیں ایک بڑی مصیبت میں مبتلا کیا ہماری مصیبت اسلام میں ایک بہت بڑا رخنہ ہے لوگوں میں تکلیف کا باعث ہے میرے والد امام حسینؑ آپ کی عترت اور آپ کے انصار قتل کر دیئے گئے آپ کی عورتوں اور اولاد کو قتل کیا گیا۔ آپ کے سر کو نیزوں پر سوار کر کے شہر بہ شہر بھیجا گیا یہ مصیبت تمام مصائب سے بڑی ہے آپ کے قتل پر سات آسمانوں اور سات طبقات زمین نے گریہ و بکا کیا۔ سمندروں نے اپنی موجوں کا ساتھ۔ عام زمینوں نے اپنے حصوں کے ساتھ۔ درختوں نے اپنی ٹہنیوں کے ساتھ۔ پرندوں نے اپنے گھونسلوں میں مچھلیوں نے سمندر کی تہوں میں جنگلی جانوروں نے خشکی اور جنگل میں تمام مقرب فرشتوں نے تمام آسمانوں اور زمینوں نے آپ پر گریہ و بکا کیا ...... خدا کی قسم اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ لڑنے کی وصیت کرتے تو اس سے زیادہ نہ کرتے جس قدر انھوں نے ہمارے ساتھ کیا" اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ امام علیہ السلام نے آسمان زمین اور جانوروں کے گریہ کا ذکر کیا۔ اب ہم چند شواہد پیش کریں گے اس سے پہلے ایک اور نص ملاحظہ ہو۔

آسمان کا گریہ

ینابیع المودۃ شیخ الاسلام شیخ سلیمان قندوزی۔ اردو۔ ص ۵۷۲ پر ہے۔

"کثیر بن شہاب حارثی سے روایت ہے کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں (مسجد کوفہ کے) صحن میں بیٹھے تھے اچانک امام حسین علیہ السلام نمودار ہوئے۔ حضرت علی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آیت میں

ایک قوم کا ذکر کیا ہے فما بکت السماء والارض قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ میں شگاف کیا اور روح کو پیدا کیا۔ یہ (حسینؑ) فرزند قتل کیا جائیگا اور اس پر زمین اور آسمان روئیں گے۔

آسمان و زمین کا گریہ ثعلبی نے سدی سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ کو قتل کیا گیا تو آپ پر آسمان رویا: آسمان کا رونا اس کا سرخ ہونا تھا قاضی سلیم نے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ کے قتل ہونے کے ایام میں ہم پر خون کی بارش ہوئی۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جس روز امام حسین علیہ السلام قتل کئے گئے اس روز آسمان سے خون کی بارش ہوئی اور جو سرخی آسمان پر دکھائی دیتی ہے امام حسینؑ کے قتل کے روز ظاہر ہوئی تھی اور آپ کے قتل ہونے سے پہلے یہ سرخی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ آپ کے قتل کے ایام میں جو پتھر بھی اٹھایا جاتا تھا اس کے تلے خون موجود ہوتا تھا۔" یہ تو تھی ینابیع المودۃ کی عبارت اب سبط ابن جوزی کی کتاب تذکرۃ خواص الامۃ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی م ۶۵۴ھ۔ ص ۲۷۴۔ (بحذف اسناد کے ساتھ)

واخبرنا غیر واحد علی بن عبید ابنانا علی بن احمد الیسری ابنانا ابو عبداللہ بن بطۃ ابنانا محمد بن ھارون الخضر حدثنا ھلال بن بشر بن عبدالمطلب بن موسیٰ عن ھلال بن ذکوان قال لما قتل الحسین مکثنا شہرین او ثلاثۃ کانما لطخت بالدم من صلاۃ الفجر الیٰ غروب الشمس، قال وخرجنا فی سفر

ہلال بن ذکوان سے روایت ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو دو یا تین ماہ تک یہ کیفیت رہی کہ نماز فجر سے لے کر غروب آفتاب تک دیواروں پر گویا خون ملا ہوا ہے۔ ہم ایک سفر پر گئے وہاں بارش ہوئی تو اس کا اثر مثل خون ہمارے لباس پر باقی رہا۔

فسطرنا مطراً بقی اثره فی ثیابنا مثل الدم ---

وقال ابن سعد ما رفع حجر فی الدنیا الا وتحته دم عبیط: ولقد مطرت السماء دماً بقی اثره فی الثیاب مدة حتی تقطعت

ابن سعد کہتا ہے کہ دنیا میں کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون ہوتا تھا آسمان سے خون کی بارش ہوئی تا آنکہ اس کا اثر کپڑوں کے پھٹ جانے تک باقی رہا

وقال السدی: لما قتل الحسینؑ بکت السماء وبکاؤها حمرتها۔

اور سدی کہتا ہے کہ (جب حسینؑ شہید ہوئے) تو آسمان نے گریہ کیا اس کا گریہ اس کی سرخی تھی۔ ایک چیز اور ہے وہ یہ کہ جناب زینبؑ نے کوفے کے بھرے بازار میں جو مشہور خطبہ دیا تھا اس کا ایک جملہ ہے۔

فعجبتم ان قطرت السماء دماً؟ (امالی شیخ صدوقؒ م ۳۸۱ھ ایران)

آسمان سے خون کی بارش کا واقعہ اتنا مشہور اور عام تھا کہ جب بی بی نے اپنے خطبے میں اس کا ذکر کیا تو ہزاروں دشمنوں کے مجمع میں سے کوئی تو کہہ دیتا کہ کون سی خون کی بارش ہمیں تو معلوم نہیں۔ کسی کا نہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ سب کو یہ بات تسلیم تھی۔

ابن حجر مکی نے بھی صواعق محرقہ میں متذکرہ بالا تمام باتوں کو اپنی تحقیق کے ساتھ نقل کیا ہے۔

ہم مزید حوالوں کی ضرورت نہیں محسوس کرتے۔ اب جانوروں کا گریہ وزاری ملاحظہ فرمایئے۔

واقعات کربلا پر جانوروں کا اظہار غم

آج کے سائنسی دور اور روزمرہ کے مشاہدات نے ثابت کر دیا کہ جانور تو جانور۔ درخت اور پودے بھی نہ صرف اظہار غم و خوشی کرتے ہیں بلکہ اپنے اپنے انداز میں ایک دوسرے کو بتاتے بھی ہیں۔ لہٰذا اگر جانوروں سے کربلا کے واقعات پر اظہار رنج و غم کی اطلاعات سامنے آئیں تو محل تعجب نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ با معنی گفتگو کرتے ہیں۔

جانور اپنی باتیں بیان بھی کرتے ہیں اور انبیاء و اوصیاء ان کو سمجھتے بھی ہیں۔ جواب بھی دیتے ہیں۔ حیات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کئی ایسے واقعات ہو چکے ہیں جانوروں نے شکایت کی فریاد کی اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادرسی بھی فرمائی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ انبیاء و اوصیاء کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ جانوروں کی بات بھی سمجھیں اور ان کو جواب بھی دیں۔ جانور بامعنی گفتگو کرتے ہیں۔ کم از کم مسلمان اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی گفتگو ہد ہد اور چیونٹی سے جو ہوئی اس کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

ہاتھی کا نوحہ

علامہ ادیب شیخ احمد بن محمد بن علی بن ابراہیم انصاری یمنی شروانی اس واقعے کو جس کے وہ خود چشم دید گواہ ہیں اپنی کتاب مناقب حیدریہ میں درج کیا۔ نواب صدیق حسن خاں نے مناقب حیدریہ سے جو عربی میں ہے درج ذیل ترجمہ کیا۔

۵ محرم ۱۲۳۲ھ کو میں بادشاہ (غازی الدین حیدر لکھنؤ) کے دردولت پر حاضر ہوا۔ میں نے ایوان شاہی کے صحن میں ایک ہاتھی کو دیکھا جو تڑپ تڑپ کے رو رہا تھا اور نوحہ پڑھتا تھا اس کی صورت سے حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ گویا وہ زخمی ذوالجناح تھا جو مصیبت امام مظلوم کی تلوار سے زخمی تھا۔ لوگ اس کے گرد و پیش کھڑے حسرت سے دیکھ رہے تھے۔ پھر اس نے اپنی سونڈ سے اپنا سر پیٹنا شروع کیا۔ اور اپنے حلق سے یہ بلیغ نوحہ حاضرین کو سنایا جو صاف طور سے لفظاً بہ لفظاً سمجھ میں آتا تھا۔

واحسینا واحسینا واحسینا واحسین   واحسنا [redacted] واحسینا واحسین

ہائے حسین وائے حسین ہائے حسین وائے [redacted] حسین وائے حسین

ان کربی ہاج مما قد جری بکربلا   للحسین السید المولی والامام الاتقیاء

جو واقعہ کربلا میں گزرا اس سے میرا غم جوش میں آگیا واسطے سید اور امام الاتقیاء کے۔

من طغاة خالفوا احکام خیرالانبیاء ؛ و آذاقوا اھل بیت المصطفٰے امر یعنا
ان سرکشوں کے ہاتھوں جنھوں نے احکام رسولؐ کی مخالفت کی اور اہل بیت
مصطفٰےؐ کو مصیبت میں ڈالا۔

آہ من جور العدی وا حسینا واحسین ؛ شتتوا شمل الھدی وا حسینا واحسین
آہ دشمنوں کے ظلم سے ہائے حسین وائے حسین جنھوں نے ہدایت کی جمعیت کو
پریشان کردیا۔ واھانوا السعداء واحسینا واحسین
اور نیکوں کی توہین کی ہائے حسین وائے حسین۔

لھف نفسی لھف نفسی للشھید المستھام ؛ ما ھنا بشراب و طعام و منام
ہائے افسوس اس مظلوم و شہید پر کہ جس نے کھانے اور پانی اور نیند کی لذت نہ اٹھائی
قبح اللہ اناساً حاربوا ذاک الامام ؛ یجدہ المختار حقا خصمھم یوم القیام
خدا برا کرے ان کا جو ایسے امام سے لڑے جن کے جدِ امجد مختار بروز قیامت
مخالفت کریں گے۔

ان دمع العین لم واحسینا واحسین ؛ لیستقم مما الم واحسینا واحسین
من کروب والم واحسینا وائے حسین
ان صدمات وآلام کی وجہ سے ہائے حسینا وائے حسین!

ایھا الاخیار نوحوا ع المولیٰ الوحید ؛ ولسیف الظلم مقتولا طریحا فی الصعید
وابنہ السجاد اضحی فی قیود من حدید۔ وذوات الحزن فی الذل وغم للشھید۔
اس کا فرزند سید سجاد لوہے کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے اور اس شہید کی معزز
عورتیں ذلیل و غمگین ہوگئیں۔

طار نوم عینی انوسن واحسینا واحسین ؛ ھاج فی قلبی الحزن واحسینا واحسین
میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی ہائے حسین وائے حسین میرے دل میں رنج و غم
موجزن ہے ہائے حسین وائے حسین للحسین والحسن واحسینا واحسین۔
واسطے حسین و حسن کے ہائے حسن وائے حسن

"اگر کوئی کہے کہ یہ بناوٹ کی بات ہے۔ اس پر اعتماد نہیں ہو سکتا تو ہم جواب دیں گے اگر کسی نادر الوجود واقعہ میں زبردستی کا تعجب ہے تو لازم ہے کہ منکر دار السلطنت لکھنؤ آکر ایسے ہاتھی کو بچشم خود دیکھے اور اپنے کانوں سے نوحہ سن لیں اگر ان کے آنے سے پہلے ہاتھی یہاں نہ رہا تو ہم بڑا لزمہ ہیں کسی نے کیا خوب کہا اگر تم کو ہلال نظر نہ آئے تو جن لوگوں نے چاند دیکھا ہے ان پر اعتماد کرو۔" قاضی شوکانی یمنی وہابی نے اپنی کتاب ضوء اللامع میں یہ واقعہ علامہ شیرانی سے نقل کرنے کے بعد اپنا خیال ظاہر کیا کہ کوئی شیطان ہاتھی کے پیٹ میں سما گیا ہوگا۔ یعنی انھوں نے واقعہ کی صحت سے انکار نہیں کیا بلکہ اپنی طرف سے توجیہ کی ہے۔ ایسی لایعنی باتوں کے اب تو ہم عادی ہو چکے ہیں لیکن اتنا ضرور عرض کریں گے کہ اگر "شیطان" ہوتا تو تاسی رسول میں غم حسینؑ میں گریہ و بکا نہ کرتا بلکہ اسے یزید کی مدح سرائی کرنا چاہئے تھا۔

(ماخوذ از تاریخ لکھنؤ از آغا مہدی قبلہ مرحوم دلکشا
غازی الدین حیدر کی راجدھانی ص ۶۲ تا ۶۶)

یہ تو تھا نوحہ عظیم الجثہ ہاتھی کا اس سے قبل علم کے ذکر کے سلسلے میں ایک اور ہاتھی کا ذکر کر چکے ہیں۔ اب ننھی سی جان چیونٹی کا حال بھی سن لیجیے۔

عاشورہ کے روز چیونٹیوں نے کھانا چھوڑ دیا

امام اہل سنت جناب کمال الدین دمیری ۸۰۸ھ کی مشہور کتاب ہے۔ حیات الحیوان اپنے موضوع و مضامین کے اعتبار سے منفرد ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے اردو۔ ج۔ ۲۔ ص ۱۴۱۔ ۲۔ ۱۴۷، طبع لاہور. زیر عنوان نمل ہے:۔

" زاہد فتح بن سخرب چیونٹیوں کے لیے روٹی کے ٹکڑے ڈال دیا کرتے تھے۔ مگر عاشورا کے دن وہ انھیں نہیں کھاتی تھیں"

شبیر علیہ السلام کے غم میں۔ ع ہے سارا عالم عزاداروں میں۔

ذکر مجاہدین جو لشکر یزید سے نکلے اور نصرتِ امام میں شہید ہوئے

حکمِ رسولؐ حسینؑ کی مدد کی جائے

ذخائر عقبیٰ فی مناقب ذوالقربیٰ ۔ محب الدین احمد بن عبداللہ طبری م ۶۹۴ھ عربی ۔ طبع قاہرہ مصر ۔ ص ۱۴۶ ۔ زیرِ عنوان ذکر اخبار النبیؐ بقتل الحسینؑ والحث علی نصرۃ ۔

عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : ان ابنی ھذا یعنی الحسین یقتل بارض من العراق فمن ادرک منکم فلینصرہ قال فقتل انس مع الحسین خرجہ الملائی سیرتہ "

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : میرا یہ بیٹا یعنی حسین عراق میں قتل کیا جائے گا ۔ پس جو اس کا ادراک کرے اسے چاہیئے کہ ان (حسین) کی نصرت کرے حضرت انس بھی حسینؑ کے ساتھ قتل ہوئے ۔ تخریج کیا اس کو الملاء نے اپنی کتاب سیرۃ میں ۔

حسینؑ کی مدد کی جائے قول رسولؐ ایک اور طرق سے

البدایہ والنہایہ ۔ حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی م ۷۷۴ھ اردو ترجمہ کراچی ج ۸ ۔ ص ۳۰۲-۱۱ ۔

" ابو القاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ محمد ہارون ابو بکر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن محمد الرقی اور علی بن حسن رازی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبدالملک ابو واقد الحرانی نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء بن مسلم نے ہم سے بیان کیا اشعث بن سحیم نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن حارث کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرا بیٹا ۔ یعنی حضرت حسین ارض کربلا میں قتل ہوگا اور

تم میں جو شخص اس موقعہ پر موجود ہو وہ اس کی مدد کرے
راوی بیان کرتا ہے کہ انس بن حارث کربلا کی طرف گئے اور حضرت حسینؓ کے ساتھ قتل ہو گئے۔"

یہ ادراک کا ترجمہ جو مترجم نے کیا ہم نے وہی نقل کیا۔ ورنہ حدیث تو آج کے دور میں بھی حسینؓ کی نصرت کا تقاضا کر رہی ہے۔

مزید ثبوت | اسد الغابہ فی معرفتہ صحابہ۔ امام ابی الحسن الجزائری ابن اثیرؒ۔ ج۔۱ (الف) اردو ص ۱۷۴۔ ذکر سیدنا انس رضی اللہ عنہ

وہ انس ابن حارث ان کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔ ان کی حدیث اشعث بن سحیم نے اپنے والد اور ان کے والد نے ان (انس رضی) سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ میرا بیٹا (یعنی حسینؓ) سرزمین عراق میں شہید ہوگا۔ پس جو شخص ان کو پائے وہ ان کی مدد کرے۔ چنانچہ یہ انس بھی حسین رضی اللہ کے ساتھ شہید ہوئے ان کا تذکرہ تینوں نے لکھا ہے ۔۔۔ ابن مندہ نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے ۔۔۔ ابو عمر نے اور ابو احمد عسکری نے بھی موافقت کی ہے
تینوں سے مراد۔ حافظ ابو نعیم۔ حافظ ابن مندہ۔ ابو احمد عسکری۔

واللہ اعلم بالصواب۔

اس حدیث اور دیگر فضائل امام حسین کی روشنی میں یزید بھی جانتا تھا کہ نہ صرف اس کا موقف کمزور ہے بلکہ امام عالیمقام کی لوگ حمایت ضرور کریں گے اسی لئے اس کے حکم سے راستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی تھی کہ کوئی حسینؓ کی نصرت کو نہ جاسکے۔ ناکہ بندی کے علاوہ لشکر متعین کئے گئے جو گشت کرتے رہتے تھے اور نگرانی کرتے تھے کہ کوئی حسین علیہ السلام کی نصرت کو نہ جاسکے۔ ان سب کے باوجود لوگ نصرت امام عالیمقام کو پہونچے۔ کچھ نے یہ طریقہ اختیار کیا

کر لشکر یزید میں شریک ہو کر کربلا پہونچے اور جیسے جیسے موقع ملتا گیا لشکر یزید سے نکل کر لشکر امام عالی مقام میں شامل ہوتے گئے۔ اس طرح سے چند آنے والوں کا مختصر حال ہم کتاب ابصار العین فی انصار الحسین تالیف علامہ شیخ محمد بن شیخ طاہر سماوی نجفی اردو ترجمہ عمدۃ العلماء مولانا تصدق حسین کنتوری صاحب اعلی اللہ مقامہ سے پیش کر رہے ہیں۔ اس طرح چودہ آنے والوں کا انھوں نے مذکورہ کتاب میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ جناب عبداللہ بن بشر الخثعمی بن ربیعہ بن عمر بن مخارہ بن قمر عامر بن راشد بن مالک بن واہب۔ عبداللہ بن بشر مشہور شخص تھے ان کے اور ان کے والد کے ذکر اکثر تاریخی لڑائیوں میں مذکور ہیں یہ عبداللہ پہلے تو ابن سعد کے لشکر میں تھے نویں محرم سے پہلے حضرت امام حسینؑ کے لشکر میں ابن سعد کے لشکر سے نکل کر شریک ہوئے اور عاشورے کے دن نماز ظہر سے پہلے جو حضرت کے لشکر پر حملہ ہوا تھا اس میں یہ بھی شہید ہوئے (ابصار العین ص ۱۶۰)

۲۔ حریث بن امراء القیس کندی۔ یہ صاحب عرب کے شجاعوں میں مشہور تھے اور بڑے عابد تھے۔ لڑائیوں میں اکثر ان کا ذکر لشکر ابن سعد میں کوفے سے یہ بھی آئے تھے جب صلح کی امید جاتی رہی اور لڑائی ٹھن گئی یہ صاحب ابن سعد کے لشکر سے جدا ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف آ گئے اور روز عاشورا لڑنے کے بعد شہید ہوئے صاحب حدائق وردیہ کا بیان ہے یہ صاحب پہلے حملے میں شہید ہوئے (ابصار العین ص ۱۶۱)

۳۔ زہیر بن سلیم الازدی۔ انھوں نے جب دیکھا کہ لشکر شام ہر طرح سے آمادہ جنگ ہے اور صلح نہ ہو گی تو شب عاشورا لشکر ابن سعد سے نکل کر حضرت (امام حسینؑ) کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور پہلے حملے میں یہ بھی شہید ہوئے۔ (ابصار العین ص ۱۶۲)

۴-۵- "نعمان بن عمرو ازدی راسبی و حلاس بن عمرو ازدی راسبی یہ دونوں صاحب کوفہ کے رہنے والے اور حضرت امیرالمومنین کے اصحاب سے تھے یہ دونوں بھی ابن سعد کے لشکر میں آئے تھے اور جب ان کو معلوم ہوا کہ صلح نہ ہوگی تو رات کو مخفی طور سے لشکر ابن سعد سے نکل کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں آگئے اور حضرت کے روبرو شہید ہوئے۔" (ابصار العین ص ۱۷۲)

۶-۷- "مسعود بن الحجاج التیمی تیم اللہ بن ثعلبہ اور ان کے فرزند عبدالرحمٰن بن مسعود بن الحجاج۔ یہ دونوں باپ بیٹے بڑے بہادر اور شجاع تھے اور شیعان جناب امیر علیہ السلام سے تھے۔ ابن سعد کے لشکر پہونچنے کے بعد نویں تاریخ محرم تک جو زمانہ مہلت تھا اس مدت میں کسی دن ابن سعد کے لشکر سے نکل کر حضرت کے لشکر میں حاضر ہوگئے اور پہلے ہی حملے میں دونوں باپ بیٹے شہید ہوئے۔" ابصار العین ص ۱۷۷)

۸- "بکر بن حی بن تیم اللہ بن ثعلبۃ التیمی۔ بکر بھی ابن سعد کے لشکر میں کوفے سے آئے تھے۔ روز عاشورا جب لڑائی شروع ہوئی تو حضرت کی طرف آکر مل گئے۔ اور حضرت کے سامنے پہلے ہی حملہ میں شہید ہوئے۔" ابصار العین ۱۷۱

۹- "جوین بن مالک بن قیس بن ثعلبہ التیمی۔ یہ بھی لشکر ابن سعد میں آئے تھے جب امام حسین کو صلح کا جواب ہوا۔ اور لڑائی ٹھن گئی تو یہ ابن سعد کے لشکر سے مع اور تیمی قبیلہ والوں کے شب عاشورا علیحدہ ہو کر حضرت کی خدمت میں آگئے اور روز عاشورا پہلے حملے میں شہید ہوئے۔" ابصار العین ص

۱۰۔ عمر بن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبۃ الضبعی۔ یہ نامی شجاع و شہسوار تھے۔

سیاہ واضح رہے کہ امام عالی مقام تک پہونچنے کے تمام راستوں پر ناکہ بندی کر دی گئی تھی اس کے علاوہ لشکر مقرر تھے جو کوفے کے گرد ملا یہ پھرتے رہتے تھے لہٰذا کئی لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ شاہی لشکر میں شامل ہو کر آتے اور موقعہ ملتے ہی امام سے جا ملتے۔ (ش)

لشکر ابن سعد میں کربلا آئے تھے بعد میں اس لشکر سے نکل کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روز عاشورا پہلے حملے میں شہید ہوگئے (ابصار العین ص ۱۶۲-۱۶۳)

۱۱- ضرغامہ بن مالک تغلبی۔ جیسا ان کا نام ہے جس کے معنی شیر نر کے ہیں ویسے ہی یہ صاحب شجاع بہادر اور دلیر تھے اور شیعہ تھے۔ جناب مسلمؑ کے ہاتھ پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کوفے میں انھوں نے کی تھی۔ جب جناب مسلمؑ قتل ہوگئے اور ابن سعد کا لشکر کربلا کو چلا یہ بھی اس لشکر میں کربلا آئے اور آخر کو حضرت امام حسینؑ سے آکر مل گئے اور روز عاشورا بعد نماز ظہر میدان میں آئے اور بعد قتال وجدال شہید ہوگئے (ابصار العین ص ۱۰۹)

۱۲- حر بن یزید الریاحی۔ کوفے کے رئیس تھے۔ ابن زیاد نے ایک ہزار سوار دے کر روانہ کیا۔ منزل شراف پر امام حسینؑ کے لشکر کا سامنا ہوا۔ جعفر امام حسینؑ اور حضرت کا سب لشکر عمامے باندھے ہوئے تلوار لیے لیے ہوئے کھڑے تھے۔ حضرت نے لشکر حرؑ کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے آدمی اور جانور سب بے تاب ہیں۔ آپ نے حکم دیا سارے لشکر کو پانی پلا دو۔ اور سب گھوڑوں کو بھی سیراب کرو ظہر کی نماز دونوں لشکروں نے امامؑ کی اقتدا میں ادا کی۔ اسی طرح عصر کی نماز بھی ادا ہوئی اسی موقع پر آپؑ نے ظہر سے پہلے اور عصر سے پہلے بھی خطبہ دیا۔ آپؑ نے عقبہ بن سمعان کو حکم دیا کہ اہل کوفہ نے جو خطوط بھیجے ہیں ان کو پھیلا دے حر نے ان کو دیکھا۔ حرؑ نے عرض کی میں نے نہ تو کوئی عرضی لکھی نہ میری کوئی عرضی اس میں ہوگی۔ مجھے ابن زیاد کا حکم ہے کہ جہاں آپؑ سے ملاقات ہو آپ سے جدا نہ ہوں اور آپؑ کو ابن زیاد کے پاس پہنچا دوں.... جب اہل بیتؑ بھی سوار ہو گئے۔ تو سب نے مکہ کی طرف پھرنے کا قصد کیا۔ حر کا رسالہ پھرنے سے مانع ہوا۔ حضرت نے حرؑ سے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے تیرا کیا ارادہ ہے۔ حرؑ نے عرض کیا اے مولا کوئی شخص بجز آپ کی ایسی شان و شوکت میں مع فوج کے ہوتا

اور میری ماں کا نام اس طرح لیتا تو میں اس کی ماں کا نام اسی طرح لیتا مگر مجبوری ہے آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک ہے بغیر تعظیم و تکریم و درود و سلام نہیں لے سکتا۔ حضرت نے فرمایا پھر کیا کہتا ہے۔ حرؓ نے کہا کہ میں آپؑ کو ابن زیاد کے پاس پہونچا دوں۔ حضرت نے فرمایا میں ہرگز نہ جاؤں گا۔ حرؓ نے کہا مجھے یہی حکم ہے آپؑ کے ساتھ رہوں۔ آپ کوفے جانا نہیں چاہتے تو ایسے راستے پر چلیے جو نہ کوفے جاتا ہو اور نہ مدینہ۔ میں ابن زیاد کو یہ حال لکھوں اس کا جو جواب آئے اس پر عمل کروں۔ آپؑ سفر پر روانہ ہوئے لشکر حرؓ بھی ساتھ رہا۔ مقام بیضہ پر بھی ساتھ رہا۔ حرؓ نے کہا کہ آپ یزید سے لڑیں گے تو ضرور قتل ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا اے حرؓ تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔ پھر آپؑ نے چند شعر پڑھے۔ حضرت کو روانہ ہوئے۔ کچھ فاصلے سے ایک اشتر سوار آتا دکھائی دیا۔ جو ہتھیار بند تھا۔ اس نے حرؓ کو سلام کیا لیکن امام حسینؑ کو سلام نہیں کیا۔ وہ مالک بن نسر البدی قبیلہ بنی کندہ سے تھا۔ اس نے حرؓ کو ابن زیاد کا خط دیا۔ وہاں سے نینوا یا غاضریہ قریب تھا۔ وہاں پہونچ گئے۔ ابن سعد نے قبیلہ تمیم اور ہمدان کو حرؓ کی نگرانی اور ماتحتی میں دیا اور کل فوج کا علم اپنے غلام کو دیا۔ حرؓ اس لشکر سے نکل کر امام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی جان نثار کی۔

حرؓ نے شہادت کے عرصے بعد بھی نصرت کی

ایران کا ایک بادشاہ کربلائے معلیٰ گیا۔ وہاں کسی نے کہا اللہ کا ارشاد ہے شہید زندہ ہوتے ہیں۔ قبر امام حسینؑ کو کھود کر دیکھا جائے تاکہ تصدیق ہو سکے۔ ایک وزیر جو محب اہل بیتؑ تھا۔ اس نے ہر چند سمجھایا۔ جب کسی طرح بادشاہ نے رائے نہ بدلی تو اس نے کہا یہ حرؓ کی قبر اسی کو کھود کر دیکھ لیا جائے حق آشکارا ہو جائے گا۔ چنانچہ جناب حرؓ کی قبر کھولی گئی۔

حُر آرام سے سو رہے تھے یہ بیت سلامت تھی بادشاہ مطمئن ہو گیا۔ رومال جو حضرت حُر کے سر میں بندھا تھا اس کے متعلق پوچھا تو معلوم ہوا کہ جناب [illegible]ہ کا رومال حضرت امام حسینؑ نے خود باندھا ہے۔ بادشاہ نے چاہا کہ یہ رومال خود لے لے جب رومال کھولا خون تازہ ابلنے لگا۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ حُر یہ رومال اپنے سے جدا کرنے کو تیار نہیں لہٰذا رومال دوبارہ باندھ دیا گیا۔ قبر بند کر دی گئی۔ میں اس تاریخی واقعہ کو اسلام کی حقیقت اور قرآن آیت کی صداقت میں پیش کرتا ہوں۔

۱۳-۱۴۔ سعد بن حرث انصاری عجلانی اور ان کے بھائی ابوالحتوف بن حرث انصاری عجلانی - یہ دونوں صاحب کوفے کے رہنے والے اور دفتر کے لوگ تھے۔ عمر ابن سعد کے لشکر میں کوفے آئے تھے صاحب حدائق وردیہ نے یہ لکھا کہ جب عاشورے کے روز امام حسین علیہ السلام کے اصحاب شہید ہو گئے اور حضرت نے بآواز بلند پکارا کہ کوئی ہماری مدد کرنے والا ہے۔ حضرت کی آواز سنکر خیمہ سے بی بیاں اور بچے سب روتے پیٹتے نکل آئے انھیں سعد بن حرث اور ان کے بھائی ابوالحتوف نے جب اہل بیتؑ کی آوازیں سنیں تلوار لیکر حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف سے لشکر شام سے لڑنا شروع کر دیا اور بہت سے لوگوں کو مار کے خود دونوں بھائی ایک ساتھ شہید ہوئے۔

(ابصار العین ص ۱۴۹ - ۱۵۰)۔

اعتراض کہ تقیہ امام حسینؑ نے کیوں نہ کیا

تقیہ فطری عمل

سب سے پہلے ہم نئی نسل جنھوں نے ۱۹۴۷ء کے مسلم کش فسادات نہیں دیکھے ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ گڑھ مکتیشر کے میلے میں فساد شروع ہوا۔ بڑھتے بڑھتے دہلی تک پہونچا پھر تو پورے ملک میں فسادات کی لہر دوڑ گئی۔ مشرقی پنجاب خصوصاً وہاں کی سکھ ریاستوں۔ پٹیالہ۔ وغیرہ میں شاید ہی کوئی مسلمان گھر بچا ہو جو متاثر نہ ہوا ہو۔ اس زمانے میں بڑے جید علماء دھواں دھار تقاریر کرنے والے مولوی صاحبان نے جان بچانے کے لئے ہندوؤں جیسا لباس پہنا۔ ماتھے پر چندن و تلک لگایا۔ کچھ نے چوٹی بھی بال کتر کر بنالی۔ کچھ نے جنیو بھی گلے میں ڈالا۔ اور گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ ٹرینیں روکی جاتیں ڈبوں میں گھس کر تلاش کیا جاتا۔ اور قتل کر دیا جاتا۔ سڑک کے راستے لڑکوں پر بھاگنے والوں کے لئے۔ ریلوے پھاٹک بند کر دیتے جاتے اور حملے ہوتے قافلے کے قافلے صاف ہو جاتے۔ عورتوں کو لیجاتے اور ہزاروں ان کے قبضے میں رہیں ان سے اولادیں پیدا ہوئیں۔ جو مسلمان بھیس بدل کر۔ اور ظاہر کرتے کہ وہ ہندو ہی ہیں رام رام بھی کرتے تاکہ جان بچ جائے بس اسی کا نام تقیہ ہے جو عین فطرت انسانی کے مطابق بھی ہے۔

اب بات جب یہاں تک آگئی تو ایک واقعہ سن لیجیے۔ بمبئی سے شمالی ہند کو جو ٹرین آتی ہے اس کا آخری اسٹیشن الہ آباد ہے اس لائن پر سی پی (مدھیہ پردیش) میں ایک شہر ہے۔ کٹنی۔ وہاں بھی فساد ہوا۔ ایک عورت غریب کو لے گئے۔ اور گھر میں ڈال لیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ مگر واہ رے عورت تیری عظمت کہ اسلام۔ دل میں اسلام سے محبت۔ دس پانچ سال گزرنے کے بعد اس کی نگرانی میں کمی آگئی۔ وقت گزرتا گیا۔

یہاں تک کہ وہ لڑکا اٹھارہ برس کا جوان ہو گیا۔ پس ایک روز موقعہ سے لڑکے کو لے کر کٹنی اسٹیشن پہونچ گئی اور جیسے ہی بمبئی والی گاڑی آئی سوار ہو گئی اور الہ آباد اسٹیشن پر اتر گئی۔ اسٹیشن سے قریب مسلمانوں کا مضبوط علاقہ ہے۔ باہر آئی ایک مسجد میں پہونچ گئی وہاں پھر بھی کچھ ہندو آبادی بس گئی ہے۔ لوگوں نے اسے محلہ دریا آباد پہونچا دیا۔ جو اس وقت مسلمانوں کا قلعہ سمجھا جاتا ہے۔ وہاں اس نے لوگوں کو حال سنایا کسی نے ایک کوٹھری دے دی کہ جب تک کوئی ذریعہ معاش نہ ہو جائے مفت رہیں۔ اور وہ ماں بیٹے وہاں رہتے ہیں۔ کیا کہیں گے کہ اٹھارہ بیس سال اس نے ارتداد میں گذارے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

معلوم ہوا کہ جان بچانے کے لیے اپنا عقیدہ چھپانا اس طرح سے کہ دل میں ایمان رہے۔ اس پر سب ہی نے عمل کیا ہے وہ بھی جو تقیہ پر اعتراض کرتے ہوئے شیعوں کو مطعون کرتے ہیں ان کا بھی اس پر عمل رہا ہے۔ خدارا مسلمانوں کے اندر نفرت کے بیج نہ بو۔ اس سے اسلام کو نقصان ہی پہونچے گا۔ فائدہ نہیں۔ اب آیات قرآنی ملاحظہ ہوں۔

جواز تقیہ آیات قرآنی ویسے تو کئی آیتیں ہیں۔ مگر ہم سردست صرف تین واضح آیات پیش کر رہے ہیں۔

ا۔ پارہ ۱۴۔ سورہ نحل آیت ۱۰۶۔ من کفر باللّٰہ ۔۔۔ بالایمان

ترجمہ جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ سے کفر کرے سوائے اس کے جس پر زبردستی کی جائے بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہے لیکن ہاں جو جی کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں جس شخص پر زبردستی کی جائے۔ اگر وہ ایمان لانے کے بعد مجبوراً کفر ظاہر کرے اور دل میں ایمان ہو تو وہ مستثنےٰ ہے اس پر غضب الہٰی نہ ہو گا۔ یعنی مجبوراً اظہار کفر کی اجازت ہے بشرطیکہ دل میں

ایمان ہو۔ یوں سمجھئے کہ تقیہ۔ نفاق کی ضد ہے۔ منافق وہ جس کے دل میں کفر ہو اور وہ اسلام ظاہر کرے۔ اور تقیہ وہ جہاں دل میں ایمان ہو اور بوجہ مجبوری کفر کا اظہار ہو۔

۲۔ سورہ مومن پارہ ۲۴۔ آیت ۲۸ وقال رجل موصن من آلِ فرعون یکتم ایمانہٗ ...... الخ

ایک مومن شخص نے جو فرعون کے خاندان سے تھا اور اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا۔ آیت خود ہی واضح ہے جو اپنے ایمان کو (بوجہ مجبوری) چھپاتے تھا اللہ نے اس کو مومن کہا۔ (ترجمہ) (اشرف علی تھانوی)۔

۳۔ سورہ آلِ عمران۔ ۲۷۔ لا یتخذ المومنون الکٰفرین اولیاء....

تقیہ: "مسلمانوں کو چاہیئے کہ کفار کو (ظاہراً یا باطناً) دوست نہ بنائیں مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کر کے مگر ایسی صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کی (قوی) اندیشہ رکھتے ہو۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

یعنی مومن کافروں کو دوست نہ بنائیں سوائے اس کے کہ مومن کو کفار سے خوف ہو۔ یہاں بھی تقیہ کی رخصت ہے۔

صحابہ کرام نے بھی تقیہ کیا ہے۔ دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

صحابی رسولؐ کا تقیہ سنن ابن ماجہ شریف امام محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۵ھ ج۔ ۱۔ مترجم کراچی باب نمبر ۷۰ حدیث نمبر "۲۱۹۳" ابن ابی شیبہ۔ عبداللہ بن موسٰی۔ اسرائیل ح۔ یحییٰ بن حکیم ابن جعدی۔ اسرائیل۔ ابراہیم بن عبدالاعلےٰ۔ جدہٗ۔ ابراہیم۔ سوید بن حنظلہ فرماتے ہیں ہم حضورؐ کے پاس جانے کے ارادے سے نکلے اور ہمارے ساتھ وائل بن حجر بھی تھے راہ میں وائل کے ایک دشمن نے انھیں پکڑ لیا لوگوں نے جھوٹی قسم کھانا معیوب سمجھا لیکن میں نے قسم کھائی کہ یہ میرا بھائی ہے۔ اس نے وائل کو چھوڑ دیا ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپؐ سے سارا واقعہ بیان کیا

آپؐ نے فرمایا تو نے سچ کہا یہ تیرا مسلمان بھائی ہے" (یہ بھی تقیہ ہی ہے)

صحابی رسولؐ حضرت عمار یاسرؓ کا تقیہ

اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اجازت مرحمت فرمانا۔

کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ علامہ امام ابی الحسن علی الجزائری ابن اثیرؒ۔ ترجمہ عبدالشکور فاروقی۔ اردو۔ ج۔ ۷۔ ذکر عمارؓ ص ۶۰-۶۱

"ہمیں ابو محمد یعنی عبداللہ بن علی بن سویدہ تکریتی نے اپنی سند کو ابوالحسن یعنی علی بن احمد بن متویہ تک پہونچا کر اللہ عزوجل کے اس قول من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کے متعلق خبر دی کہ یہ آیت عمار بن یاسرؓ کے حق میں نازل ہوئی۔ ایک مرتبہ ان کو مشرکوں نے پکڑ کر مارنا شروع کیا اور کسی طرح نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم کی برائی بیان کی اور ان کے معبودوں کی تعریف کی۔ اس وقت کافروں نے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے پوچھا کیا خبر لائے۔ انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ بہت بری خبر ہے میں اس وقت اس سبب سے زندہ بچ کر آیا کہ میں نے آپ کی برائی بیان کی اور ان کے معبودوں کی تعریف کی حضرتؐ نے پوچھا کہ تم اپنے دل کی کیا کیفیت پاتے ہو انھوں نے عرض کیا کہ دل تو ایمان پر قائم ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ پھر کچھ مضائقہ نہیں اگر اب وہ تم سے ایسا کریں تو تم پھر ایسا ہی کرنا" جو بالغ النظر ہیں انھوں نے کھل کر اس کے جواز کو تحریر کیا ملاحظہ ہو۔ لغات الحدیث۔ ج۔ ۱۔ کتاب ت باب التاء مع القاف ص۱۰۔

"التقیۃ۔ اس کو بھی کہتے ہیں کہ آدمی اپنا اعتقاد عزت یا جان بچانے کے ڈر سے چھپائے۔ یہ اہل سنت اور امامیہ سب کے نزدیک جائز ہے۔

قرآن میں ہے۔ وقال رجل من آل فرعون یکتم ایمانہ اور

لاان تتقوا منھم تقاۃ۔" اور حضرت عمار نے تقیہ کیا تھا اور محمد بن مسلمہ نے بھی" سردست، ہم سمجھتے ہیں کہ تقیہ کے جائز ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ لیکن واضح رہے کہ شریعت نے حدود معین کئے ہیں۔ بعض حالات میں تقیہ واجب و فرض ہوتا ہے اور بعض حالات میں تقیہ حرام ہوتا ہے۔ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کے نرغے میں ہوں اور کوئی شخص تقیہ کر کے اپنی جان تو بچائے اور رسول خدا کے لئے مزید خطرہ پیدا کر دے تو یہاں تقیہ حرام ہوگا۔ اسی طرح اگر تقیہ کرنے سے مثلاً رسولؐ کی جان بچ سکتی ہے تو تقیہ واجب و فرض ہوگا۔ مولانا علی نقی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ لکھنوی نے بیان فرمایا کہ اگر تقیہ نہ کرنے سے اسلام کو نقصان کا احتمال ہو تو تقیہ واجب و فرض ہے اور اسی طرح اگر تقیہ کرنے سے اسلام کو نقصان پہونچ رہا ہو تو تقیہ حرام ہے بس اس معیار پر دیکھئے اور فیصلہ کیجئے۔ کہا گیا امام حسین علیہ السلام نے تقیہ کیوں نہ کیا؟ بجواب اگر وہ تقیہ کر لیتے تو آج یزید کا اسلام تو شاید ہوتا لیکن محمد رسولؐ اللہ کا لایا ہوا اسلام نہ ہوتا۔ یزید کا اسلام اس کے ان اشعار سے ہی ظاہر ہے جو اس نے شہادت امام عالیمقام کی اطلاع ملنے پر پڑھے تھے۔ جسے ہم مع ترجمے کے امام اہل سنت حضرت علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب تذکرہ خواص الامت سے پیش کر رہے ہیں۔

علامہ سبط ابن الجوزی الحنفی م ۶۵۴ھ کتاب تذکرہ خواص الامۃ۔ ذکر حمل الراس الی یزید۔ ع ص ۲۶۱۔ اردو ص ۳۱۵-۳۱۶ والمشہور عن یزید فی جمیع الروایات: انہ لما حضر الراس بین یدیہ جمع اھل الشام وجعل ینکت علیہ بالخیزران ویقول ابیات ابن الزبعری۔

لیت اشیاخی ببدر شہدوا ۔۔۔ وقعۃ الخزرج من وقع الاسل

قد قتلنا القرن من سادا تہم ۔۔۔ وعدلنا قتل بدر فاعتدل

حکی القاضی ابو یعلی عن احمد بن حنبل فی کتاب (الوجہین والروایتین)

انہ قال: ان صح ذلک عن یزید فقد فسق۔

قال الشعبی وزاد فیہا یزید فقال

لعبت ھاشم بالملک فلا خبر جاء ولا وحی نزل

لست من خندف ان لم انتقم من بنی احمد ما کان فعل

قال مجاھد: نافق وقال الزھری: لما جاءت الرؤس

کان یزید فی منظرہ علی جیرون فانشد لنفسہ:

لما بدت تلک الحمول واشرقت

تلک الشموس علی ربی جیرون۔

نعب الغراب فقلت صح اولا تصح

فلقد قضیت من الغریم دیونی۔

ترجمہ:۔ تمام روایات مشہورہ جو یزید کے متعلق موجود ہیں ان میں ہے۔ کہ جب سر حسینؓ اس کے سامنے رکھا گیا تو اس نے اہل شام کو جمع کیا اور وہ سر مبارک پر خیزران کی چھڑی مارتا اور ابن زلعبری کے یہ اشعار پڑھتا: اے کاش میرے جنگ بدر والے بزرگ جنگ خزرج میں نیزوں کے پڑنے کے وقت حاضر ہوتے۔

۲۔ ہم نے ان کے سرداروں میں سے ایک سردار کو قتل کیا اور بدر کا بدلہ ہم نے برابر چکا لیا شعبی نے کہا کہ ابن زلعبری کے اشعار میں یزید نے درج ذیل ابیات کا اپنی طرف سے اضافہ کیا۔

۳۔ بنی ہاشم نے ملک و سلطنت کے لئے یہ کھیل کھیلا نہ کوئی خبر آئی نہ وحی نازل ہوئی۔

۴۔ میں قبیلہ خندف سے نہیں اگر میں نے احمد مجتبیٰ سے ان کے کئے کا بدلہ نہ لیا زہری کہتا ہے کہ جب سرہائے شہداء آئے تو یزید سیر و سیاحت میں مصروف مقام جیرون میں تھا تو اس نے خود یہ اشعار کہے۔

۵۔ جب ظاہر ہوئے یہ اونٹ اور چمکے یہ آفتاب جیرون کے ٹیلوں پر۔

۔ تو فراق کا کوا بولنے لگا۔ میں نے کہا تو چیخ یا نہ چیخ میں نے اپنے قرض خواہ سے قرضے چکا لئے۔

مجاہد کہتے ہیں خدا کی قسم لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو یزید کو لعنت ملامت اس کی عیب جوئی اور اس سے قطع تعلق کا اظہار نہ کرتا ہو۔

قال ابن ابی الدنیا: وکان عندہ ابو برزہ الاسلمی فقال لہ یا یزید ارفع قضیبک فواللہ لطال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقبل ثنایاہ۔

ترجمہ: ابن ابی الدنیا کہتے ہیں اس وقت یزید کے پاس ابوبرزہ اسلمی موجود تھے وہ اس سے کہنے لگے۔ اے یزید اپنی چھڑی کو اٹھالے خدا کی قسم میں نے اکثر اوقات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان لبوں کو بوسہ لیتے دیکھا ہے۔

مزید دیکھو صواعق محرقہ ابن حجر مکی اردو ص ۷۲۸-تا ۷۳۲ وغیرہ۔

یزید کا اسلام رائج ہوتا۔ اسکے اسلام کو اگر سمجھنا ہو کیسا تھا تو حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی م ۹۷۴ھ (ع) ص ۲۲۱- اردو ص ۷۳۲ پر ہے۔

أخرج الواقدی من طرق أن عبد اللہ بن حنظلہ ابن غسیل قال، واللہ ما خرجنا علی یزید حتی خفنا أن نرمی بالحجارۃ من السماء۔ ان کان رجل ینکح امہات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلاۃ

واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ ابن غسیل کہتے ہیں، خدا کی قسم ہم نے یزید پر اس وقت خروج کیا جب ہمیں خدشہ ہو گیا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے وہ شخص لونڈیوں کی ماؤں۔ بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا۔ شراب پیتا اور تارک الصلوٰۃ تھا۔ یہ بیان ہر مستند تاریخ میں مل جائیگا۔

ان شواہد کے ہوتے ہوئے کیا اب بھی، کوئی کہہ سکتا ہے کہ امام حسینؑ نے تقیہ کیوں نہ کر لیا۔ ان کے تقیے کے معنی آسمان سے پتھروں کی بارش کو دعوت دینا ہوتا۔ ایسے میں تقیہ حرام اور باطل کا مقابلہ ہی فرض تھا جسے امام سے بہتر کون سمجھ سکتا تھا۔ انھوں نے بقول خواجہ اجمیری

سر داد نہ داد دست در دستِ یزید حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

اب ایک حدیث بھی سن لیجیے۔

رسول خداؐ کی ایک حدیث | تاریخ طبری عربی ج۔ ۵ ص ۴۰۳ طبع قاہرہ اردو۔ ج۔ ۱۔ نفیس اکیڈمی۔ کراچی۔ ص ۲۴۶۔

مقام بیضہ میں آپ (امام حسینؑ) نے اپنے اور حرؑ کے اصحاب میں یہ خطبہ دیا۔ حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپ نے کہا۔ ایہا الناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے بادشاہ (حکمراں) کو دیکھے جو ظالم ہو جو حرام خدا کو حلال سمجھتا ہو جو عہد خدا توڑتا ہو۔ سنت رسول کے خلاف کرتا ہو جو بندگان خدا کے ساتھ ظلم و سرکشی سے پیش آتا ہو اور پھر فعلاً یا قولاً اس پر یہ شخص اعتراض نہ کرے تو خدا اس کو بھی اس کے اعمال میں شریک کرے گا۔ سنو ان حکام نے شیطان کی اطاعت اختیار کر لی ہے خدا کی اطاعت ترک کر دی ہے۔ فساد کو ظاہر۔ حدود شرع کو معطل۔ غنیمت کو غصب۔ حرام خدا کو حلال۔ حلال خدا کو حرام کر رکھا ہے۔ ان پر اعتراض کرنے کا سب سے زیادہ مجھے حق ہے تمہارے خط میرے پاس آئے ......الخ

اب مجھے کہنے کی اجازت دیجیے۔ جو یزید جنگ بدر کا بدلہ لینے کی ٹھانے جو فرشتوں اور وحی کا انکار کرے۔ اس سے بعید نہیں تھا کہ باپ جد کا احترام کرتے ہوئے اذان بھی بند کرا دیتا یا محمد رسول اللہ کے الفاظ

نوٹ:۔ جنگ بدر اتنی اہم ہے کہ اس کا ذکر قرآن میں لفظ بدر کے ساتھ آیا ہے (دیکھئے آل عمران) ایک لاکھ حرمین سفر مشکلات سے ...

نکال دیتا۔ مروج الذہب و معادن الجواہر۔ المسعودی۔ م ۳۴۶ھ
ج ۳۔ ص ۵۴۔ ۴۵۴۔ ذکر مامون پر ہے۔ امیر شام معاویہ نے کہا:
وان اخا ھاشم یصرخ بہ فی کل یوم خمس مرات: اشہد ان محمداً رسول اللہ
فای عمل یبقی مع ھذا؟ لا ام لک واللہ الا دفنا دفنا۔ میں نے اختصار کے پیش
نظر صرف متعلق عبارت نقل کی ہے۔ حوالہ مکمل ہے جس کا جی چاہے پوری عبارت پڑھ لے
مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کا بیان ہے کہ ایک روز ان کے والد امیر شام سے ملنے
گئے واپس آئے چہرہ متغیر تھا پوچھا کہ آپ کے تو خلیفہ سے اچھے تعلقات تھے کیا
معاملہ ہوا۔ انھوں نے کہا یا بنی انی جئت من عند اخبث الناس کہ بیٹا میں خبیث
ترین انسان کے پاس سے آرہا ہوں معاویہ سے میں نے کہا بنی ہاشم کی کمر ٹوٹ چکی
ہے اب ان سے تم کو کوئی خطرہ نہیں۔ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو کہ نام باقی
رہے۔ جواب میں انھوں نے حضرات شیخین کا ذکر کیا کہ وہ مر گئے کیا ہوا۔
سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی دن میں پانچ مرتبہ چیخ چیخ کر پکارا جاتا
ہے۔ اب اس کے ساتھ اب کون سا عمل باقی رہ سکتا ہے۔ ہم دفن ہو جائیں گے۔
اسلام کے نام پر حکومت کرنے والے کو اذان میں سرکار کا نام لینا بھی گوارا
نہ تھا۔ ان کی ہمت صرف اتنی تھی صفین کے راستے میں جمعہ کی نماز بدھ کو پڑھا
دی۔ (مروج الذہب وغیرہ) بیٹا زیادہ جری تھا اگر زندہ رہ جاتا تو
شاید اس طرف توجہ کرتا۔
ان حالات میں تقیہ ہر شخص کے لئے حرام تھا چہ جائیکہ نواسۂ رسولؐ کے
لئے۔ آخر امام حسینؑ سے اتنی سختی سے مطالبۂ بیعت کیوں تھا اس لئے کہ اگر وہ بیعت
کر لیں تو مشتہر کیا جائے کہ جب انھوں نے یزید کے افعال۔ عقاید پر مہر
تصدیق ثبت کر دی تو کسی اور کو کچھ کہنے کا کیا حق ہے اور بیعت نہ کریں تو
سختی کی جائے اور تشہیر بھی کی کہ لوگ خوفزدہ ہو جائیں کہ جب ان کا یہ حشر
کیا تو کسی اور کا کیا حشر ہوگا۔

آخر میں ہم اپنے موقف کو پھر دہراتے ہیں کہ اگر تقیہ نہ کرنے سے اسلام کو خطرہ ہو تو تقیہ واجب اور اگر تقیہ کرنے سے اسلام کو نقصان کا احتمال ہو تو تقیہ جائز نہیں۔ اُس وقت کے حالات ایسے تھے کہ تقیہ جائز ہی نہ تھا لہٰذا یہ سوال ہی غلط ہے کہ امام حسینؑ نے تقیہ کیوں نہ کیا۔

رہ گئی اباحت تقیہ عقل۔ انسانی فطرت۔ آیات قرآنی۔ رسول کے اجازت دینے اور سیرت صحابہ کرام کے پیش نظر تقیہ کی اباحت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

امام حسینؑ نے حضرت حسنؑ کی طرح صلح کیوں نہ کرلی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم۔

یہ متفق علیہ حدیث ہے اس پر ہم ایک رسالہ تالیف کر چکے ہیں۔ اس نص پیغمبر کے بعد کسی مسلمان کو تو حق نہیں پہونچتا کہ ایسے اعتراض کرے کیونکہ یہ اعتراض پیغمبر اکرم سے گزر کر خود ذات باری پر اعتراض کے مترادف ہوگا۔ امام حسینؑ نے اپنے اقدام کی وجہ خود اپنی تقریروں میں بیان کر دیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بھی بیان کی۔ امام حسنؑ نے بھی صلح کرنے کی وجوہات بیان کر دی تھیں۔ اب ہم ایک مختصر سی بات کہہ کر بحث کو ختم کر دیں۔

وہ یہ کہ جن حالات سے امام حسنؑ کو سابقہ تھا ویسے ہی حالات امام حسینؑ کے سامنے ہوتے تو وہ بھی وہی کرتے جو امام حسنؑ نے کیا تھا اور جن حالات سے امام حسینؑ کو دوچار ہونا پڑا اگر ویسے ہی حالات امام حسنؑ کے سامنے ہوتے تو وہ بھی وہی کرتے جو امام حسینؑ نے کیا۔ جس امام نے بھی اپنے وقت میں جو کچھ کیا ان کی جگہ کوئی بھی دوسرا معصوم امام ہوتا تو بھی وہی کرتا۔

عزاداری کے سلسلے میں قربانیاں

یہ بڑا وسیع موضوع ہے۔ تمام واقعات کا احصار کرنا مجھ جیسے بے بضاعت کے لئے تقریباً ناممکن ہے۔ ماضی میں مورخین کے علاوہ دیگر اہلِ قلم حضرات نے جستہ جستہ عزاداری سے متعلق قربانی کے واقعات کو قلمبند کیا ہے۔

ہم کو جتنے واقعات مل سکے ہم انھیں پر اکتفا کرتے ہیں یہ سمجھتے ہوئے کہ آئندہ اس موضوع پر قلم اٹھانے والوں کے لئے یہ مواد ممد ثابت ہوگا انشاء اللہ۔

پاکستان میں سب سے پہلی قربانی۔ حیدرآباد (سندھ)

پاکستان میں سب سے پہلا واقعہ ۱۹۴۸ء حیدرآباد (سندھ) میں رونما ہوا۔ سندھ میں عزاداری کے مراکز عموماً ازراہ اصطلاح میں "پڑ" کہلاتے ہیں اور ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ عزادارِ حسین۔ عزادار ہی ہوتا ہے۔ اس میں شیعہ سنی کی کوئی تفریق نہیں۔ اِدھر سال دو سال سے کچھ خارجی ذہن کے لوگ اپنے ناپاک عزائم کے تحت نفرتیں پھیلا رہے ہیں۔ ابھی ابتدا ہے کاش لوگ توجہ کریں قبل اس کے کہ یہ پودا درخت بن جائے۔ اور پیار محبت۔ بھائی چارگی رواداری۔ جیو اور جینے دو کی فضا برقرار رہے۔ ۱۹۴۸ء میں حیدرآباد میں محرم کے زمانے میں یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ علم۔ ذوالجناح وغیرہ پر جو سرخ رنگ ہوتا ہے رنگ نہیں ہے بلکہ بچوں کو کاٹ کر ان کا خون اس پر چھڑکا جاتا ہے۔ اس پروپیگنڈے کا موثر توڑ نہ کیا گیا۔ واقعات کا تجزیہ کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہونچے یہ سب کچھ ایک خاص سیاسی مقصد کے لئے کیا گیا تھا۔ بہرحال عاشورہ کے جلوس نکلے۔ صبح کا جلوس بخیریت گزر گیا۔ البتہ شام کو اہلِ سنت حضرات کا جلوس جب میونسپل کمیٹی کے سامنے پہونچا تو تعزیہ کو آگ لگا دی گئی۔ ہنگامہ ہوا۔ کئی افراد نے خون/جان کا نذرانہ پیش کیا۔ ایف۔ آئی۔ آر درج ہوئی۔ کچھ لوگ حراست میں لے لئے گئے۔ چیف کورٹ جو اب سندھ ہائی کورٹ ہے۔ نے رنگوں کی کیمیکل رپورٹ طلب کی۔ اور وہ رنگ ہی ثابت ہوا۔ مرنے/زخمی ہونے والوں کے

کو اتنی حاصل نہ کرسکا۔ اللہ مغفرت فرمائے اور ان کی قربانیوں کو شرفِ قبولیت مرحمت فرمائے۔ اس زمانے میں حیدرآباد میں شیعہ حضرات کو اقا قمشکی حاجی دوسا صاحب کی جنگ فیکٹری واقع پھلیلی میں ہوا کرتی تھی۔ کشیدہ حالات کے پیشِ نظر یہ کہا گیا کہ کالے کپڑے پہن کر وہاں جانے میں خطرہ ہے۔ اس لئے کہ مشہور کیا گیا کہ سیاہ لباس کھٹملوں کی نشانی ہے۔ شیعوں کے لیے کھٹملوں کی اصطلاح یوپی۔ انڈیا کی تھی۔ یہاں کے لوگوں کے لیے بالکل نئی تھی۔

اس کے علاوہ ہمارے کرم فرما جناب سید باقر رضا صاحب موجودہ مقامی سکریٹری۔ انجمن وظیفہ سادات و مومنین حیدرآباد کے ایک خط سے ظاہر ہوا کہ اسی زمانے میں ایک ماتمی جلوس پر بھی فائرنگ ہوئی۔ گولی ذوالجناح کے لگی۔ اور کوئی نقصان نہیں ہوا ممکن ہے کہ یہ کوئی دوسرا جلوس رہا ہو۔

عزاداری کے سلسلے میں کراچی میں پہلا قتل: ایوب خاں کا دور تھا۔ عاشورہ کا جلوس جب سعید منزل (موجودہ ایم اے جناح روڈ سابق بندر روڈ) پر پہونچا۔ اس پر پتھراؤ ہوا۔ جناب مصطفےٰ صاحب ابن مجتبیٰ حسین (قمر تنویر کی) جوش میں آگے بڑھتے گئے۔ جوان العمر۔ ان کا تعلق انجمن ذوالفقار سے تھا اسلامیہ کالج کراچی سے انھوں نے تعلیم حاصل کی تھی۔ جب یہ کافی اندر چلے گئے تو گلی میں کسی نے چاقوؤں سے زخمی کردیا۔ زخموں کی تاب نہ لاکر شہید کربلا حضرت علی اکبر کی خدمت میں جان کا نذرانہ لے کر پہونچ گئے۔ لیاقت آباد کے قبرستان سی ون ایریا میں دفن ہیں۔

عزاداری امام حسین علیہ السلام کے سلسلے کا پاکستان میں سب سے بڑا قتلِ عام: یہ دس محرم ۱۳۸۲ھ کا واقعہ ہے۔ ایوب خاں کا دور تھا۔ ایک ہی روز میں تقریباً دو سو ۲۰۰ افراد شہید ہوئے۔ یہ واقعہ خیرپور میرس سے چند میل آگے مین قومی شاہراہ پر واقع قصبہ ٹھیری میں وقوع پذیر ہوا۔ وہاں ایک صاحب مہدی شاہ کے گھر سے سالانہ جلوس عزا۔ عاشورہ کے روز صبح برآمد ہوتا۔ برسوں سے یہ سلسلہ جاری تھا۔ ان کے گھر کے قریب ایک مدرسہ تھا۔ وہاں کچھ نئے مدرس۔ مہتمم آئے۔

اور وہاں سے عزاداری کے خلاف پروپیگنڈا ہوا۔ اور لوگوں کے اذہان اتنے بدلے کہ جب ۱۰ محرم کا جلوس ان کے گھر سے برآمد ہوا۔ جو لوگ تابوت کو کاندھے پر اٹھائے تھے ان کو قتل کر دیا گیا۔ چھوٹی سی بستی۔ تھوڑے سے لوگ۔ کیا کرتے۔ مہدی شاہ کی مستورات نے ایک پڑوسی (برادر اہلسنت) کے یہاں پناہ لی۔ مہدی شاہ کے گھر کے باہر خشک کانٹوں کی باڑھ تھی۔ جو اندرون سندھ کا عام دستور ہے۔ اس میں آگ لگا دی گئی۔ کچھ لوگ وہاں سے بھاگ کر خیرپور میرس پہونچے۔ یہاں جلوس نکلا ہوا تھا۔ اہل جلوس کو جب یہ خبر ملی۔ فاقہ سے لوگ گرمی کے دن پیدل ہی چل پڑے۔ اہل ٹھیڑی تو پہلے ہی سے تیار تھے۔ جب یہ نہتے پیدل تھکے۔ بھوکے پیاسے درمیان میں پڑنے والی نہر پر پل عبور کر رہے تھے۔ کچھ پار ہو گئے تھے۔ کچھ پل پر تھے کچھ ادھر ہی تھے۔ ان پر کھیتوں میں چھپے ہوئے لوگوں نے فائرنگ کر دی۔ لوگ گرنے لگے کوٹنے کے ایک مکان کو آگ لگا دی گئی۔ چھتوں پر بھی لوگ تھے۔ وہاں بھی فائرنگ کی گئی۔ کچھ لوگ جو تیرنا جانتے تھے۔ نہر میں کود گئے اور جان بچائی۔ لاشیں ہر طرف بکھری پڑی تھیں۔ کچھ لوگوں کے گلے پر بھی تیز دھار کے اوزار پھیر دیئے گئے۔ ممکن ہے ان میں جان رہی ہو اسلئے یہ کیا گیا۔ تقریباً ایک سو پچاس افراد کے فوٹو تو اس خادم نے بھی دیکھے تھے۔ پھر کچھ مقدمہ چلا۔ محلہ لقمان کے امیر عباس صاحب کراچی کے وکیل۔ اسرار حسین مرحوم صاحب نے پیروی کی۔ کچھ لوگ اپنے شہیدوں کی لاشیں اپنے گاؤں لے گئے۔ وہیں دفن کیا مثلاً بچل شاہ کی قبر بسر لوسیں ان کے اپنے گھر کے ایک حصے میں ہے۔ شہید ہونے والوں میں کئی برادر اہل سنت بھی تھے اور بہت سے لوگوں کو اجتماعی قبرستان (گنج شہیداں) محلہ لقمان میں دفن کیا گیا۔ شہیدوں میں بہت سے مظفر گڑھ انڈیا کے مہاجر سادات تھے جو لقمان محلے کے قریب میں جھونپڑیوں میں رہتے تھے۔ جن کی مالی حالت بہت سقیم تھی۔ جب کا میں خود چشم دید گواہ ہوں۔ ہوائیوں کو اس واقعہ کو ریڈیو پر خبروں میں بتایا گیا۔ راقم الحروف نے چند احباب کے تعاون سے دس سلائی مشینیں حاصل کیں تاکہ بہت ہی نادار بیواؤں تک پہونچا دی جائیں۔ رشید حیدر سلمہٗ بھی اس حقیر

ساتھ گئے۔ محلہ لقمان ہی میں ایک بڑے مکان میں ٹھہرائے گئے۔ لوگوں سے کہا کہ یہ مشینیں ہم دینے کے لیے لائے ہیں۔ بتایا گیا کہ انجمن والوں کو دیدیں وہ پہونچا دیں گے۔ اس پر ہم راضی نہ ہوئے۔ بالآخر پتہ چلا کہ مولانا شبیہ الحسنین محمدی صاحب کے گھر پر میٹنگ ہو رہی ہے وہیں چلے جائیں۔ دو جملے مرحوم مولانا شبیہ الحسنین محمدی کے بارے میں بھی سن لیجیے غیر منقسم ہندوستان میں مسلم لیگی لیڈر تھے اور بریلی مراد آباد رامپور وغیرہ کے علاقہ میں مسلم لیگ کا کوئی جلسہ کامیاب ہی نہ ہوتا جہاں ان کی تقریر نہ ہو۔ بس ایک جھلک اس زمانے کی ملاحظہ ہو۔ مراد آباد میں مسلم لیگ کا جلسہ تھا۔ وہاں دیوبندی مکتب فکر کا ایک بڑا مدرسہ تھا جو آج بھی ہے۔ وہ سب کٹر کانگرسی گاندھی ٹوپی۔ جواہر لعل کٹ کوٹی۔ علماء ان کے لباس کا جزو ہوتا۔ چنانچہ مدرسہ مذکور کے تقریباً سو لڑکے اس لباس میں ملبوس پنڈال میں آئے اور آگے کرسیوں پر قبضہ کر کے بیٹھ گئے۔ کوئی بات نہیں جلسہ شروع ہوا۔ تقریریں ہوتی رہیں۔ جب جناب شبیہ الحسنین محمدی صاحب کی باری آئی تو کسی نے اُن طلباء کے لباس کی طرف اشارہ کیا۔ انھوں نے تقریر کی۔ ایسی جادو بھری تقریر تھی۔ جلسے کے بعد وہیں پنڈال میں سو طلباء نے اپنی اپنی گاندھی کیپ اور جیکٹ اتار کر خود ہی نذر آتش کر دیا۔ اور پاکستان آنے کے بعد اُن کو ناظم آباد کے علاقے مسلم لیگ کوارٹرس میں غالباً تیس گز پر تعمیر شدہ ایک مکان ان کو ملا۔ اسی میں رہائش اختیار کی۔ وہ مکان آج بھی اُن کے عزیزوں کی ملکیت ہے۔ میں نے اُسے دیکھا ہے اور وہاں بھی ان سے ملاقات کی ہے۔ بہر حال جلسہ مذکورہ بالا جا کر ہم نے درخواست کی ہم کو واپس کراچی جانا ہے ہمیں رہبر ساتھ کر دیں جو نشاندہی کرے ہم خود گھروں پر جا کر مشین دیں گے۔ مولانا نے ایک آدمی ساتھ کیا اور ہم اپنا کام کر کے کراچی واپس آ گئے۔ کافی عرصے تک ان لوگوں سے رابطہ رہا۔

شاعر اہلبیتؑ جناب فیض بھرتپوری نے اس واقعہ سے متعلق ایک مرثیہ کہا۔

اے کلک بوستانِ سخن کو سنوار دے

یہ کراچی سے شایع ہوا۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں انھوں نے تہتر شہداء کے نام

مرثیے میں بڑی خوبصورتی سے نظم کئے ہیں۔

اس مرثیے میں شہدائے ٹھٹھری خیرپور میرس کے اسمائے گرامی جلی حروف میں سلسلہ وار طبع ہوئے ہیں۔ یہ واقعہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ کو ہوا تھا۔ چھپن شہداء کے نام مرثیے میں اور پانچ شہداء کے نام تین قطعات میں ہیں۔ یہ مرثیہ جون ۱۹۷۱ء میں گنج شہیداں محلہ لقمان خیرپور میرس میں مصنف نے خود پڑھا ہے۔

شہداء کے اسمائے گرامی | یوسف۔ صاحب دین۔ کریم بخش۔ نازل۔ حبیب۔ حیدر۔ فخر علی۔ احمد علی۔ غوث بخش۔ عزادار۔ محمد میاں۔ سبھاگو۔ خورشید۔ اختر حسین۔ ارشاد۔ اطہر حسین۔ فضل۔ سرور حسین۔ مظفر حسین۔ موسیٰ۔ عطا۔ غفور۔

صابر حسین۔ طاہر حسین۔ افضال۔ اقبال۔ شبیر۔ شاہد۔ قدردان۔ محمد حسین۔ منظر۔ ریاض۔ دین محمد۔ جمیل۔ عقیل۔ صادق۔ شوکت۔ شبیہ۔

سبط حسن۔ باقر۔ قاسم۔ شفقت۔ نورالحسن۔ وقار علی۔ جعفر۔ جان محمد۔ رشید۔ دبیر۔ سجاد۔ جھنڈا۔ غلام رسول۔ علی حسین۔ وزیر۔ دلنواز۔ اڑیل۔ غلام نبی۔ بھولے۔ بلّو۔ خادم حسین۔ محب حسین۔

علی حیدر۔ بشیر۔ رئیس۔ امیر۔ امام بخش۔ اللہ بخش۔ مہدی۔ سجادی۔ کوثر۔ کریم۔ شاہد۔ دین محمد۔ شمیم۔ احسان۔ حکیم۔ بچل۔

غلام عباس۔ حسن عباس۔ علی عباس۔ حیدر بخش۔ محمد بخش۔

متعلقہ بند ملاحظہ ہوں۔

حق کے عزیز یوسف یثرب کے جاں نثار
ایماں کی اصل صاحب دیں فخر روزگار
ایسے کریم بخش دیں۔ اونٹوں کی جو قطار
نازل ہوئے ہیں ملک میں آئے با افتخار

احمد بہ فیض حق جو حبیب خدا ہوئے
حیدر بھی دو جہان کے مشکل کشا ہوئے

بھائی وہ ہے کہ جس کے ہیں قبضے میں بحر و بر — زوجہ ہے وہ جو لختِ دلِ سید البشر
بیٹے وہ پائے۔ دینِ خدا کی ہیں جو سپر — قدرت ہے جن کو جب محلِ صلح و جنگ پر
روشن سبھی چراغ ہیں اس دودمان کے
ہر دور میں ہیں فخرِ علی خاندان کے

احمد علی حسین و حسن بنتِ مصطفےٰ — دونوں جہاں میں ان کے شرف سب ہیں سوا
جس پیر پر نگاہِ کرم ڈال دیں ذرا — اعزازِ غوث بخش دیں اسکو یہ برملا
اہلِ ولا کا ورد ہیں افکار آپ کے
برتر ہیں قدسیوں سے عزادار آپ کے

رحمت ہے کبریا کی محمد میاں دہر — چرچا ہے جن کے خلق و مروت کا شہر شہر
ہے ان کی ذات کفر و ضلالت کے حق میں زہر — مٹ جائیں دو جہاں جو یہ دکھلیں چشمِ قہر
دشمن ہیں بدنصیب زمیں آسمان میں
جو دوست ہیں وہی ہیں سبھاگو جہان میں

خورشیدِ دیں نبی ہیں تو اختر حسین ہیں — ارشادِ مصطفےٰ ہے کہ اطہر حسین ہیں
فضلِ خدا سے دیں کے سرور حسین ہیں — گو ذبح ہو گئے پہ مظفر حسین ہیں
جلووں سے ان کے ماند تجلی ہے طور کی
موسیٰ بھی کہہ رہے ہیں عطا ہے غفور کی

ہے کربلا گواہ کہ صابر حسین ہیں — تطہیر کا ہے قول کہ طاہر حسین ہیں
بے شک امامِ باطن و ظاہر حسین ہیں — ہے قنبر کی زباں پہ کہ شاکر حسین ہیں
افضالِ کبریا سے وہ اقبال پایا ہے
قرآن۔ بہرِ مدحتِ شبیر آیا ہے

شاہد ہے سب کہ فاتحِ خیبر کا یہ پسر — تھا گود میں کبھی کبھی دوشِ رسول پر
کیوں ان کو پیار کرتے پیمبر نہ اس قدر — امت کی مغفرت کا تھا سہرا انہیں کے سر
سجدے میں ناز اٹھاتے تھے اس نورِ عین کے
ایسے تھے قدردان۔ محمد حسین کے

آغوش میں ضمیر کی پلے تھے وہ حق گزار — جو فردِ کائنات تھے یکتائے روزگار
جاں باز سرفروش نمازی وفا شعار — خالق کی طرح وعدۂ دینِ پیمبر کی ذوالفقار
کس کس کا تذکرہ ہو یہاں سب ہی شیر تھے
کرار تھے دلیر تھے ابن دلیر تھے

شہ کے بھتیجے بھانجے بھائی پسر غلام — پروانہ ہائے شمعِ امامت بلا کلام
پڑھ کر درود کہتے ہیں قدسی جنھیں سلام — خم ہوتے ہیں عزاداروں پہ خود بارہویں امام
ہو کر فنا بقا کی نظر میں سما گئے
سر چڑھ گئے سناں پہ تو معراج پا گئے

منظر ریاض۔ دینِ محمد کا تھا جمیل — مسلم کو جن پہ ناز ہو ایسے تھے وہ عقیل
صادق تھے اپنے قول کے باشوکتِ جلیل — جرأت میں بے مثال تھے ہمت میں بے عدیل
ان سا کوئی جری نہ حسین و وجیہ ہے
پیشِ نگاہ آج بھی ان کی شبیہ ہے

سبطِ حسن جہاں میں تھے با کرّ و فر — قاسم کی جیسے حال پہ شفقت کی تھی نظر
نورالحسن۔ وقار علی صاحبِ ظفر — مداح جن کے فضل کے جعفر ملک سیر
ایسے بھی باعمل تھے سب اس خاندان میں
یہ ذی شرف تھے جانِ محمد جہان میں

یہ تھے رشیدِ عصر۔ و بشیرِ جہانِ نور — سجاد ایسے سجدو نہیں حاصل جنھیں سرور
مغلوب جن کے زورِ عقیدت سے مکروزُور — تھے بے قصور مر کے ملے خلد کے قصور
دم خم سے ان کے زور گھٹا کا ذہین کا
جھنڈا گڑا ہے کفر کی سرحد میں دین کا

یہ جان و دل سے عاشقِ جانِ بتول تھے — پابند تھے فروع کے سب بااصول تھے
حیدر کے معتقد تھے غلامِ رسول تھے — روحِ علی حسین کے گلشن کے پھول تھے
دل میں تھا ان کے عشق خدائے قدیر کا
بعد از رسول عشق نبی کے وزیر کا

جس بات پر یہ اڑ گئے۔ وہ دلنواز تھی | اڑ ریل کہے انھیں کوئی یا بات کا دھنی
ایسے تھے یہ غلام نبیؐ حق پہ جان دی | بھولے تھے پھر بھی جانتے تھے قدرِ زندگی

کیا قدر ان کے عزم کے آگے ہواؤں کی
ان کے گھٹا سکے گی نہ بل۔ تُو جفاؤں کی

یہ سب تھے سر فروشوں کی آغوش کے پلے | وہ مستقل مزاج نہ مرکز سے جو ٹلے
طوفان تھا کہ دل میں شہادت کے ولولے | دریائے خوں میں تیر گئے، ایسے تھے منچلے

سرمایا قوم کا دلِ فطرت کا چین تھے
خادم حسین کے تھے۔ محبِ حسین تھے

کوئی تھا ان میں پھول کوئی غنچۂ کلی | چہروں سے دلربا تھے دلیر دل کے منچلی
ان کے غلام جن کے فضائل ہیں سب جلی | یعنی ابوتراب علی حیدرؑ اور ولی

سب جاں نثارِ آلِ بشیر و نذیر تھے
طینت کے تھے رئیس تو دل کے امیر تھے

ان اغنیا میں حر کا پسر بھائی اور غلام | کہتے تھے ہم نے روکی ہے راہِ شہِ انام
حر کا یہ قول تھا کہ نہیں فکر کا مقام | وہ ہیں امام بخش ہی دیں گے خطا تمام

پھر کر رہیں گے دن مرے بختِ سیاہ کے
اللہ بخش دے گا توسل سے شاہ کے

مہدی ہے اپنا ہادیٔ آخر بعز و جاہ | کوثر کا جب کہ در ہے ملی دو جہاں کو راہ
مثل کریم آنکھ سے روپوش ہے وہ ماہ | شاہد خدا کا دینِ محمدؐ کا بادشاہ

ہر پھول میں جو عطر ہے ان کی شمیم کا
احسان سر بسر ہے خدائے حکیم کا

کہتا ہے دل کہ نار سے بچ چل سوئے امام | راہی ہوا یہ سن کے وہ شبیر کا غلام
چومے قدم پہ گر کے جو پائے شہِ انام | بولی یہ مغفرت کہ مبارک ہو نیک نام

حر کو جو شہ نے نار سے آزاد کر دیا
بیٹے وفا کی راہ میں غازی نے سر دیا!

دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے خود میں نے وہ مقام — جس جا ہوا شہید شہِ پاک کا غلام
کہتا ہے اب بھی مقبرۂ حُر نیک نام — اس سرزمیں پہ حدِ وفا کا ہے اختتام

حیثیت اس لحد کو ہے حاصل ستون کی
تمہید ہے یہیں سے بہتّر کے خون کی

اب میں ہوں اور یادِ شہیدانِ کربلا — وہ غم وہ شاہ بے سروسامانِ کربلا
وہ بچیوں کا خون وہ دامانِ کربلا — لاشوں سے پُر وہ گنجِ شہیدانِ کربلا

اکبر ہیں اس طرف تو وہ قاسم پڑے ہوئے
گھوڑے کے نعل جسمِ حزیں میں گڑے ہوئے

وہ اک طرف حبیبِ امامِ زماں کی لاش — اک سمت حاملِ علمِ خونچکاں کی لاش
بچے کی لاش ہے تو کہیں نوجواں کی لاش — سب سے جدا بتولؑ کے آرامِ جاں کی لاش

رونے کی ایک بی بی کے آواز آتی ہے
ماں جیسے سر کو پیٹ کے آنسو بہاتی ہے

غیروں کے دل بھی ہوتے ہیں سن سن کے بیقرار — اس سمت جو گزرتا ہے روتا ہے زار زار
میں اس حرم میں جبکہ فروکش تھا ایک بار — ہر وقت لب پہ نوحہ تھا چشم تھا اشکبار

اکبرؑ کی یاد میں کبھی اصغرؑ کی یاد میں
آنکھوں پہ پھر فغاں تھی بہتّر کی یاد میں

اک دن جو روتے روتے میں روضے میں سو گیا — دیکھا میاں خواب عجب غم کا ماجرا
جیسے مزارِ پاک سے نکلے شہِ ہدا — آغوش میں امام کی اک طفلِ مہ لقا

کرتا تمام خون میں بچے کا لال ہے
باچھوں میں اس کے تیر ہے گردن نڈھال

دیکھا جو دور سے یہ شہِ دیں کا حالِ زار — باقی رہے حواس نہ دل کو رہا قرار
بے اختیار پیٹ کے سر ہو کے اشکبار — خود کو گرا دیا قدمِ شہ پہ ایک بار

سر تا قدم تھے زخم قبا پاش پاش تھی
سکتے کہ گود میں بچے کی لاش تھی

قطعہ ۱

سیدانیوں کی سب یہ آغوش کے پلے ہیں
دی جان راہِ حق میں ایسے یہ منچلے ہیں
افعال ان کے کیا تھے یہ پوچھنا عبث ہے
حر کیطرح مرے تھے حر کیطرح بھلے ہیں

قطعہ ۲

وفا سرشت و خلوص آشنا و پاک ضمیر
وہ جرأتیں تھیں کہ ابرو سے کاٹ دیں شمشیر
اسی لئے ہوئے حفظِ عزائے شہ پہ نثار
کہ ان میں خاکِ درِ بوترابؑ کا تھا خمیر

قطعہ ۳

اسیرِ عشقِ شہِ مشرقین میں ہوتے
ولا میں ڈوب کے آرام و چین میں ہوتے
یہ سب شہید اگر کربلا میں ہوتے فیض
خدا گواہ ہے فوجِ حسینؑ میں ہوتے

قطعہ ۴

تھا وردِ زباں ان کے جو نامِ عباسؑ
پھیلی تھی ہر اک سمت مشامِ عباسؑ
رضواں بھی بڑھا فیض پئے استقبال
جنت میں گئے جبکہ غلامِ عباس

قطعہ ۵

فنا تھی ان کے لئے اور نہ یہ فنا کے لئے
ہوئے تھے خلق عزائے شہِ ہدا کیلئے
پئے حفاظتِ دینِ نبی بہ فیضِ حسینؑ
قضا پہ ٹوٹ پڑے دائمی بقا کیلئے

قطعہ ۶

علم بھی بے مثال ہے اور زور بھی بے انتہا
گاہ شبرؑ اور کبھی حق کے ولی عباسؑ ہیں
خدمتِ سبطِ نبی میں اور لبِ نہرِ فرات
واں حسن عباسؑ تھے اور یاں علی عباس ہیں

قطعہ ۷

کیا بتائیں تمھیں کہ کیا ہیں یہ
گوہرِ معدنِ وفا ہیں یہ
کم ہے کہدوں اگر یہ فیضِ حسینؑ
شرحِ تاریخِ کربلا ہیں یہ

قطعہ ۸

نعمتِ جنت کی کیا پروا ہے فیض
گر علی نعمات بیحد بخش دیں
مجھ کو حیدر بخش دیں کوثر کا جام
قصرِ جنت کے محمد بخش دیں

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہداء کے مراتب بلند کرے ہم سب کی حقیر سعی کو اپنے کرم سے قبول فرمائے۔ آمین۔

نشتری کے واقعے کے بعد بھی سلسلہ قربانی جاری رہا۔ چنانچہ ۲۶-۱۱-۸۳ء
کو 214/83 F.I.R. No تھانہ جمشید روڈ کراچی ودیگر ذرائع اطلاعات
کے مطابق امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ کا جلوس عزا جس کا باقاعدہ
لائسنس ہے اپنے مقررہ راستوں سے ہوتا ہوا جب بنوری ٹاؤن کی مسجد کے سامنے
پہونچا تو مسجد سے جلوس پر حملہ ہوا۔ ایک پولیس کا سپاہی ڈیوٹی دیتے ہوئے
جاں بحق ہوا اور بہت سے لوگ زخمی ہوئے۔ کچھ لوگ گرفتار ہوئے اور اس وقت کے
D.M.L.A کراچی نے ضمانت کرائی اسی سال یعنی ۹۲-۹۳ میں بہت سے علاقوں میں
فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ مکان جلے۔ مساجد۔ امام بارگاہیں نذر آتش
ہوئیں قرآن جلے۔ خاص طور سے لیاقت آباد، گولی مار کے علاقے متاثر ہوئے خود
راقم الحروف کا مکان جلا۔ لیکن چونکہ ان سب کا براہ راست تعلق عزاداری سے
نہ تھا اس لئے ہم نے اس کا ذکر یہاں نہیں کیا۔ بروز عاشورہ محرم ۱۹۸۶ء مسجد امام
بارگاہ امامیہ سی ایریا لیاقت آباد کا جلوس کے بعد گھراؤ کیا گیا۔ سامنے کی قطار کے
پیچھے کے مکان جسے مسجد میں تبدیل کر دیا گیا ہے آتشگیر مادہ پھینکا گیا۔ آگ بجھانے
کے لئے بھتیجے جناب وجاہت حسین صاحب اور جناب بہادر علی جعفری عرف پیارے صاحب
(تبلیغ امامیہ کے سرگرم عہدیدار) صحن مسجد میں آتے۔ مذکورہ مکان سے فائرنگ
کی گئی اور دونوں حضرات شہید ہو گئے۔
14-10-87 جلوس چہلم۔ ۲۰ صفر نو بجے جس کا باقاعدہ لائسنس ہے مارٹن
روڈ کراچی امام بارگاہ سے حسب سابق برآمد ہوا۔ اس وقت کی سندھ اسمبلی کے
ڈپٹی اسپیکر جناب سید عبدالباری صاحب نے امن کیمپ لگایا ہوا تھا اور ابرار
محی الدین صاحب ودیگر علماء اہل سنت وہاں موجود تھے۔ لیکن جب یہ ماتمی جلوس
جمشید روڈ پر واقع بنوری ٹاؤن کی مسجد کے سامنے پہونچا تو وہاں مسجد پر سے
فائرنگ کی گئی۔ ایک نوجوان جاوید ولد سید قیصر حسین کے ہاتھ میں گولی لگی بعد میں صحتیاب
ہو گئے اور ایک شخص بھائی سلیم احمد شہید ہوئے جن کی لاش جناح ہسپتال لے جائی گئی۔

(ماخذ ذاتی معلومات و روزنامہ امن کراچی مورخہ 87-10-15 و مشرق کراچی 87-10-19 وغیرہ)

ڈیرہ اسماعیل خاں میں دس افراد شہید

عزاداری کی راہ میں رکاوٹ کے لئے ایک یہ غلط پروپیگنڈہ بھی سامنے آیا کہ جی مسجد کے سامنے سے کوئی مذہبی جلوس نہیں گزرنا چاہیئے۔ خواہ وہ جلوس میلاد النبیؐ ہی کیوں نہ ہو۔ کراچی میں اس ضمن میں خاص طور سے نیوٹاؤن کی بنوری مسجد پر سے مزاحمت ہوئی۔ وہاں میلاد النبیؐ کے جلوس پر بھی حملہ ہوا۔ بہرحال اسی قسم کی چپقلش ڈیرہ اسماعیل خاں وغیرہ میں بھی تھی۔ چنانچہ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۸ء کو ڈیرہ اسماعیل خاں میں ۱۶ سالہ پرانا جلوس اپنے مقررہ راستے سے جارہا تھا لیکن آگے جاکر جو دستہ آگے تھا اُس پر فائرنگ کردی گئی اور دس افراد شہید ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں :۔

۱۔ جناب جاوید حسین صاحب۔ ۲۔ جناب اشرف شاہین صاحب۔ ۳۔ جناب کالو خاں صاحب۔ ۴۔ جناب علی حسین صاحب۔ ۵۔ جناب رب نواز صاحب۔ ۶۔ جناب شرف حسین صاحب۔ ۷۔ جناب اشفاق صاحب۔ ۸۔ جناب ہزار خاں بلوچ صاحب۔ ۹۔ جناب عظمت حسین صاحب۔ ۱۰۔ جناب سید محمود نقوی صاحب۔

یہ میں عرض کرتا چلوں کہ اسلام نے راستہ چلنے کا حق ہر شخص کو دیا ہے نہ صرف یہ کہ کوئی کسی کو راستہ چلنے سے روک نہیں سکتا بلکہ جس طرح چاہے چلے کسی قسم کی روک نہیں ہے کہ ڈھول۔ دف وغیرہ بھی نہ بجاؤ۔ خواہ مسجد کے قریب سے ہی کیوں نہ گزر رہا ہو۔ خواہ نماز ہی کیوں نہ متاثر ہو۔ یہ ہے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اسلام کی عملی تعلیم۔ اس کا تفصیلی ذکر اسی کتاب میں اپنے مقام بخاری شریف کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں۔

ڈیرہ کے اس واقعہ کو جناب عبداللہ یزدانی صاحب نے نظم کیا ہے ملاحظہ ہو:

جب ڈیرہ میں خون بہا تھا　　　دن وہ تیس ستمبر کا تھا

گلیاں کوچے بند تھے سارے — ظلم کا اک بازار کھلا تھا
ماتمیوں کے ننگے سر کو — پرچم جھک جھک کے چوم رہا تھا
جن پہ گولیاں تڑ تڑ برسیں — ایک نہتوں کا دستہ تھا
آج کے دن بھی سبط پیمبر — ھل من ناصر بول رہا تھا
ساٹھ برس کا روٹ ہمارا — دو سالوں سے روک رکھا تھا
بند اگر تھا روٹ ہمارا — جنت کا رستہ تو کھلا تھا
گولیاں تڑ تڑ برس رہی تھیں — قافلہ بڑھتا ہی جاتا تھا
دشمن شہزادوں نے یزدانی — جام شہادت نوش کیا تھا

لاکھ سلام اُن ماؤں پہ جن نے
بیٹوں کو مرنے بھیجا تھا

چکوال

اسی طرح چکوال (پنجاب) میں بھی ایک سال ایک قدیم جلوس پر ایک بڑی دیوار گرائی گئی۔ اس سے بہت سے مومنین زخمی ہوئے۔

امام بارگاہ باب العلم ناظم آباد کراچی۔ تین شہید

شب جمعہ 4-6-92 امام بارگاہ باب العلم بعد ختم مجلس تقریباً ½11 بجے شب موٹر سائیکل پر دو مسلح افراد آئے گیٹ سے فائرنگ کی۔ دو نوجوان۔ سید زاہد حسین ولد آغا فاخر حسین عمر ۲۲ سال سکنہ ۳۵۰ - R سیکٹر ۱۴ شادمان ٹاؤن کراچی اور جناب میر سجاد حسین صاحب ولد میر تقی محسن عمر ۲۵ سال سکنہ مکان ۱۳۲ - R سیکٹر A ۱۴ شادمان ٹاؤن موقعہ ہی پر شہید ہوگئے۔ جبکہ تیسرے زخمی جناب شہنشاہ حسین ولد اکمل حسین سکنہ مکان ۳۵۳ - R سیکٹر ۱۴A نے جمعہ کے روز ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لا کر شہادت پائی۔ تینوں طالبعلم تھے۔ دو سیکنڈ ایئر اور ایک بی کام کے طالبعلم تھے۔ ان حضرات کا تعلق انجمن غلامانِ حُر سے تھا۔ ان تینوں صاحبان کو مسجد باب العلم میں گیٹ کے قریب ہی دفن کیا گیا۔ قریب ہی

کی دیوار پر ان کی تصاویر آویزاں اور دیگر کوائف زندگی مختصراً درج ہیں

۹۲-۷-۱۲- پشاور شہر - اتوار دس محرم کو جلوس ۶:۱۰ حسب معمول بوقت ۵۰-۷ا حیدر شاہ کی امام بارگاہ سے برآمد ہوا۔ جب کوہاٹی گیٹ پہونچا اس پر فائرنگ ہوئی۔ تین افراد قانون نافذ کرنے والے بھی زخمی ہوئے۔ بعد میں سپاہ صحابہ کے دفتر پر حملہ ہوا توڑ پھوڑ ہوئی۔ پیر کے روز بھی وقفہ وقفہ سے فائرنگ ہوتی رہی۔ ۹- افراد شہید اور ۲۰ زخمی ہوئے۔ سپاہ صحابہ کے ۳۵- افراد بشمول ایک سابق صوبائی وزیر گرفتار ہوئے۔ حکومت نے مقتولین کو رقوم بذریعہ چیک ادا کیں۔ مطابق (ڈان مورخہ 92-7-13)

۹۲-۹-۴- کو ڈان مورخہ $\frac{9}{92}$ ۵ کے مطابق کورنگی 1/4- ایریا کراچی سے جلوس حسب معمول برآمد ہوا۔ جب جلوس گوادر ٹاور پہونچا تو اس پر پتھراؤ ہوا کچھ لوگ زخمی ہوئے۔ دو دو کانوں اور ایک مکان پر توڑ پھوڑ ہوئی۔ چار افراد سپاہ صحابہ کے زخمی ہوئے۔ فوج آگئی۔ اور جلوس مقررہ راستوں سے ہوتا ہوا دربار زینبیہ پر اختتام پذیر ہوا۔

ہفت روزہ تنظیم کراچی ۹۳-۷-۳ کے مطابق انجمن ذوالفقار حیدری کے جوشیلے ممبر و پولیس کانسٹیبل جناب قمر رضا صاحب کو مذہبی تکرار پر ان کے ساتھی نے گولی مار کر شہید کر دیا۔

ڈان کراچی مورخہ ۹۳-۷-۱ کے مطابق شادی وال گجرات (پنجاب) نزد قبرستان محمد یار طفیل ذوالجناح کے جلوس کے اختتام پر جبکہ نیاز تقسیم کی جا رہی تھی۔ قرب و جوار کے مکان کی چھتوں سے فائرنگ کی گئی۔ پانچ افراد شہید اور اکیس ۲۱ زخمی ہوئے۔ شہداء کے اسمائے گرامی یہ ہیں:- ۱- جناب اللہ رکھا صاحب۔ آف پیر محمد۔ ۲- جناب ثریا صاحب ولد طالب حسین فیصل آباد۔ ۳- سکینہ زوجہ صوبہ خاں آف مگن تحصیل پھالیہ۔ ۴- ایک بارہ سالہ لڑکی صاحبہ۔ ۵- ایک نامعلوم خاتون۔

خطہ اسلام آباد و ذاتی معلومات کے مطابق اسی سال مری میں دس محرم کا جلوس

جب مکی مسجد (سپاہ صحابہ کی مسجد) کے قریب پہونچا۔ اس پر پتھراؤ ہوا۔ اس وقت
دوپہر تھی اور زنجیروں کا ماتم ہو رہا تھا۔ جوابی کارروائی سے قبل پولیس وغیرہ نے
مسجد کو گھیرے میں لے لیا۔ جلوس آگے بڑھا۔ واپسی پر بھی فوج پولیس کا پہرہ لگا ہوا
تھا۔ ماتمی واپس چلے گئے تو شیعہ صاحبان کی دوکانوں کو آگ لگا دی گئی۔

ڈان کراچی ۳-۷-۹۳ کے مطابق کورنگی بم بلاسٹ: رات کے وقت اہل سنت
بھائیوں کا مشہور جلوس عزا برآمد ہوا اس پر ایک طاقتور دستی بم جو روسی ساخت
کا تھا پھینکا گیا۔ بم سے چھ افراد شہید ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ ۱۔ مسماۃ
فاطمہ صاحبہ عمر ۳۶ سال۔ ۲۔ مسماۃ شیریں کمسن عمر ۸ سال۔ ۳۔ محمد ہاشم صاحب
عمر ۲۵ سال۔ ۴۔ جاوید حسین صاحب۔ ۵۔ جناب احمد صاحب عمر ۴۰ سال۔ ۶۔
جناب بشیر صاحب۔ کورنگی کے علاقے کے ایم این اے جناب ملک سکندر صاحب نے
قومی اسمبلی میں نو شہید بتائے (ڈان ۴-۷-۹۳) ممکن ہے زخمیوں میں سے کچھ بعد میں شہید
ہوئے ہوں۔ زخمیوں کی تعداد ۶۷ تھی۔ نوائے وقت ۸-۷-۹۳ کے مطابق ملزمان
۱۔ عاصم ولد علی اکبر راجپوت۔ ۲۔ ملزم عبدالستار ولد عبدالغفور اور ۳۔ ملزم ناظم حسین
کو گرفتار کر لیا گیا ہے اخبار مذکور میں ان کے فوٹو بھی شائع ہوئے۔ انھوں نے مجسٹریٹ
کے سامنے اقبال جرم بھی کر لیا۔ ان کے الگ الگ بیان کے مطابق "بم آر۔جی۔سیون
تھا جسے باجوڑ پشاور سے خریدا گیا تھا" انھوں نے بتایا کہ ان کا تعلق سپاہ صحابہ سے
ہے۔" پولیس نے چھاپہ کے دوران دیگر دستاویزات اور ایک مذہبی تنظیم کے خطوط
اور مہریں بھی برآمد کی ہیں۔" ملزم ناظم حسین نے بتایا "میں نے یہ بم عاصم کو دے
دیا" ملزم عبدالستار نے اپنے بیان میں بتایا کہ وہ ملزم عاصم کے ساتھ کورنگی آیا
تھا جہاں ہم نے یہ بم پھینکا۔" انھوں نے بتایا وہ مدرسہ قوت الاسلام حیدرآباد کے
طالب علم ہیں اور ہمیں یہاں اہل التشیع کے خلاف درس دیا جاتا ہے۔ ملزمان کا بیان
قلمبند کرنے کے بعد نارا جیل حیدرآباد بھیج دیا گیا۔ انھوں نے ابھی بتایا کہ ۶ محرم دھماکے
کی غرض سے سانگھڑ گئے تھے موقعہ نہ ملا۔ پھر ۸ محرم کو کورنگی آئے موقعہ ملا پھر دھماکا

کیا۔ ملزم عاصم نے بتایا کہ افغانستان میں تیرا کے مقام پر اس نے تربیت حاصل کی ہے۔

ڈان کراچی ۱۲ ۶/۹۲ء کے مطابق۔ لاہور کے نیو شادباغ کے علاقے میں کاشانۂ رضا امام بارگاہ پر مجلس عزا (عشرۂ ثانی) ہو رہی تھی ۱۱½ بجے رات قریب کی تین منزلہ مسجد سے دو دستی بم پھینکے گئے۔ جس سے دو افراد شہید ہوئے اور ۴۰ افراد بشمول چند پولیس والے زخمی ہوئے۔ شہداء کے اسمائے گرامی - ۱- سید ناصر نقوی صاحب۔ ۲- سید اسد علی صاحب۔ طرفین کے ۲۰۰ سو افراد گرفتار کئے گئے اور پولیس نے بڑی مقدار میں اسلحہ برآمد کیا۔

ڈان ۲۰-۸-۹۳ کے مطابق جعفر طیار سوسائٹی ملیر (کراچی) میں جلوس عزا حسب معمول برآمد ہوا۔ ایک کیسٹ کی دوکان پر کیسٹ باواز بلند بج رہا تھا۔ منع کرنے پر جھگڑا ہوا۔ کچھ زخمی ہوئے۔ دوسرے روز اہل سنت کی مسجد سے اشتعال دلانے کے لیے اعلان ہوا کہ رات کا ایک زخمی مر گیا۔ حالانکہ مرا کوئی نہ تھا۔

۱۲-۶-۹۲ ۷ محرم نزد مزار قائد اعظم - خداداد کالونی۔ مجلس سے واپسی پر گولی مار کر زخمی کیا گیا۔ محمد حبیب بعد میں شہید ہو گئے اور محمد باقر زخمی ہوئے۔ حبیب کی لاش نادرن ایریا۔ (شمالی علاقہ جات) بھیجی گئی ۸ محرم کو تدفین ہوئی۔ مطابق ڈان کراچی ۱۹-۶-۹۲

۱۹-۶-۹۲ - ناگن چورنگی (کراچی) کے قریب کمسن عدیل اپنے چچاؤں - وقار اور نوید کے ساتھ رات گئے شب بیداری سے واپس گھر جا رہے تھے کہ ناگن چورنگی کے قریب اغوا کیا گیا پھر گودھرا کیمپ کے قریب تینوں کو گولی مار دی گئی - عدیل موقعہ پر ہی شہید ہو گیا - وقار کو جب اسٹریچر پر لیجا رہے تھے تو انھوں نے کہا۔ ذیشان دستار دار بھائی اگر ایسے میں موت آجائے تو اس سے بہتر کیا بات ہوگی - انھوں نے ہسپتال میں شہادت پائی۔ ڈان ۱۹-۶-۹۲

۸-۶-۹۲ - ۸ محرم کورنگی (کراچی) ایریا۔ دو کمسن بچے اپنے ہم عمر ساتھیوں کے ساتھ ۶ ایریا کورنگی کی مسجد میں شرکت کے لیے آ رہے تھے۔ راستے میں بانٹ بچھانے کے لیے

گرفتھے باقی نے پار کر لیا۔ یہ پار نہ کر سکے۔ ان کو پکڑ کر لے گئے۔ دو بچے جو امام بارگاہ پہنچے تو انھوں نے لوگوں کو مطلع کیا طے ہوا جلوس آگے نہ بڑھے گا۔ جب تک بچے بازیاب نہ ہوں گے رات بھر وقفہ وقفہ سے فائرنگ ہوتی رہی۔ المختصر دونوں بچوں کو پولیس کے دباؤ کی وجہ سے رہائی ملی اور بچے اپنے گھر پہونچ گئے اس کے بعد جلوس آگے بڑھا۔ مسلسل فائرنگ سے شبیر اور قمر صاحبان زخمی ہوئے (ذاتی تحقیق)

۲۰-۶-۹۴ - رنگپور مظفر گڑھ۔ اتوار کی شام جب جلوس عزا بازار جھنگ روڈ پہونچا تو دستی بم پھینکا گیا دس افراد زخمی ہوئے۔ جن کے نام وغیرہ نہ معلوم ہو سکے۔ (کوثر ۲۰-۶-۹۴)

(عاشورہ) ۲۰-۲۱ جولائی ۱۹۹۴ کی درمیانی شب۔ شب عاشورہ موضع دومیل تحصیل جنڈ ضلع اٹک۔ ۲۵ سالہ ساجد علی ترابی۔ ضریح بنانے میں مصروف تھے کہ معاً سپاہ صحابہ کے کارکنوں نے بم پھینکا۔ ساجد علی ترابی شدید زخمی ہو گئے۔ چند روز بعد شہید ہو گئے۔ نامزد ملزمان میں سے مسمی شفیق الرحمٰن ولد صوفی لال عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا۔ جس کا تفصیلی ذکر زیر عنوان تعزیہ ملاحظہ ہو۔

۲۱-۶-۹۴ چک نمبر ۲۸۷ EB - وہاڑی۔ اتوار کی شب ساڑھے دس بجے مجلس عزا پر بم پھینکا گیا جس سے اظہر علی ولد باقر علی۔ عمر سات سال شہید اور ۱۵- افراد زخمی ہوئے۔

۲۸-۶-۹۴ - گنبٹ خیرپور میرس۔ دس محرم کو محمد مٹھل کو کھورا گنبٹ میں شہید کیا گیا۔ (کوثر ۲۱-۷-۹۴)

۲۲-۷-۹۴ - نیو کراچی۔ انجمن فدائے حسینؑ قصبہ کالونی کے لڑکے مختار رضا (نیو کراچی) کے یہاں کی شب بیداری سے بس میں واپس جارہے تھے ایک سنسان مقام پر تعاقب کرنے والی ایک کار کے سواروں نے گولیاں چلائیں اور دستی بم پھینکا۔ (کوثر ۲۹-۷-۹۴) اس سے ۱- منور حسین ولد سید محمد حسین۔ ۲- کامران حسین ولد شکیل حسین نقوی۔ ۳- حسن عباس ولد صفدر حسین مرحوم ۴- علی عباس عمر ۱۲ سال ولد غلام عباس۔ ۵- ظفر عباس ولد سید واحد حسین ساکنان قصبہ کالونی۔ اور ۶- سید علی کوثر ولد سید باقر علی مرحوم عمر ۲۵ سال سکنہ پاکستان کوارٹرز۔ چھ افراد شہید اور ۲۲- افراد زخمی ہوئے۔ علی عباس شہید کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی جو دیکھتا رو دیتا۔ سب کی تدفین ۲۳-۷-۹۴ کو ہوئی۔

۲۳-۷-۹۳ - امام بارگاہ سٹلائٹ ٹاؤن میر پور خاص (سندھ) مجلس کے دوران بم پھینکا گیا۔ اتفاق سے دور جا کر پھٹا کوئی نقصان نہ ہوا۔ ڈیلی اسٹار کراچی ۲۴-۷-۹۳ کے مطابق بم پھینک کر بھاگتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار ہونے والوں کے نام۔ ۱- دادا۔ اس کا باپ سپاہ صحابہ میر پور خاص کا صدر ہے۔ ۲- نریندر کمار۔ اور ۳- ہرلیش کمار۔ دونوں ہندو ہیں۔ ان کا تعلق ہندو تنظیم RAW سے ہے۔

۱۲-۸-۹۴ بجے ایریا کورنگی - کراچی - منگل آج شب کورنگی بجے ایریا شب بیداری سے تین اشخاص واپس اپنے گھر واقع ۳½ کورنگی جا رہے تھے۔ گولی چلائی گئی۔ عامر شہید اور دو زخمی ہوئے۔ لونڈی سی بہاء الدین جاتے مجلس پر حملہ کر کے اسے نذر آتش کر دیا گیا۔

۲۹/۹۴ گھوٹکی بازار میں محمد عباس صاحب ایک جلوس کے اختتام کے بعد ایک ہوٹل میں بیٹھے تھے۔ ان کو باہر بلا کر گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ (دو سالہ رپورٹ تحریک جعفریہ ۱۹۹۵)

۷-۶-۹۵ مچھ بلوچستان شیعہ و سنی دونوں فریق میں جلوس کا راستہ طے تھا اور یہ کہ امن قائم رکھا جائیگا لیکن جب جلوس علم مسجد کے سامنے پہونچا تو اس پر پتھراؤ اور فائرنگ کی گئی۔ ۹-۱۰ افراد زخمی ہوئے۔ ۳ کی حالت نازک تھی انھیں کوئٹہ ہسپتال لایا گیا۔ کرفیو نافذ کیا گیا (ڈان ۸-۶-۹۵)

۸-۶-۹۵ مچھ بلوچستان کرفیو میں وقفہ کے دوران ہزارہ قبائل (شیعہ) کے گھروں پر حملہ کیا گیا۔ تین افراد مزید شدید زخمی ہوئے (ڈان ۹-۶-۹۵)

اٹک ۲۵/۱۹۹۴ شب عاشور رومیل تحصیل ضلع اٹک عزادار جناب ساجد علی تراب عمر سال بعد نماز فجر ضریح (نقل روضہ) حضرت امام حسینؑ بنانے میں مصروف تھے کسی نے بم پھینکا زخمی ہوئے اور چند روز بعد شہید ہو گئے۔ نامزد ملزمان میں شفیق الرحمٰن ولد صوفی لال بھی ہے۔ ڈیڑھ سال بعد یہ ہوا کہ اس کے کپڑوں میں اچانک آگ لگ جاتی ہے اور تمام اہل خانہ اپنے گھر کے جس سامان کو ہاتھ لگاتے اس سے شعلے بھڑکنے لگتے۔ (جنگ راولپنڈی یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء)

مزید تفصیل کے لئے دیکھو ہمارا رسالہ کچھ سامان عزا کے بارے میں صفحہ ۳۶

دھابیجی ضلع ٹھٹھہ کی نواحی بستی۔ روزنامہ عوام ۲۷ر مئی ۹۶ء آٹھ محرم کے نامہ نگار کے مطابق۔ "دھابیجی ملز ایریا میں ہفتے یعنی ۸ محرم کو ایک ماتمی جلوس پر چند شرپسندوں نے فائرنگ اور پتھراؤ کیا جس کے نتیجے میں سید شاہ محمد اور سلیمان سمیت ۳۰۔ افراد زخمی ہو گئے۔ زخمیوں میں چند سپاہی بھی شامل ہیں ـــ گھارو پولیس نے سید سیف الملوک شاہ۔ حافظ عبدالخالق سمیت کئی رہنماؤں کو گرفتار کر لیا۔"

ڈان ۲۷ر مئی ۱۹۹۶ء ۹ محرم (نامہ نگار اللہ نواز خاں کے مطابق) ۲۶ مئی یعنی آٹھ محرم کو ڈیرہ اسماعیل خان سے پندرہ کلومیٹر دور گاڑا رحمن کے قریب دو گاڑیوں نمبر DHC ۱۶۰۷ اور ۶۹۸۲ - ۱۰ پر سوار ماتمی گاؤں سردارے والا سے گاڑا رحمن جا رہے تھے کہ اچانک کچھ نقاب پوش کود کر سامنے آ گئے اور انھوں نے گاڑی پر سوار لوگوں پر فائرنگ کر دی جس سے چار افراد شہید اور ۱۲ زخمی ہوئے۔ شہداء کے اسمائے گرامی (۱) فیاض حسین (۲) ثناء اللہ (۳) افتخار احمد (۴) عارف ثقلین۔ زخمیوں کو ہسپتال لیجایا گیا جہاں ذوالفقار اور مرتضیٰ کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ تحریک جعفریہ نے جلوس نکالا میتیں امام بارگاہ شیرازی میں رکھی گئیں۔ شہر کی سڑکیں بند کر دی گئیں۔ ایم۔پی۔اے ثناء اللہ خاں۔ میجر امین اللہ خاں۔ صوبائی وزیر مالیات مخدوم مرید کاظم شاہ۔ نذیر ناجی اور چوہدری جمعہ دین و دیگر لیڈروں نے ہسپتال میں عیادت کی۔ اور شہیدوں کے ورثاء سے اظہار ہمدردی کیا۔

قومی اخبار کراچی ۲۹ر مئی ۹۶ کے مطابق۔

مجید کالونی ـ سیکٹر ون - اے۔ کراچی رضوان ہوٹل کے قریب منگل کی شام نو بجے محرم الحرام تعزیہ کا جلوس گزر رہا تھا۔ وہاں منی سنیما گھر میں انڈین فلم معصوم چل رہی تھی۔ تعزیہ کی وجہ سے تار ٹوٹ گیا بجلی چلی گئی جس پر شرکاء جلوس میں سنیما والوں کے درمیان جھگڑا ہو۔ پھر گیدڑ کالونی بس اسٹاپ

سے چھ نقاب پوش لڑکوں نے مجید کالونی پر اندھا دھند فائرنگ کی جس کے نتیجے میں (۱) ہاشم خان (۲) عمر رحمٰن (۳) ارم خان (۴) عطا اللہ (۵) وسیم اور ۶۔ ظہور شدید زخمی ہوئے اور سیکٹر A-۱ کا ۲۰ سالہ انور جاں بحق ہوئے اس کے علاوہ علاقے سے مزید دو لاشیں ملی ہیں۔

قومی اخبار کراچی مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۹۶ء کے مطابق۔

منگھوپیر کراچی کے علاقے کوہاری میں دس محرم کے جلوس سے واپسی پر یعقوب شاہ بستی جانے والے ماتمی دستے پر نامعلوم افراد نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں۔ (۱) غلام حیدر (۲) غلام علی (۳) رضا (۴) اسد اللہ (۵) محمد زماں (۶) علی (۷) سید امیر علی (۸) خادم علی (۹) عارف (۱۰) عوض علی (۱۱) نور محمد۔ زخمی ہوئے ان کو علاقے کی سیاسی شخصیت جن کا تعلق مینگل قبیلے سے ہے عباسی شہید ہسپتال لائے۔ ان کے الفاظ ہیں۔ " ان پر بڑا ظلم ہوا۔ یہ سب خالی ہاتھ تھے"۔ یہ زخمی اردو بھی پوری طرح نہیں سمجھ سکتے تھے۔

خیر پور ناتھن شاہ ضلع دادو (سندھ) قومی اخبار کراچی مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۹۶

و جنگ کراچی ۳۰ مئی ۱۹۹۶ء کے مطابق دس محرم الحرام۔ منگل ۲۸ مئی ۱۹۹۶ء دوپہر ساڑھے گیارہ بجے دو گروہوں میں تصادم ہوا طرفین نے ایک دوسرے پر پتھراؤ کیا۔ تقریباً ۳۰ افراد زخمی ہوئے پولیس نے ہوائی فائرنگ اور آنسو گیس کے شیل پھینک کر مشتعل افراد کو منتشر کیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پاک فوج اور رینجرز کو طلب کیا۔ فقہ جعفری سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۲۲ افراد زخمی ہوئے۔ ایک کریانہ کی دوکان بھی لوٹ لی گئی۔ فقہ جعفری کے چند زخمیوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ الہ ورایو چانڈیو۔ ۲۔ غلام عباس چانڈیو۔ ۳۔ راجب چانڈیو۔
۴۔ کوڑا خان چانڈیو۔ ۵۔ حسن علی چانڈیو۔ ۶۔ غلام اکبر محمد چانڈیو۔

۷۔ انور گاڑھی۔ ۸۔ میر جان گاڑھی۔ ۹۔ روشن علی کھوسو۔ ۱۰۔ امید علی لغاری۔ ۱۱۔ کرم حسین نوری۔

جنگ کراچی ۳۰ رمئی ۱۹۹۶ء کے مطابق۔ سیالکوٹ تھانہ سبز پیر موضع انوا میقررہ راستے سے ہٹ کر جلوس نکالنے کے تنازع پر فائرنگ سے ایک عورت سمیت ۷۔ افراد زخمی ہوئے۔

نوٹ:۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پانچ افراد کے شہید اور بارہ ۱۲ افراد زخمی ہونے کی خبر ڈان کے حوالے سے درج ہے اس کی مزید تفصیلات ماہنامہ العارف لاہور شمارہ جولائی ۱۹۹۶ء کے حوالے سے پیش خدمت ہیں العارف کے مطابق شہداء (۱) اٹھارہ سالہ فیاض حسین (۲) افتخار حسین جن کا نام ڈان نے افتخار احمد لکھا ہے (۳) تیرہ سالہ سمیع اللہ کا نام ڈان میں ثناء اللہ درج تھا (۴) نو سالہ عارف موقعہ پر شہید ہوئے۔ تین شدید زخمیوں عبدالرشید، غلام مرتضیٰ اور غلام رضا کو لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور لے جایا گیا جہاں عبدالرشید زخموں کی تاب نہ لاکر بالآخر رتبہ شہادت پانے میں کامیاب ہو گئے۔ العارف نے مزید لکھا "F/R میں چھ ۶ افراد کو نامزد کیا گیا ہے۔ جن میں سے دو ۲ افراد صلاح الدین کا ٹھٹھہ سے اور عبدالقیوم کا تعلق سرد ار لیوا گہ سے ہے۔ ان کی اطلاع پر مزید افراد گرفتار کئے گئے۔ محمد ریاض ولد محمد زمان سکنہ حام سامنے آچکا ہے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے اور اسی ریاض حسین کی اطلاع کے مطابق عبداللطیف آف کورائی اور قاری عبدالستار آف موسٰی کھر اس واقعہ میں شامل ہیں جو مفرور ہیں۔"

۲۰۔ ۱۹۹۶ء

ڈان ۸ رجولائی ۱۹۹۶ء بمبئی کے مطابق ۷ رجولائی ۱۹۹۶ء بروز اتوار چنیوٹ میں جلوس عزا بسلسلہ چہلم حضرت امام حسین علیہ السلام پر نامعلوم افراد نے فائرنگ کی جس سے جناب امیر عباس قصاب شہید اور تین عزادار شدید زخمی ہوئے مکمل طور پر جو دو دکانیں نذر آتش کر دی گئیں اور ایک میڈیکل اسٹور تباہ کر دیا ۔ یاد رہے کچھ عرصہ قبل چنیوٹ کی ایک مسجد کے ملاں نے خود ہی قرآن جلوائے اور شیعوں پر الزام لگایا جبکہ ملزم نے خود ہی بھانڈا پھوڑ دیا تھا (جنگ لاہور ۳۱ رمئی مطابق ۲۷ ذوالقعدہ ۱۴۱۶ھ ۹۶ء) (اقرار)

گلگت ۵ ۱/۸۸۔ چہلم حضرت امام حسین علیہ السلام ۔ ۲۰ صفر کو صبح نو بجے جلوس عزا حسب معمول برآمد ہوا ۔ اپنے روایتی راستے پر روانہ ہوا ۔ حکومت راستہ بدلنا چاہتی تھی لہذا بھاری تعداد میں پولیس فورس جو ڈنڈوں اور آنسو گیس وغیرہ سے لیس تھی ۔ بیچ سڑک پر آن کر رکاوٹ بنی ۔ ماتمی دستے یا حسینؑ یا حسینؑ کرتے آگے بڑھے ۔ پولیس نے روکنے کی کوشش کی مگر نہ روک سکی ڈنڈوں اور آنسو گیس کا بے دریغ استعمال ہوا مگر حسینی جانباز آگے ہی بڑھتے گئے ۔ طرفین سے پتھراؤ ہوا ۔ اور پولیس ہٹنے پر مجبور ہوئی ۔ جناب علی محمد ولد جناب محمد علی عاشق حسین ۔ عزاداری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے آگے بڑھتے گئے جب وہ اہلسنت کی جامع مسجد کے قریب پہونچے تو کہتے ہیں فقیر محمد شخص نے گولی چلائی جو سینے کو چیرتی ہوئی پار ہو گئی انھوں نے سینے پر گولی کھا کر جناب علی اکبر کی تاسی کی ۔ گلگت میں عزاداری کے سلسلے کے یہ پہلے شہید ہیں ۔ ماخوذ از خط جناب اخوند زادہ حسین اکبر گلگت و دیگر ذرائع معلومات ۔

وہاڑی ۱۸ ۵/۹۶ ۔ اتوار کی شام کو جناب عبدالغفور صاحب کی والدہ مرحومہ کے چہلم کے سلسلے میں مجلس عزا بر مکان سابق MPA پنجاب و مسلم لیگ لیڈر جناب ارشاد گھلو صاحب موضع گھلو ۔ بستی کوٹ ملک ضلع وہاڑی میں منعقد تھی ۔ کچھ نقاب پوش سفید رنگ کی ہائی لیکس ویگن میں آئے اور انھوں نے اندھا دھند فائرنگ کی جس سے بارہ افراد موقع پر ہی شہید ہو گئے ۔ اور تین افراد نے نشتر ہسپتال ملتان میں جان کا نذرانہ سید الشہداء علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا ۔ دس شہیدوں کی شناخت ہو سکی ۔ اسماء گرامی شہداء ۔ ۱ ۔ جناب اللہ دتہ صاحب ۲ ۔ جناب محمد یونس صاحب ۳ ۔ جناب اکبر گھلو صاحب ۴ ۔ جناب اللہ بخش صاحب ۵ ۔ جناب سردار حسن صاحب ۹ ۔ جناب جویا خان صاحب ۱۰ ۔ اور ارشاد صاحب کے ایک ملازم

جوابی فائرنگ سے تین حملہ آور بھی جاں بحق ہوئے۔ پچاس مومنین زخمی ہوئے۔ جس میں سے دس نشتر ہسپتال ملتان میں باقی وہاں کے مختلف ہسپتالوں میں داخل ہوئے۔ سپاہ محمد پاکستان (لاہور) کے جناب سید غلام رضا نقوی صاحب نے سپاہ صحابہ کو ذمہ دار قرار دیا ہے اور پنجاب کے صوبائی وزیر حاکم علی جن کا تعلق سپاہ صحابہ سے ہے کی برطرفی کا مطالبہ کیا ہے (ڈان کراچی ۹۷-۸-۱۹)

رہگزر سے ہر شخص کو اپنے طریقے پر گزرنے کا حق ہے	بخاری شریف۔ ج۔۲۔ کتاب التفسیر۔ ص ۹۴۳۔ حدیث نمبر ۲۰۰۷

" حفص بن عمر۔ خالد بن عبداللہ۔ حصین۔ سالم بن ابی الجعد (ابی سفیان۔ حضرت جابر ابن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ ایک قافلہ جمعہ کے دن آیا۔ اس وقت ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے تو بارہ آدمیوں کے سوا سب لوگ دوڑ پڑے اس وقت (سورۃ جمعہ کی) یہ آیت نازل ہوئی۔ واو..... قائما "

ترکوک قائما۔ لوگ سرکار کو حالت قیام میں چھوڑ کر چلے گئے۔ تمام تاریخوں میں کتب سیر میں مل جائیگا مشہور متواتر واقعہ ہے نماز جمعہ کا موقعہ تھا۔ ایک تجارتی قافلہ اپنے انداز میں دف بجاتا ہوا اپنی آمد کا اعلان کرتا ہوا آیا مسجد میں نماز یوں نے سنا سب خرید و فروخت کیلئے اس کی طرف دوڑ پڑے سوائے بارہ آدمیوں کے۔ یہ مدینہ منورہ کا واقعہ ہے۔ یہ وقت بھی تھی لیکن سرکار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے با وجود یکہ نماز متاثر ہوئی نہ تو حکم دیا کہ ان قافلہ والوں کو قتل کر دو۔ نہ کہا کہ ان کا مال لوٹ لو۔ اور کچھ نہیں تو بلا کر تنبیہ ہی کر دیتے کہ آئندہ مسجد کے سامنے سے غل مچاتے نہ گزرنا۔ کچھ بھی تو نہیں کہا۔ معلوم ہوا اسلام راستہ چلنے کا حق سب کو دیتا ہے کہ جو تمہارا طریقہ ہے اسی طرح گزرو۔ وہ مولوی صاحبان جو مسجد کے پاس سے جلوس عزا، گزرنے پر معترض ہوتے ہیں کیا ان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اگلے صفحے پیرا مرکو کی

نیویارک میں یوم عاشورہ کا منظر حریت 18-8-۹۵



سید اختر عباس (اختر فتحپوری)

مشکل کشا

زمانے کے حاجت روا ہیں علیؑ — دو عالم کے مشکل کشا ہیں علیؑ
کوئی حد نہیں اُن کے اوصاف کی — ہر اک وصف کی انتہا ہیں علیؑ
اشارے سے پلٹا دیا آفتاب — زمیں پر وہ معجز نما ہیں علیؑ
عدالت، شجاعت کہ خلقِ حسن — یہ سب راستے رہنما ہیں علیؑ
کوئی خضرؑ ہو یا کہ الیاسؑ ہو — وہ راہی ہیں اور رہنما ہیں علیؑ
اگر مصطفٰےؐ علم کا شہر ہیں — تو اُس شہر کا راستہ ہیں علیؑ
وہ خیبر ہو یا فتح بدر و اُحد — ہر اک فتح کا واسطہ ہیں علیؑ
علیؑ سب کے مولا ہیں مثلِ نبیؐ — جبھی نائبِ مصطفٰےؐ ہیں علیؑ
کہیں ناخدا ہیں کہیں ہیں خدا — سمجھ میں نہ آیا کہ کیا ہیں علیؑ
جو جاگیں تو ہیں وہ علیؑ مرتضٰے — جو سوئیں تو پھر مصطفٰےؐ ہیں علیؑ
جو چاہو تو کچھ مانگ لو دوستو — تمہارے بھی مشکل کشا ہیں علیؑ
ہو مشکل تو اخترؔ کو کیوں فکر ہو — کہ اُس کے تو مشکل کشا ہیں علیؑ

شمس ملیح آبادی

امام رضا علیہ السلام

جہاں بھی اہلِ بیتِ مصطفٰےؐ کا تذکرہ آئے — نہ کیوں مومن کے لب پر نعرۂ صلِّ علیٰ آئے
نبیؐ کے بعد دینِ حق کی تبلیغ و اشاعت کو — علیؑ آئے حسنؑ آئے شہِ کرب و بلا آئے
کبھی عابدؑ کبھی باقرؑ کبھی جعفرؑ کبھی کاظمؑ — پئے حفظِ شریعت جانشینِ مصطفٰےؐ آئے
کسی لمحہ نہ یہ حق کا تسلسل ٹوٹنے پایا — خدا رکھے بشر کی رہنمائی کو رضاؑ آئے
دھرے رہ جائیں کیوں نہ مامون کے سارے منصوبے — سرِ دربارِ شاہی جب کوئی معجز نما آئے
پشیماں ہو گیا مامون اپنی بدگمانی پر — جو روزِ عید مولا صورتِ خیر الوریٰ آئے

ابھی ہو جائیں گی اے منتظر اپنی مشکلیں آساں — کھلا باب لو آج خلق کے مشکل کشا آئے

گھپ اندھیرے میں درِ نور ملا نور کھلا — آج کونین کے خوابیدہ مقدر جاگے

بر سرِ عرشِ بریں بخششِ امت کے لئے — جا رہا ہے کوئی جبرئیل کے آگے آگے

علیؑ سے خالقِ اکبر نے اتنا پیار کیا — کہ اپنا گھر تھا مگر اُن کو مختار کیا

کبھی نہ تیغ اٹھی آپ کی جفا کے لئے — ہر اک پہ سوچ سمجھ کر علیؑ نے وار کیا

کتابِ زیست کا عنوان صبر و ضبطِ حسینؑ — چراغِ منزلِ ایمان صبر و ضبطِ حسینؑ

وہ رن میں تیروں کی بارش وہ شکر کا سجدہ — دکھا رہا ہے نئی شان صبر و ضبطِ حسینؑ

باسط علی عابدی

یا حسینؑ

حسینؑ تم کو زمانہ اگر بھلا دیتا — نہ کوئی بخششِ امت کا سلسلہ ہوتا

نہ تم نے توڑ دی ہوتی جو رسم بیعت کی — خدا گواہ ہے بیعت کو بھی گلہ ہوتا

اگر نہ کفر کی گردن کو توڑتے شبیرؑ — یزید اپنے ہی جیسا کوئی بنا دیتا

نبیؐ کے دین کو طوفان سے بچانے کو — ہر اک امام نیا کربلا بنا دیتا

میں لکھتا آلِ محمدؐ کی شان، باسط — مرا امام اگر اور حوصلہ دیتا

دیں کے سید و سردار جنابِ مسلم — وقت کے حیدرِ کرار جنابِ مسلم

شہ کے ہمراہ تو تھے اکبر و عباس و رفیق — سارے کوفے میں تھے بے یار جنابِ مسلم

میں سلام اس کو کروں جو ہے شیاطیں کا امیر — سرِ دربار بہ تکرار جنابِ مسلم

اک علمدارِ حسینیؑ تھے جنابِ عباسؑ — اُس علم کے تھے علمدار جنابِ مسلم

جیسے تھے حضرتِ عباسؑ وفا کے پیکر — بالکل ایسے ہی وفادار جنابِ مسلم

قطعہ

جہاں دینِ خدا دینِ نبیؐ ہو
ہے قسمت وہیں بوئے علیؑ ہو
حیاتِ جاوداں کہتے ہیں اُس کو
ہوا کی زد پہ شمعِ جل رہی ہو

مسرور شکوہ آبادی

وسعتِ علم کی ہر آن دعا کرتے ہیں
جن کو زیبا ہے ثنا اُن کی ثنا کرتے ہیں

گردشِ وقت سے کیا ان میں تغیر ہوگا
بازوؤں میں جو فرشتوں کی پلا کرتے ہیں

سر بخم آتا ہے رضوان بھی بن کر خیاط
جس جگہ خلد کے سردار رہا کرتے ہیں

دیکھ آئینۂ احمدؐ میں حسنؑ کی صورت
صلح بے دین سے دیندار کیا کرتے ہیں

خُلق، ایثار و وفا، صبر و قناعت، تقویٰ
یہ وہ تحفے ہیں جو اعلیٰ کو ملا کرتے ہیں

ان کے آنگن میں ستارہ بھی جھکاتا ہے جبیں
جن کے گھر عرش کی تصویر ہوا کرتے ہیں

جن کو توفیقِ ہنر خانۂ زہراؑ سے ملی
ٹھوکروں پر وہ حکومت کو لیا کرتے ہیں

مکتبِ دینِ پیمبرؐ کے جو سر کردہ ہیں
اپنے دشمن پہ بھی احسان کیا کرتے ہیں

فیض ہے خلقِ حسنؑ سبز قبا کا مسرورؔ
ہم جفا سہہ کے بھی دشمن سے وفا کرتے ہیں

مسرور شکوہ آبادی

قطعات

پرورش گاہ نبوت ہے ابوطالبؑ کی گود
مرکزِ رشد و ہدایت ہے ابوطالبؑ کی گود
منبعٔ جود و سخا و مخزنِ اخلاقیات
حافظِ قرآن و سنت ہے ابوطالبؑ کی گود

کعبے کو عظمتوں کا نیا باب مل گیا
گویا صدف کو گوہرِ نایاب مل گیا
یوں مسکرائے دیکھ کے حیدرؑ کو مصطفٰےؐ
جیسے فرازِ عرش کو مہتاب مل گیا

سید خلیق حسن نقوی

قصیدہ امام زین العابدینؑ

سپیدی صبح کی یوں ڈوبتے تاروں تک آپہونچی
کرن نورِ سحر کی شب کے اندھیاروں تک آپہونچی

شہِ زین العبا کے رُخ کی ضو تاروں تک آپہونچی
ولادت کی خبر فرقت کے بیماروں تک آپہونچی

کھلیں کلیاں، صبا مہکی، گلستاں میں بہار آئی
سنہری دھوپ جب گلشن کی دیواروں تک آپہونچی

شفق کا عکس سورج کی کرن سے مل گیا آخر
یہ خونی نہر بڑھتے بڑھتے تلواروں تک آپہونچی

جسے اے چوتھے ساقی میرے خود حیدرؑ بلاتے تھے
کشش سے دل کی وہ مے تیرے میخواروں تک آپہونچی

کیا جب معجزے سے سنگِ اسود نصب کعبہ میں
تو دل کی ضو خوشی سے شہ کے رخساروں تک آپہونچی

وہ تھی ماہِ ششم کی پندرہ اور دن تھا ہفتہ کا
یہ روح افزا خبر جس وقت دیداروں تک آپہونچی

قطعہ
حُبِّ علیؑ

بادۂ حُبِّ علیؑ مولا کے مستانوں سے پی
یہ وہ بادہ ہے جسے ایماں کے پیمانوں سے پی
میرا ظرفِ میکشی دیکھا تو ساقی نے کہا
ایک دو کا حق نہیں تو چودہ میخانوں سے پی

قاصد زیدی

سلام

ہم ہر جنگ کی کرتے کسی کو سر نہیں دیکھا
جری ایسا کوئی جز حیدرِ صفدر نہیں دیکھا

ہے بنتِ اسد ہی یہ شرف مخصوص تھا ورنہ
کبھی دیوار میں کعبے کی بنتے در نہیں دیکھا

شبِ ہجرت علی جس طرح تلواروں میں سوئے تھے
کسی کو محوِ خواب اس طرح بستر پر نہیں دیکھا

غدیرِ خم میں خاص اعلان ہی ہوگا کوئی ورنہ
کجاووں کا کہیں بنتے ہوئے منبر نہیں دیکھا

شجاع و باوفا اصحاب ہونگے بے گماں ہونگے
نبی کے پاس لیکن جنگ میں اکثر نہیں دیکھا

علی ہی تھے جنہیں حرفِ سلونی زیب دیتا تھا
کبھی دعویٰ کسی کا یوں سرِ منبر نہیں دیکھا

مراحل جادۂ ہستی کے مشکل ہیں مگر شاید
کبھی مشکل میں یا تو نے یا علیؑ کہہ کر نہیں دیکھا

خلش جس کی حرارت بخش دیتی ہے رگِ جاں کو
غمِ کرب و بلا جیسا کوئی نشتر نہیں دیکھا

چڑھے سر کشتگانِ حق کے نیزوں پہ بہت لیکن
تلاوت جو سرِ نیزہ کرے وہ سر نہیں دیکھا

نبوت ہے امامت ہے ولایت ہے یہیں قاصد
ہے جیسا مصطفےٰ کا کوئی ایسا گھر نہیں دیکھا

قطعہ

چُن لیا ہم نے غمِ شبیرؑ کے دستور کو
دل میں روشن کر لیا اس چراغِ طور کو

اہلِ دل کیسے بھلا دیں اے مورخ سچ بتا
منظرِ شامِ غریباں کو شبِ عاشور کو

قمر عباس قمر لکھنوی

منقبت

جو پاسِ حکمِ رسالت مآب رکھتے ہیں
وہ دل میں حُبِّ علیؑ بے حساب رکھتے ہیں

نظر میں اُسوۂ آلِ رسول رہتا ہے
جبیں پہ خاکِ درِ بوتراب رکھتے ہیں

وفا کی راہ میں لو لا علیؑ کے شیدائی
جدا زمانے سے اپنا نصاب رکھتے ہیں

محمدؐ اور علیؑ فاطمہؑ حسینؑ و حسنؑ
خدا کے بعد حقِ انقلاب رکھتے ہیں

اُنھیں ارم کی ہوا بھی نہ لگ سکے گی کبھی
علیؑ سے بغض جو خانہ خراب رکھتے ہیں

علیؑ امام من است و منم غلامِ علیؑ
ہر اک سوال کا بس ایک جواب رکھتے ہیں

فلک کو ناز ہے اک [illegible] پر اپنے
اور ہم تو چودہ قمر لاجواب رکھتے ہیں

معجز جونپوری

"منقبت بسلسلۂ جشنِ غدیر"

دل تو کہتا ہے لکھوں مدحِ امیرالمومنین
پھر خیال آتا ہے وہ تو آسماں ہیں میں زمیں

کس قدر دشوار ہے مدحِ امیرالمومنین
میں تو کیا کوئی بشر قرآں لکھ سکتا نہیں

نام لیوا تو نہ کر پائے وفا کا حق ادا
دشمنوں نے آپ کو دانستہ پہچانا نہیں

گوشۂ دامانِ حیدر تک رسائی کیلئے
جبرئیلِ فکر رکھ دے پائے قنبر پر جبیں

یومِ خندق ضربتِ حیدر سے کٹ جاتی زمیں
آتا جاتا درمیاں گر شہپرِ روح الامیں

اُس کی ایماں کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے کون
ایک تنہا از ابتدا تا انتہا جس کا یقیں

اسجعِ عالم خطیبِ بے مثال و بے نظیر
زینتِ محراب و منبر رہبرِ دنیا و دیں

جز علیؑ مصداق اس کا دوسرا کوئی نہیں
بہترینِ نسلِ آدم نفسِ ختم المرسلیں

ساکنانِ عرش ہیں محوِ سفر سوئے زمیں
یہ غدیرِ خم کا میداں ہے کہ فردوسِ بریں

ساقئ کوثر۔ رسولِ پاک۔ جبریلِ امیں
دے رہے ہیں اہلِ حق کو مژدۂ تکمیلِ دیں

لاکھ جھٹلاؤ نبیؐ کی بات فرمائی ہوئی
تم غدیرِ خم کے منظر کو بھلا سکتے نہیں

مصطفٰےؐ یہ کہہ کے معجز خم کی محفل سے چلے
اب علیؑ تو میری طرح ہیں حاکمِ دنیا و دیں

رضا رضوی

خشتِ اول ہی سے ناواقف ہے جو اسلام کی
معرفت رکھتا نہیں وہ دین کے پیغام کی

لا الٰہ کہنا ہے لازم قبل الا اللہ سے
یہ تبرا ابتدائی شرط ہے اسلام کی

غور سے پڑھتی اگر اپنا چھٹا کلمہ یہ قوم
چپقلش ہوتی تبرا کے نہ حکمِ عام کی

لفظ یہ شامل مسلماں کے چھٹے کلمہ میں ہے
کیسے ممکن ہے تبرا بات ہو دشنام کی

حلقۂ اصحاب میں تو نیک بھی ہیں بد بھی ہیں
پیروی کیونکر ہو ہر اک خاص ہو یا عام کی

ساری تاریخوں میں ہیں اعمال جن کے بد رقم
ہوں وہ سب عادل غلط ہے یہ فکرِ خام کی

انہدامِ کعبہ دیکھیں واقعۂ حرہ پڑھیں
ذمہ داری کس پہ ہے اس شرمناک اقدام کی

یہ خطائے اجتہادی اس لیے اک چال تھی
ہر سیہ کاری کو مل جائے سند اسلام کی

خوں بہانا آل اور اصحابؓ کا اس آڑ میں ۔۔۔ کر گئی آساں سیاسی کھیل بدحکام کی
تھے مقابل جو علیؑ کے جنگ میں صفین کی ۔۔۔ کھل گئی ساری حقیقت ان کے استسلام کی
خیر و شر دونوں اگر اللہ کی جانب سے ہیں ۔۔۔ پھر ضرورت کیا ہے روزِ حشر کی اسلام کی
فاسق و فاجر بھی ہوں جن کے اماموں میں خدا ۔۔۔ ان سے کیا امید ہو حق بات یا اسلام کی

عباس زیدی گنگوہی

"مذہب ۔ عقیدے اور انسان"

سورج ۔ زمین ۔ ایک مجنّی قاتمی ۔ نہ دیکھی ہے ۔۔۔ سر جوڑ کے ملاقات تو آنکھ ملانے پڑھی ہے
نباض نفسیات علاقات تبصرے ۔۔۔ تنقید صبح شام رنگ کے ہاتھ میلی ہے
جلوے نمائشات تراشے الگ الگ ۔۔۔ سمتوں کی اونچ نیچ نمائش پہ ابھی ہے
سمجھوں کہاں سے ایک کسوٹی پہ صبح شام ۔۔۔ آو آو ادھر آدھر کی مجھے کھینچ رہی ہے
گویا ہمارے سامنے چکر نما سماج ۔۔۔ آواز ایک نیک الگ دردِ سر بھی ہے
سورج زمین مشاہدہ ٹھوکر پہ آدمی ۔۔۔ میدان اتر کے دیکھ کیسے جیت گئی ہے
انسان بدن نمائشی سکّہ رواج جیت ۔۔۔ سر جیت ہو کے شامل لہو بھی ہے
سورج بھی پڑھ لیے سامنے میدان طلوع غروب ۔۔۔ سمتوں کی ہار جیت نہیں رسّہ کشی ہے
نباض آگ دلگی تیری آب و ہوا سماج ۔۔۔ پڑھ کائنات ٹوٹ سے انسان گئی ہے
تاریخ ایک نیک بدن ظاہر و باطن ۔۔۔ اٹھ بیٹھ آدمی کی زبان بول رہی ہے
پابند قید بند و بند درندہ صفت سے دور ۔۔۔ اک آدمی کے جسم میں کس شے کی کمی ہے
شام و سحر کتابچہ سرخی حسابیات ۔۔۔ تنقید ہاتھوں ہاتھ خوشی سے زخمی ہے
آگے رکوع سجود ۔ تلاوت طلوع غروب ۔۔۔ منھ بولتی کتاب ترے سامنے بھی ہے
تعلیم صبح شام مدرسے بھی صبح شام ۔۔۔ کوئی دکھا دے مجھ کو سلیقے وار گئی ہے
شمس و قمر زمین تجارت سڑک سڑک ۔۔۔ میدان پل صراط الگ دعوتی بھی ہے
مشکلکشائی خاک کر رستے بنے ہوئے ۔۔۔ آواز ایک نیک مگر گونج رہی ہے
قوسِ قزاح بھی سامنے قد آدمی سڑک ۔۔۔ معنی پل صراط لغت بولتی بھی ہے

پڑھ لکھ بدن۔ بدن ترا مشکلکشا بدن — تو روحِ کائنات ہے مشکل کشائی ہے

گفتار تن بدن ترا جاگیر ایک نیک — گویا پل صراط سڑک آدمی کی ہے

کمتر کہاں ہے جسم نچوڑ سے ہے کائنات — انسان نہیں خدائی کی پرچم کشائی ہے

معبود دنیا کا آدمی لیکا بدن حساب — یزداں کے ہاتھ تنگ نہ کشکول کمی ہے

ناصح خدا عدالتی بندہ وکالتی — انسانیت کی کھیپ مقدس تمام تر ہے

مذہب بھی ہم رکاب عقیدے بھی ہم رکاب — اک سند وکیل کے پیچھے خدائی کی ہے

ظاہر کہاں کا باطنی اٹھ بیٹھ ایک ایک — مذہب ہو یا عقیدہ تخیلِ آدمی ہے

آب و ہوا ہے آگ ہے مٹی مشاہدات — گردان ایک نیک تھی جمع بھی ہے

پہچان آگ و گل تری آب و ہوا کے بعد — شہ رگ قریب سلطنتِ پنجتنی ہے

قابیلؑ اسمٰعیل۔ دکھا سرمئی نظام — منہ بولتا قرآن حسینؑ ابن علیؑ ہے

یزداں نے کم نہیں دیا اجرِ مقدمات — شق القمر کے بعد دی معراج جسمیات

زندہ بنا خیال دی خلدِ بریں سمیت — پرواز سبت پہ شرط لگا دی حسینؑ جیت

حیران جنگلات پریشان گردشات — اک سر بھرا حسینؑ وکیلِ خدائیات

گردش علاجیات نہ جھٹکا تمیان علاج — سمٹا تمیان ٹھہرا تمیان پڑھوا تمیان علاج

سیماب چاند درسگاہ سورج زمیں لگن — کوئی خدا شناس دکھا آدمی وزن

سید وقار حسین جعفری

تکوینِ کائنات اور ہم

وجود عالم دنیا کا واحد عنوان ہے جس پر تاریخ بشریت کے آغاز سے تاہنوز بحث و مباحثہ کی تکرار جاری ہے۔ انسان باوجود جدید علم و سائنس کی رسائی اپنے افکار کی تمام تر دوری کے سمجھنے سے قاصر ہے دنیا کی کوئی فکر اس سوچ کے مقابلہ پر زیادہ رازداں اور وسوسہ انگیز نہیں۔ ایسا کوئی ذی شعور انسان نہیں جس کی عمر کا بہترین حصہ اس کے تصور اور وسوسہ میں مشغول نہ رہا ہو۔

آخر انسان سوچتا ہے ہر شے کا وجود عارضی و فانی ہے۔ اس عالم رنگ و بو میں ہر شے زوال پذیر اور تغیر پذیر ہے۔ اس کائنات کا ہر وجود اپنے فانی ہونے کو منہ بولتی تصویر ہے۔ آخر کون ہستی واجب الوجود ہے۔ انسان نے ان رنگا رنگ کرشمہ سازیوں اور نظاروں کے حیرت کدہ کو دیکھا اور سوچا۔ اول اول ہر قدرت کے عجائبات کو دیوتا جانا بعد ازاں استدلال ابراہیمی آخر کار گوشش گذار ہو کر کائنات کی ہر شے کے پس پردہ یقیناً کوئی علت اول ہے بقول ارسطو Prima Mover unmoved ہر شے اپنے پروردگار کی جستجو میں سرگرداں ہے کیونکہ ہر شے اس کی ربوبیت کا مظہر ہے۔

اس آزاد نظم میں خالقِ قدرت کی کرشمہ سازیوں اور فطرت کے لاتغیر یا تبدیلی اصولوں کو مخصوص انداز میں قرآنی آیات کے حوالوں سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

رئیس کائنات اور ہم

مکاں ہمارا جسم زماں ہماری روح یہی پیمانہ دکھا ہے۔
اے مصور! ہم ہیں مسافر زماں و مکاں کے وہ لامکاں ہے
کوئی نہ جانے کہاں سے آئے کب آئے! کہاں گئے یہی دستور زمانہ ہے

ہیں رازِ حقیقت پوشیدہ یہ زماں و مکاں کے
سیاہ آسماں پہ گردش کرتے تارہ شب میں جھلملائے
چاند شب میں چاندنی بکھیرے بحر میں کیوں طوفاں اٹھائے
آکاش پہ سورج چمکے دھوپ زمیں پر کیوں چھائے
طلوع و غروب آفتاب اختلاف لیل و نہار کیسے بنائے
موسموں کا متواتر تغیر و تبدل بہار و خزاں کا ظہور لائے
ہیں رازِ حقیقت پوشیدہ یہ زماں و مکاں کے
جنگل کی بوٹی میں شفا درختوں پر میوے پھل کہاں سے نکلے
زمین میں بیل بوٹے کیسے پھوٹے پھولوں میں رنگا رنگی اور خوشبو آئی کہاں سے

گھاس جو چرتی تھی بن میں دودھ کیسے بنا وہ گائے کے تھن میں
بھن بھن کرتی مکھی پھولوں سے چوسے شہد کہ جس سے بنائے
کرم توت کے پاتے کھائے ریشم کہ جس سے بنتا جائے
ہیں رازِ حقیقت پوشیدہ یہ زماں و مکاں کے

آکاش گھومے دھرتی گھومے ہر شے حرکت میں ارض و سما کی
دائرہ زمین سمندر کی چادر اوڑھے کوہ و دشت و صحرا بلاد بکھرا اٹھائے
یہ ہمہ اسباب زندگی گلشن زمین سجائے ارض و سما کی آئی کہاں سے
ہیں رازِ حقیقت پوشیدہ یہ زماں و مکاں کے

برقی لہریں آوازیں سنائے تصویریں بنائے
دور دراز سمندر پار ہر شے اور انسانوں کی
آکاش پہ گھومے [illegible] جو پہنچے تسخیر کرے ہر ذرہ کائنات
انسان خاک سے بنا زمیں پہ پھیلا یہ شجرہ بڑھا آئی کہاں سے
ہیں رازِ حقیقت پوشیدہ یہ زماں و مکاں کے

سوچ اے انسان قدرت نے سب کچھ عطا کیا کہاں سے
مدہوش پڑا دنیائے سراب میں کچھ ہوش نہ آئے
اے خاک کے پتلے نہ ابتدا کی خبر نہ انتہا معلوم !
ہیں رازِ حقیقت پوشیدہ یہ زماں و مکاں کے

وہ لا ابتدا لا انتہا لا تغیر ماورائے زماں و مکاں
وہ کہیں نہیں کوئی جگہ نہیں جہاں وہ نہیں !
حق بن زماں و مکاں میں موجود کوئی نہیں !
منزہ از صفات سوچو ہزار روپ نہ سمجھو کوئی روپ نہیں
ہر شئے کائنات مظہر قدرت شانِ کبریائی وہ لاشئی کمثلہٖ
کوئی نہ جانے وہ کون ہے جو یہ پردہ اٹھائے
اول و آخر اللہ ہی اللہ ظاہر و باطن اللہ ہی اللہ !

غریب امروہوی

آج ہے جشنِ علی فرش سے تا عرش ہے دھوم

کعبہ خوش اتنا ہوا کھل گئے دیوار کے ذات
آئے حیدر تو گرے سجدے میں سب لات و منات

علیؑ کی مدحت مومن کا نشاں ہے
یہی فرمانِ رسالت کی زباں ہے

بڑھاؤں کا نہ حد سے میں علیؑ کو
بتادے کوئی بھلا وہ حد کہاں ہے

عبادت ذکر ہے مولا علیؑ کا
کرو ہر دم کہ یہی حرزِ جاں ہے

تباہی ہر طرف منڈلا رہی ہے
قیامت آنے کا یہ بھی نشاں ہے

جفا و کذب سے دنیا بھری ہے
ظہور اب ہو اسی کا جو نہاں ہے

مری مجال کہاں کر سکوں ثنائے علیؑ
کسی کے دل آتیرہ فکر میں آئے ثنائے علیؑ

بتایا کب ہے کسی کو نبیؐ نے کیا ہے علیؑ
علیؑ کا ذکر عبادت ہے بس علیؑ ہے علیؑ

کیا ہے علیؑ کیا ہے علیؑ کیا ہے علیؑ
کوئی سمجھ نہ پایا کیا ہے علیؑ

بس یہ نبیؐ نے اتنا بتایا سارے سمندر بنیں سیاہی سارے قلم اشجار بنیں سب
جن و ملک انسان لکھیں، سب اسمِ علیؑ کا پا نہیں پایا یہ کیا ہے علیؑ پہ آیا !

کعبے سے آیا شیرِ علی ہے حکم عبادت ذکرِ علیؑ ہے
بات جہاں میں اس کی چلی جس نے پایا ذکرِ علیؑ ہے

عابد و زاہد ملا گرد کو اس پیچ نہ پایا
کیا ہے علیؑ کوئی سمجھ نہ پایا

تھا معراج پہ کس نے بلایا قوسین پہ پردہ گرایا
کعبے کے جیسے راز ہیں مخفی ویسے ہی علیؑ کا راز چھپایا

ایک علیؑ خالق ہے بتایا ایک علیؑ کا ہے ذکر عبادت
سجدے علیؑ کا لکھوں کے ہیں کس کو ابتک بھید نہ پایا

عبد علیؑ معبود کل ہے دیکھو حدیثِ پاک نبیؐ ہے
دیکھے علیؑ کو وصف میں سارے جانیں جو دیکھنے ہے

نبیوں کے ساتھ رہا ہے لگا ہر مرتبہ میں ہے آیا
کیا ہے علیؑ کوئی سمجھ نہ پایا

جھوٹ کہیں اژدر ٹکڑے کر آیا خیبر میں بھی زور دکھایا
خندق میں ایمان بتایا مارا ہے غدیر میں مولا بنایا

رحمتِ عالم حق مسیحا بات بتا بس ایک ہی پایا
کیا ہے علیؑ کوئی سمجھ نہ پایا کیا ہے علیؑ

عمار محب کو خود ہی ستر بار کا ہے آزمایا ذکرِ علیؑ
اولیا سمجھے ہے راز غریب نے اتنا ہے پایا کیا ہے علیؑ

قمرؔ سہارنپوری

نعتِ رسولِ اکرمؐ

میں اور نعتِ نبیؐ کب مرے گمان میں ہے
الٰہی! آج ترا بندہ امتحان میں ہے

زمیں پہ ہے کوئی اور نہ آسمان میں ہے
حضورؐ جیسا کہاں کوئی دو جہان میں ہے

اگر محبتِ سرکارؐ جسم و جان میں ہے
یقین کیجئے پھر روشنی مکان میں ہے

جو اُس کی ذات وسیلہ خدا رسائی کا
وہی تو بندہ و خالق درمیان میں ہے

میں کس زباں سے کروں مدحِ سیدِ لولاکؐ
کب ایسا نطق خدایا مری زبان میں ہے

شعورِ ذات نہیں جس کو وہ زمیں پہ ہے
شعورِ ذات ہے جس کو وہ آسمان میں ہے

بس اتنا سمجھا ہے قرآنِ پاک کو میں نے
کہ یہ خدا کا قصیدہ نبیؐ کی شان میں ہے

قمرؔ زباں پہ ہے جب سے مدیحِ ختمِ رسلؐ
قدم زمیں پہ دماغ اپنا آسمان میں ہے

نشیرؔ اسعدی

ولائے نفسِ رسالتمآب رکھتے ہیں
کہ ہم نظر میں وفا کا نصاب رکھتے ہیں

دلوں میں عشقِ رسالتمآب رکھتے ہیں
ولائے آلِ نبیؐ بے حساب رکھتے ہیں

جو دل میں حُبِّ علیؑ بے حساب رکھتے ہیں
وہ اپنی قبر میں تازہ گلاب رکھتے ہیں

زیارتِ رخِ حیدرؑ کی آرزو لے کر
ہم اپنی جاگتی آنکھوں میں خواب رکھتے ہیں

جو چاہیں چھو لیں فلک کو علیؑ کہ کہنے سے
قدم بدوشِ رسالتمآب رکھتے ہیں

ہم اپنے باغِ سخن میں ولا کی شاخوں پر
علیؑ کی مدح و ثنا کے گلاب رکھتے ہیں

خدا کا دین مکمل انہیں کے پاس ملا
جو ساتھ آل کے حق کی کتاب رکھتے ہیں

زمانے والو علیؑ سے لگاؤ تو کہ علیؑ
چراغِ فکرِ رسالتمآب رکھتے ہیں

ثنائے آلِ محمدؐ لکھی ہے کس کس نے
فرشتے سارا حساب و کتاب رکھتے ہیں

حسنؑ کا خلق علیؑ کی ولا حسینؑ کا غم / جو شے بھی رکھتے ہیں ہم لاجواب رکھتے ہیں

ہمیں طلب نہیں مے کی کہ دل کے ساغر میں / شرابِ حبِّ علیؑ بے حساب رکھتے ہیں

ہماری قبر میں پھیلے گی ہر طرف خوشبو / کہ ہم علیؑ کی ولا کے گلاب رکھتے ہیں

خدا کا شیر وصیِ رسولؐ علم کا در / وہ اپنی شان کے شایاں خطاب رکھتے ہیں

فرشتے قبر میں ہم سے کریں ہزار سوال / ہر اک سوال کا ہم بھی جواب رکھتے ہیں

علیؑ کی یاد جو دل میں بسا کے سوتے ہیں / وہ اپنے سامنے تعبیرِ خواب رکھتے ہیں

جو لوگ دور رہیں ذکرِ علیؑ سے اے نشتر
وہ اپنے دل میں عجب اضطراب رکھتے ہیں

الیاسؔ دھولیوری

منقبت مولائے کائنات

سرنامۂ حیاتِ جہاں ہے علیؑ کا نام / ہر اہلِ دل کے دل میں ہے علیؑ کا نام

دین و نبیؐ کا روحِ رواں ہے علیؑ کا نام / توحیدِ کبریا کا نشاں ہے علیؑ کا نام

ہر دور کا امین ہے ماضی ہو یا کہ حال / جب بھی جواں تھا اب بھی جواں ہے علیؑ کا نام

مومن کے دل کے واسطے وجہِ سکون ہے / دل میں منافقوں کے سناں ہے علیؑ کا نام

بدبخت و بدنصیبوں کی تقدیر ہی نہیں / اہلِ ولا جہاں ہیں وہاں ہے علیؑ کا نام

تسبیح پڑھ رہے ہیں علیؑ کی فرشتے بھی / وجہِ بقائے اہلِ جناں ہے علیؑ کا نام

ہوگا کبھی نہ غرق سفینہ نجات کا / کشتی دیں کے ساتھ رواں ہے علیؑ کا نام

مقبولِ بارگاہِ خدا اُن کی ہے نماز / جن کے لیے کہ جزوِ اذاں ہے علیؑ کا نام

گر یہ نہ ہوتے کچھ بھی نہ ہوتا زمانے میں / وجہِ بقائے ارض و سماں ہے علیؑ کا نام

امن و امان چاہو تو لیکر پڑھے چلو / وجہِ بقائے امن و اماں ہے علیؑ کا نام

کہتے رہیں گے زندگی بھر ہم تو یا علیؑ / قسمت سے اپنی وردِ زباں ہے علیؑ کا نام

آخر منافقوں نے بھی تسلیم کر لیا / فتح و ظفر وہاں ہے جہاں ہے علیؑ کا نام

محفل میں کامیاب ہے الیاسؔ اس لیے
سرنامۂ کلام و بیاں ہے علیؑ کا نام

زاہد فتحپوری صدر محفل

آفتاب امامت

ہیں کچھ گہر مری نگہِ انتخاب میں
کرتے ہیں پیش خدمتِ ختمی مآب میں

ہے فکرِ آسماں پہ تو پا ہیں رکاب میں
چل رخشِ شوق بارگہِ بوتراب میں

بجلی سی اک چمک گئی چشمِ پُرآب میں
آیا زباں پہ نامِ علیؑ اضطراب میں

دل پر ہوا نزولِ مضامیں کچھ اس طرح
گویا سمٹ کے آگیا دریا حباب میں

خوشبو کی طرح چادرِ شب کے حجاب میں
بنتِ اسد چلیں سوئے کعبہ نقاب میں

بنتِ اسد کو دیکھ کے دیوار پھٹ پڑی
لو اک اضافہ ہو گیا کعبے کے باب میں

کعبے کے بام و در پہ ہیں قیصری تجلیاں
اک طفلِ نو ہے دستِ رسالت مآب میں

نظریں ٹھہر سکیں تو رخِ بوتراب دیکھ
ہیں گیارہ آفتاب اس اک آفتاب میں

از بسکہ سارے عہد میں طفلی کا کھیل ہے
خیبر کا در اٹھا گئے حیدرؑ شباب میں

خیبر کے معرکے میں اجل کی تلاش میں
حیدرؑ ہی آسکے نگہِ انتخاب میں

یہ خانہ زادِ حق بھی ہے مشکل کشا بھی ہے
مشکل تو سجدہ ریز ہے اس کی جناب میں

زاہد نہ کیوں ہو اپنے مقدر پہ اس کو ناز
جو ہو شریکِ جشنِ امامت مآب میں

مرحوم

وقار محسن

ذکرِ امیرِ شام نہ کر تو علیؑ کے ساتھ
رہتا نہیں اندھیرا کبھی روشنی کے ساتھ

علم و یقیں کی مل گئی سوغات جانِ من
وابستہ جب سے ہو گئے بارہ دری کے ساتھ

کس کی مجال تھی جو ستاتا رسولؐ کو
حیدرؑ رہے وقار ہمیشہ نبیؐ کے ساتھ

محسن کو ناز کیوں نہ سخاوت پہ اپنی ہو
رہتے ہیں ہم وقار ہمیشہ سخی کے ساتھ

علیؑ کے آستاں کو اہلِ دل کعبہ سمجھتے ہیں
محمدؐ جو نا سمجھے ہیں وہ اسے قبلہ سمجھتے ہیں

ہمہ دم ہیں چھپے از درِ غم دوراں
تعجب ہے کہ اس کو لوگ بچہ سمجھتے ہیں

حسینی اطاعت گزاروں کا ماتم

مسدس

کبھی حسینؑ کبھی فاطمہؑ کبھی زینبؑ
جہاں یہ جیسی ضرورت تھی بن گئیں زینبؑ

-:-x-:-

زینبؑ کمالِ صانعِ قدرت کا نام ہے
زینبؑ جمالِ روحِ مشیعت کا نام ہے
زینبؑ جلالِ صاحبِ عزت کا نام ہے
زینبؑ مآلِ کارِ صداقت کا نام ہے

زینبؑ ہے نام عزمِ رسالت مآب کا
زینبؑ ہے نام دبدبۂ بوتراب کا
زینبؑ شعورِ دینِ پناہی کا نام ہے
زینبؑ شعاعِ نورِ الہٰی کا نام ہے

زینبؑ یزیدیت کی تباہی کا نام ہے
زینبؑ حسینیت کی بقاہی کا نام ہے
زینبؑ ہے نام عظمتِ آلِ رسول کا
زینبؑ ہے جزوِ دین کے اصلِ اصول کا

زینبؑ دلِ حبیب الہٰی کا چین ہے
زینبؑ نظیرِ فاتحِ بدر و حنین ہے

زینبؑ جنابِ فاطمہؑ کی نورِ عین ہے
زینبؑ شریکِ کارِ امام حسینؑ ہے
زینبؑ حسینیت کی مکمل کتاب ہے
زینبؑ یزیدیت کا مدلل جواب ہے

زینبؑ ہے گلستانِ سیادت کی پاسباں
زینبؑ ہے مصطفےٰ کی شرافت کی پاسباں
زینبؑ ہے کاروانِ ہدایت کی پاسباں
زینبؑ ہے ہر نبیؑ کی نبوت کی پاسباں
زینبؑ کی والدہ ہے رسالت کے ساتھ ساتھ
زینبؑ رہے گی زندہ امامت کے ساتھ ساتھ

زینبؑ وہ جس سے منزلتِ ہاشمی رہی
زینبؑ وہ شمعِ حق جو ہواؤں میں جلتی رہی
زینبؑ ستم کی جس پہ نہ کوئی کمی رہی
زینبؑ جہادِ راہِ خدا میں جمی رہی
زینبؑ کی درسگاہ ہے بزمِ غمِ حسینؑ
زینبؑ کو ہے عزیز فقط ماتمِ حسینؑ

زینبؑ ہے سوگوارِ شہیدانِ کربلا
زینبؑ نگاہ دارِ اسیرانِ کربلا
زینبؑ سکوتِ شامِ غریبانِ کربلا
زینبؑ سکونِ قلبِ بیابانِ کربلا
زینبؑ تبر ہے حرملۂ جلاد کے لیے
زینبؑ سپر ہے باقرؑ و سجادؑ کے لیے



۳۰ ستمبر
ڈیرہ اسماعیل خان کی برسی
علی حسین
انور حسین

ایک حدیث

"اگر کسی تندرست و صحیح اعضاء و جوارح والے کو دیا جائے تو دس نیکی۔ مریض کو دیا جائے تو ستر نیکی۔ ماں باپ کو دیا جائے تو سات سو نیکی۔ مُردوں کے ایصال ثواب کے لئے دیا جائے تو سات ہزار نیکی اور اگر طالبعلم کو دیا جائے تو ایک لاکھ نیکی" (ماخوذ از "تاریخ مختصر" علامہ عباس قمی علیہ الرحمتہ۔ اردو ترجمہ صابر حسین کاظمی مرحوم ص ۱۱)۔ بحمداللہ انجمن وظیفہ سادات و مومنین پاکستان رجسٹرڈ ۱۹۱۲ء سے مسلسل طلباء کی مالی معاونت کر رہی ہے۔ انجمن آپ سے توقع کرتی ہے کہ آپ نہ صرف مالی اعانت فرمائیں گے بلکہ مستحق طلباء کی نشاندہی بھی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی سعی کو قبول فرمائے اور ہمیں پُر خلوص عمل نیک کی توفیق عطا فرمائے۔ اس ثواب میں شمولیت کے لئے آپ اپنے اپنے علاقے میں انجمن کے مقامی سکریٹری صاحبان سے رابطہ فرمائیں۔

سید زین العابدین

جنرل سکریٹری

انجمن وظیفہ سادات و مومنین (پاکستان) رجسٹرڈ